عمران سریز

لاسٹ مئومنٹ

مکمل ناول

از

مظہر کلیم ایم، اے

http://forums.hibuddiez.com

ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

رحیم یار خان سے عادل گلزار انصاری صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ نئی صدی میں کمپیوٹر نظام کو شدید خطرات لاحق ہیں اور تمام دنیا کے سائنسدان اس بارے میں تشویش میں مبتلا ہیں کیا عمران نے بھی اس خطرے سے نمٹنے کے لئے کوئی منصوبہ بنایا ہے یا نہیں۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے"۔

محترم عادل گلزار انصاری صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ کمپیوٹر کی دنیا میں Y2K کے سلسلے میں خاصی پریشانی کا اظہار کیا جاتا رہا ہے۔ اصل میں جب معاملات اندازوں پر قائم کر لئے جائیں تو پھر رائی کو بھی پہاڑ بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ ایسا ہی خطرہ یہ بھی تھا جو دراصل رائی جتنا تھا لیکن اسے پہاڑ بنا کر پیش کر دیا گیا۔ جہاں تک عمران کا تعلق ہے تو آپ جانتے ہیں کہ وہ تو پہاڑ کو بھی رائی بنانے کا گر جانتا ہے۔ اس لئے یقیناً اس نے اس "پہاڑ" کو بھی "رائی" بنا لیا ہوگا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسّلام

مظہر کلیم۔ ایم اے

N... (CTN)

نیو [illegible] ٹر

پروپرائٹر [illegible] کنول

S. N... (CTN)

کافرستان کے دارالحکومت کے بین الاقوامی ایئرپورٹ پر تقریباً ہر وقت ہی بے پناہ گہما گہمی نظر آتی تھی کیونکہ اس بین الاقوامی ایئرپورٹ پر تقریباً دنیا کی تمام ایئر کمپنیوں کی پروازیں مسلسل آتی جاتی رہتی تھیں اور کم ہی کوئی ایسا وقت ہوتا تھا جب دو یا تین فلائٹس بیک وقت پرواز نہ کر رہی ہوں یا لینڈ نہ کر رہی ہوں۔ پبلک لاؤنج میں خاصا رش تھا اور مقامی افراد کے علاوہ غیر ملکیوں کی تعداد بھی خاصی تھی۔ ایک سائیڈ پر دیوار سے پشت لگائے ایک مقامی نوجوان کھڑا ہوا تھا۔ اس کی تیز نظریں ایئرپورٹ کی اندرونی طرف سے باہر پبلک لاؤنج میں آنے والے مسافروں پر جمی ہوئی تھیں۔ اسے یہاں کھڑے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہو گیا تھا لیکن اس کے چہرے پر کسی قسم کی تھکاوٹ کا کوئی احساس تک موجود نہ تھا۔

اچانک وہ ایئرپورٹ سے پبلک لاؤنج میں داخل ہونے والی ایک خوبصورت مقامی لڑکی کو دیکھ کر چونک پڑا۔ اس کی تیز نظریں لڑکی پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اسے پوری طرح پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔ لڑکی اطمینان سے چلتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی تو وہ نوجوان تیزی سے آگے بڑھا۔

"پلیز مس"...... نوجوان نے لڑکی کے قریب پہنچ کر کہا تو لڑکی بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئی۔

"یس۔ کیا بات ہے"...... لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا نام آنند ہے اور مجھے ورما صاحب نے بھیجا ہے۔ آپ مس فوزیہ ہیں ناں"...... نوجوان نے کہا تو لڑکی کے ستے ہوئے چہرے پر یکلخت اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"ہاں میرا نام فوزیہ ہے لیکن تم نے مجھے کیسے پہچان لیا اور تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں اس فلائٹ سے آ رہی ہوں"...... لڑکی نے کہا۔

"مجھے یہاں آئے ہوئے ڈیڑھ گھنٹہ ہو گیا ہے۔ خیال یہی تھا کہ آپ تقریباً اس دوران کافرستان پہنچیں گی اور آپ کا حلیہ مجھے بتا دیا گیا تھا"...... آنند نے جواب دیا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب کہاں چلنا ہے"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آئیے میرے ساتھ"...... آنند نے کہا اور تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگا جدھر پرائیویٹ کاریں پارک کی جاتی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک سیاہ رنگ کی بڑی سی کار کے قریب پہنچ گئے۔ آنند نے جیب سے چابیاں نکال کر سائیڈ دروازہ کھولا اور لڑکی کو اندر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ لڑکی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گئی تو آنند نے دروازہ بند کیا اور پھر گھوم کر دوسری طرف ڈرائیونگ سیٹ کی طرف آیا۔ یہ دروازہ بھی اس نے چابی کی مدد سے کھولا اور پھر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد کار خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت کی سڑکوں پر دوڑنے لگی۔

"کیا تم بھی انٹیلی جنس سے متعلق ہو"...... فوزیہ نے آنند سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مس"...... آنند نے مختصر سا جواب دیا۔ وہ شاید زیادہ بولنے کا عادی نہیں تھا اور فوزیہ نے بھی اسے دوبارہ مخاطب نہ کیا بلکہ باہر کے نظارے میں مصروف ہو گئی۔ تقریباً ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی اور پھر ایک بڑی سی کوٹھی کے جہازی سائز کے پھاٹک کے سامنے جا کر رک گئی۔ آنند نے ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ کھولا اور اندر سے ایک چھوٹا سا مائیک نکال لیا جس کی لچھے دار تار ڈیش بورڈ کے اندر جا رہی تھی۔ مائیک کے ساتھ لگا ہوا بٹن اس نے پریس کر دیا۔

"آنند بول رہا ہوں۔ مس فوزیہ ساتھ ہیں"...... آنند نے کہا اور بٹن آف کر کے اس نے مائیک واپس ڈیش بورڈ کے اندر رکھا اور پھر

ڈیش بورڈ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جہازی سائز کا پھاٹک میکانکی انداز میں خود بخود کھلنے لگا۔ آنند نے کار آگے بڑھا دی اور پھر وسیع و عریض پورچ میں لے جا کر روک دی۔

"آیئے مس"...... آنند نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا تو فوزیہ بھی دوسری طرف کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آئی۔ باہر برآمدے میں مشین گنوں سے مسلح چار افراد موجود تھے لیکن وہ اپنی جگہوں پر ساکت و صامت کھڑے تھے۔ آنند کے پیچھے چلتی ہوئی فوزیہ ایک راہداری سے گزر کر سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے تہہ خانے کے ایک بڑے سے آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں پہنچ گئی۔

"آپ تشریف رکھیں۔ باس ابھی تشریف لا رہے ہیں"۔ آنند نے کہا اور فوزیہ سر ہلاتی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ وہ بڑے غور سے اس آفس کا جائزہ لے رہی تھی۔ آنند واپس چلا گیا تھا اور اس نے عقب میں دروازہ بند کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اندرونی دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر، لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا تو فوزیہ مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"خوش آمدید مس فوزیہ۔ تمہارا سفر تو بخیریت گزرا ہے"۔ آنے والے نے جو ورما تھا، مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل بخیریت سے گزرا ہے انکل"...... فوزیہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ورما جو کافرستان انٹیلی جنس کا چیف تھا میز کی دوسری طرف ریوالونگ چیئر پر بیٹھ گیا جبکہ فوزیہ دوسری جانب

کرسی پر بیٹھ گئی۔

"فوزیہ ہمیں تمہاری ضرورت پیش آ گئی ہے اس لئے میں نے تمہیں کال کیا تھا اور مجھے خوشی ہے کہ تم میری کال پر سب کام چھوڑ کر گریٹ لینڈ سے یہاں پہنچ گئی ہو"...... ورما نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ نے جس انداز میں ہدایات دی تھیں کہ میں طے شدہ فلائٹ نہ پکڑوں اور یہاں آنے کے بارے میں کسی کو کوئی اطلاع نہ دوں اس بات سے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ کوئی انتہائی اہم معاملہ ہے اور جب وطن کا کوئی اہم معاملہ ہو انکل تو پھر دوسرے کاموں کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں رہتی"...... فوزیہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے بیرونی دروازہ کھلا اور آنند ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں مشروبات کے دو گلاس موجود تھے۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک گلاس فوزیہ کے سامنے اور دوسرا اس نے ورما کے سامنے رکھا اور پھر خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"لو مشروب پیو"...... ورما نے کہا تو فوزیہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے گلاس اٹھا لیا۔ مشروب واقعی بے حد لذیذ تھا اس لئے اس نے گھونٹ گھونٹ لے کر خوب لطف لے کر اسے پیا اور پھر گلاس خالی کر کے ہی واپس میز پر رکھ دیا۔

"فوزیہ۔ تمہیں یاد ہے کہ تم نے ایک بار مجھے بتایا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ایک ممبر صالحہ تمہاری دوست ہے"...... ورما نے

آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا تو فوزیہ بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یس انکل۔ مجھے یاد ہے لیکن"...... فوزیہ نے حیران ہو کر کہا۔

"میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں۔ پھر میری بات تمہاری سمجھ میں آئے گی"...... ورما نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس انکل"...... فوزیہ نے کہا۔

"اصل بات یہ ہے کہ کافرستان سیکرٹ سروس اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے درمیان ٹکراؤ ہوتا رہتا ہے اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا لیڈر علی عمران کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کو بہت اچھی طرح جانتا ہے اور یہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ بھی موجود ہیں جو یقیناً شاگل اور اس کے اہم ساتھیوں کے نگرانی کرتے رہتے ہوں گے اس لئے ان کے بارے میں رپورٹیں پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچتی رہتی ہوں گی جبکہ سنٹرل انٹیلی جنس صرف کافرستان میں ہی کام کرتی ہے اوو اس کا ٹکراؤ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہیں ہوتا اور نہ وہ کیسز بھی انٹیلی جنس کے دائرہ کار میں آتے ہیں جن کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہوتا ہے اس لئے اس کا کسی طرح بھی شک ہم پر نہیں پڑ سکتا۔ ان ساری باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کافرستان نے ایک اہم ذمہ داری انٹیلی جنس کے سپرد کی ہے"...... ورما نے جواب دیا اور پھر رک گیا۔

"کون سی ذمہ داری انکل"...... فوزیہ نے چونک کر پوچھا۔

"وادی مشکبار کا وہ حصہ جو کافرستان کے قبضے میں ہے اور جہاں مجاہدین نے تحریک آزادی برپا کر رکھی ہے اور کافرستان کی فوج اس تحریک آزادی کو کچلنے کے لئے ان پر پوری قوت سے اور طویل عرصے سے کام کر رہی ہے لیکن آج تک اسے کوئی نمایاں کامیابی حاصل نہیں ہو سکی بلکہ الٹا مجاہدین کامیابیاں حاصل کرتے جا رہے ہیں۔ جب حکومت کافرستان نے اس ساری صورت حال کا تجزیہ کیا تو یہ بات سامنے آئی کہ مجاہدین کی مختلف تنظیموں کے درمیان ایک خصوصی نیٹ ورک قائم ہے اور جب تک یہ نیٹ ورک نہیں توڑا جائے گا مجاہدین کو آسانی سے پکڑا نہیں جا سکتا۔ اس نیٹ ورک پر جب خصوصی طور پر کام کیا گیا تو یہ اطلاعات سامنے آئیں کہ اس نیٹ ورک کے دو مین مراکز ہیں۔ ایک مرکز پاکیشیائی مشکبار میں ہے اور دوسرا کافرستانی مشکبار میں، لیکن باوجود بے پناہ کوشش کے کافرستانی علاقے میں قائم اس نیٹ ورک کا مرکز ٹریس نہیں کیا جا سکا۔ البتہ اتنا معلوم ہوا ہے کہ یہ مرکز خفیہ طور پر کافرستانی علاقے میں پاکیشیائی ملٹری انٹیلی جنس نے قائم کیا تھا اور اس کی حفاظت کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے تھے۔ ایسے انتظامات جنہیں کسی صورت ٹریس نہیں کیا جا سکتا اور یہ کام پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک شخص علی عمران نے کیا تھا۔ علی عمران سے ظاہر ہے کہ براہ راست تو کوئی معلومات حاصل نہیں کی جا سکتیں البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ تمہارے ذریعے صالحہ اور صالحہ کے

ذریعے اس علی عمران سے معلومات حاصل کی جا سکیں"۔ ورما نے کہا۔

"کیا یہ مرکز کوئی ٹرانسمیٹر روم ہے یا کوئی باقاعدہ اڈا ہے"۔ فوزیہ نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ نیٹ ورک انتہائی جدید ترین مشینری کے ذریعے قائم کیا گیا ہے اور یہ جدید مشینری کسی خفیہ اڈے میں موجود ہو گی اور اس اڈے کو ہم نے ٹریس کرنا ہے"...... ورما نے کہا۔

"لیکن کیا کسی کال کے ذریعے یا کسی دوسری مشینری کے ذریعے یا سیٹلائٹ کے ذریعے اسے ٹریس نہیں کیا جا سکتا"...... فوزیہ نے کہا۔

"یہ سب کوششیں کر کے دیکھ لی گئی ہیں۔ حتیٰ کہ ایکریمیا اور روسیاہ کے جدید ترین مواصلاتی سیاروں نے بھی وادی کا ایک ایک چپہ چھان مارا ہے لیکن وہ بھی اسے ٹریس نہیں کر سکے"...... ورما نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن انکل۔ صالحہ کیسے اس عمران سے اس قدر اہم ترین بات معلوم کرے گی اور وہ بھی میرے کہنے پر۔ نہیں انکل ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے"...... فوزیہ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ورما بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں نے تم سے یہ تو نہیں کہا تم جا کر صالحہ سے کہو کہ وہ جا کر عمران سے یہ معلومات حاصل کرے۔ اس طرح تو ظاہر ہے

معلومات نہیں مل سکتیں بلکہ اس طرح تو تم بھی سامنے آ جاؤ گی اس لئے اس سلسلے میں ایک انتہائی ماہرانہ پلان بنایا گیا ہے۔ تمہارا بظاہر کوئی رابطہ کافرستان سے نہیں ہے۔ تمہارا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے۔ تم صالحہ سے ملو گی تو صالحہ کو کسی طرح بھی یہ شک نہ ہو سکے گا کہ تم اس سے کسی خاص مقصد کے لئے مل رہی ہو۔ تمہیں ایک چھوٹی سی مشین دی جائے گی۔ تم نے اس مشین کے ذریعے صالحہ کے لاشعور سے رابطہ کرنا ہے۔ اس جدید ترین مشین کے ذریعے صالحہ کے لاشعور میں یہ بات فیڈ کر دی جائے گی کہ وہ اپنا ذہنی رابطہ علی عمران سے کرے۔ علی عمران چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور صالحہ بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتی ہے اس لئے عمران کو صالحہ پر کسی طرح بھی شک نہ ہو گا اور صالحہ کے لاشعور میں چونکہ تمام پلاننگ فیڈ کر دی گئی ہو گی اس لئے وہ بھی اس مشین کے ذریعے اس کے لاشعور سے رابطہ کرے گی اور بس ہمارا کام ہو جائے گا اور علی عمران کے لاشعور میں موجود اس نیٹ ورک کے بارے میں تمام معلومات صالحہ کے ذہن میں منتقل ہو جائیں گی اور صالحہ کے ذہن سے تمہارے ذہن میں اور تمہارے ذہن سے ہماری مشین میں۔ اس طرح ہم یہاں کافرستان میں بیٹھے بیٹھے ساری معلومات حاصل کر لیں گے اس کے بعد تم واپس گریٹ لینڈ چلی جانا۔ ہم ان معلومات کو خاموشی سے استعمال کر کے اس نیٹ ورک کو ٹریس کر کے ختم کر دیں گے اور کسی کو کانوں کان

اس کی خبر ہی نہ ہو گی"...... ورمانے کہا۔

"اوہ۔ بہت پیچیدہ اور جدید انداز ہے۔ کیا واقعی ایسا ممکن ہو سکتا ہے"...... فوزیہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ایکریمیا نے یہ مشین ابھی حال ہی میں ایجاد کی ہے اور اس کو تیار کرنے والا ایک کافرستانی ڈاکٹر شکلا ہے جو طویل عرصے سے ایکریمیا میں رہتا ہے اس لئے اس نیٹ ورک کو ٹریس کرنے کے لئے ڈاکٹر شکلا سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے ساری تفصیل بتا کر طویل مذاکرات کے بعد یہ پلان پیش کیا اور پھر اس پلان کو باقاعدہ عملی طور پر چیک کیا گیا اور یہ سو فیصد درست ثابت ہوا۔ عمران کے بارے میں جو رپورٹیں یہاں حکومت کافرستان کے پاس موجود تھیں ان کے مطابق عمران نہ صرف ذہنی طور پر انتہائی طاقتور ہے بلکہ وہ ہپناٹزم کا بھی ماہر ہے۔ ان رپورٹوں کے سامنے آنے کے بعد ڈاکٹر شکلا نے یہ پلان بنایا کہ عمران سے ذہنی طور پر رابطہ کسی ایسی شخصیت کا ہو سکتا ہے جس پر عمران کو پوائنٹ ایک فیصد بھی کسی قسم کا شک نہ ہو اور ایسی شخصیت ظاہر ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کسی رکن ہی کی ہو سکتی ہے۔ اس پر مجھے تمہاری بات یاد آ گئی تو میں نے انہیں بتایا تو انہوں نے اس کی حمایت کی اس لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے"...... ورمانے کہا۔

"لیکن انکل یہ مشین کس طرح کام کرتی ہے اور کتنی بڑی ہے"۔ فوزیہ نے چونک کر پوچھا۔

"یہ ایک چھوٹی سی مشین ہے جسے لیڈیز کلپ کی شکل دی گئی ہے۔ تم نے یہ کلپ اپنے بالوں میں لگانا ہے اور جب تم ہاتھ سے اس کا بٹن دباؤ گی اور اپنے ذہن کو ایک خاص نقطے پر مرکوز کرو گی تو اس مشین سے نکلنے والی ریز مخالف آدمی کے ذہن سے ٹکرائیں گی اور چند لمحے بعد اس کا شعور سو جائے گا اور لاشعور سامنے آ جائے گا اور لاشعور سے رابطہ مکمل ہو جائے گا اور مشین میں موجود کمپیوٹر خودبخود تمہارے ذہن سے اس کے ذہن میں فیڈنگ کر دے گا اور تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہ پڑے گی۔ جب صالحہ عمران کے سامنے پہنچ کر لاشعوری طور پر اپنے بالوں میں موجود اس کلپ کو آن کرے گی اور لاشعوری طور پر عمران کے ذہن سے رابطہ کرے گی تو ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں عمران کا شعور سو جائے گا اور لاشعور سے اس مشین کا رابطہ ہو جائے گا اور پھر اس مشین میں موجود کمپیوٹر خودبخود عمران کے لاشعور سے وہ تمام معلومات حاصل کر لے گا جس کی اسے ضرورت ہو گی اور یہ معلومات صالحہ کے لاشعور میں خودبخود فیڈ ہو جائیں گی اور اسی لمحے تمہارے ذہن میں خودبخود یہ معلومات منتقل ہو جائیں گی۔ چاہے تم دونوں کے درمیان کتنا ہی فاصلہ کیوں نہ ہو اور تمہارے ذہن سے یہ معلومات تمہارے بالوں میں موجود مشین کے کمپیوٹر میں پہنچ جائیں گی اور وہاں سے خودبخود ہمارے پاس پہنچ جائیں گی۔ مطلب یہ ہے کہ جیسے ہی تمہارا صالحہ سے اور صالحہ کا رابطہ عمران سے ہو گا عمران کے ذہن سے مخصوص معلومات پلک جھپکنے

میں ہمارے پاس ریکارڈ ہو جائیں گی اور نہ ہی عمران کو اس کا علم ہو گا نہ صالحہ کو اور نہ تمہیں اور بس کام مکمل ہو جائے گا"۔ ورما نے کہا تو فوزیہ کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"حیرت ہے کہ اس قدر جدید مشینری بھی تیار ہو گئی ہے۔ اگر ایسا ہے انکل پھر تو عمران کے ذہن سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بھی تمام معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ وہ بہرحال چونکہ لیڈر ہے اس لئے وہ باقی ممبران سے زیادہ جانتا ہو گا"۔ فوزیہ نے کہا۔

"میں نے یہ بات ڈاکٹر شکلا سے کی تھی کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف اور اس کا تمام سیٹ اپ خفیہ ہے ہمارا خیال تھا کہ ہو سکتا ہے کہ عمران اس بارے میں جانتا ہو لیکن ڈاکٹر شکلا نے کہا کہ ایسی معلومات جن کو خصوصی طور پر چھپایا جاتا ہو وہ ذہن کے ایسے مخصوص خانے میں جمع ہوتی ہیں کہ جسے چھیڑنے سے سارا معاملہ گڑبڑ ہو سکتا ہے جبکہ نیٹ ورک کے بارے میں معلومات عام معلومات کے طور پر اس کے ذہن میں موجود ہوں گی اور چونکہ اسے یہ احساس ہی نہ ہو گا کہ کوئی غیر شخص انہیں حاصل کرنے کے درپے ہے اس لئے یہ آسانی سے مل جائیں گی ورنہ دوسری صورت میں معاملات گڑبڑ ہونے کا بھی خدشہ ہے کہ اگر عمران کے لاشعور پر ذرا بھی دباؤ پڑا تو پھر وہ خود بخود ہوشیار ہو جائے گا اس لئے ہم نے یہ آئیڈیا ڈراپ کر دیا ہے"...... ورما نے کہا۔

"ٹھیک ہے انکل۔ لیکن اس مشین کے لئے تو مجھے باقاعدہ ٹریننگ لینا پڑے گی"...... فوزیہ نے کہا۔

"وہ تو ظاہر ہے ہم تمہیں دیں گے اور پوری تسلی کرنے کے بعد ہی تمہیں بھیجیں گے لیکن پہلے تم یہ بتاؤ کہ کیا تم اس مشن پر کام کرنے کے لئے ذہنی طور پر تیار بھی ہو یا نہیں"...... ورما نے کہا۔

"کیوں نہیں انکل۔ کافرستان کے لئے کسی مشن پر کام کرنا میرے لئے اعزاز ہے اور پھر یہ تو انتہائی اہم مشن ہے۔ میں دل وجان سے اس پر کام کروں گی"...... فوزیہ نے کہا۔

"شکریہ۔ مجھے تم سے ایسی ہی امید تھی۔ بہرحال تمہیں ٹریننگ دے کر خاموشی سے واپس بھجوا دیا جائے گا اور تم گریٹ لینڈ سے براہ راست پاکیشیا پہنچو گی تاکہ تم پر کسی کو کسی قسم کا شک نہ ہو سکے"۔ ورما نے کہا۔

"یہ بہتر رہے گا"...... فوزیہ نے جواب دیا۔

"اوکے۔ آؤ میرے ساتھ تاکہ میں تمہیں ڈاکٹر شکلا سے ملوا دوں۔ وہ اب تم پر کام کریں گے"...... ورما نے اٹھتے ہوئے کہا تو فوزیہ چونک پڑی۔

"کیا ڈاکٹر شکلا یہاں کافرستان آئے ہوئے ہیں"...... فوزیہ نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"ہاں۔ وہ طویل عرصے بعد اپنے آبائی وطن میں چند دن رہنے کے لئے چھٹی لے کر آئے ہیں اور بظاہر ہم نے اس بات کا خیال رکھا ہے

کہ ان کا کسی بھی حکومتی رکن سے کوئی رابطہ نہ ہو"...... ورما نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ کیسے ملیں گے ان سے"...... فوزیہ نے اس کے پیچھے چلتے ہوئے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ اس بارے میں پہلے ہی ساری تفصیلات طے کر لی گئی ہیں"...... ورما نے کہا اور فوزیہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا کسی سائنسی رسالے کے مطالعہ میں مصروف تھا کیونکہ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اس لئے عمران کا زیادہ تر وقت ان دنوں مطالعہ میں گزرتا تھا اور یہ مطالعہ گذشتہ دو روز سے جاری تھا۔ سامنے رسالوں اور کتابوں کے ڈھیر موجود تھے اور عمران بڑے مطمئن انداز میں بیٹھا رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔ مطالعہ کے لئے اس کے بیٹھنے کا ایک مخصوص انداز تھا۔ وہ دونوں ٹانگیں دراز کر لیتا تھا اور سر کرسی کی پشت سے لگا کر رسالہ پڑھتا رہتا تھا۔ اس دوران چونکہ وہ کسی قسم کی ڈسٹربنس پسند نہیں کرتا تھا اس لئے فون بھی کمرے سے اٹھوا دیتا تھا۔ اس وقت وہ اپنے مخصوص انداز میں کرسی پر بیٹھا سائنسی رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا کہ اس کے کانوں میں دور سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی لیکن اسے معلوم تھا کہ سلیمان خود ہی فون

کرنے والے کو ٹال دے گا لیکن چند لمحوں بعد جب سلیمان فون سمیت کمرے میں داخل ہوا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ میں نے تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ جب میں مطالعہ کر رہا ہوں تو فون کرنے والے کو ٹال دیا کرو۔ کس کا فون ہے اور کیوں لے آئے ہو یہ فون پیس یہاں"...... عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"سرسلطان کا فون ہے جناب۔ میں نے انہیں کہا ہے کہ آپ مطالعہ میں مصروف ہیں لیکن انہوں نے حکم دیا کہ فوراً رابطہ کراؤ اس لئے مجبوری ہے جناب۔ سرسلطان کی حکم عدولی کم از کم میں تو کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے کہہ دینا تھا کہ عمران موجود نہیں ہے"...... عمران نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کی خاطر جھوٹ بول کر جہنم کا عذاب کیوں خریدوں۔ یہ کام آپ خود کر لیجئے"...... سلیمان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پیس اور رسیور میز پر رکھا اور خود تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"تمہیں یہاں اس دنیا میں ہی جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

"میں علی عمران مجبوراً بول رہا ہوں حالانکہ اس وقت میں ایک اہم سائنسی مضمون کے مطالعہ میں مصروف ہوں اور مطالعہ کے

درمیان بولنا مطالعہ کے لئے زہر قاتل سمجھا جاتا ہے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"کافرستان کے قبضے میں وادی مشکبار کا جو حصہ ہے وہاں تحریک آزادی کے مجاہدین کے لئے جو خفیہ مواصلاتی نیٹ ورک قائم کیا گیا تھا جس کا کوڈ نام ریڈ مارک ہے وہ تم نے پلان کیا تھا اور اس کی ساری تفصیلات کا علم بھی صرف تمہاری ذات تک ہی محدود تھا"۔ سرسلطان نے انتہائی گمبھیر لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"ہاں۔ وہاں کیا ہوا ہے"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے باقاعدہ ٹریس کر کے تمام حفاظتی انتظامات ختم کر دیئے گئے ہیں اور نیٹ ورک کی خاص مواصلاتی مشین جو سرداور کی خصوصی ایجاد تھی وہ کافرستان نے درست حالت میں حاصل کر لی ہے اور وہاں موجود تمام افراد کو شہید کر دیا گیا ہے اور یہ سب کچھ اس انداز میں ہوا ہے کہ جیسے انہیں اس بارے میں مکمل معلومات حاصل تھیں اور تم سمجھ سکتے ہو کہ اس مشین کی میموری میں موجود تمام معلومات وہ حاصل کر لیں گے۔ اس کا مطلب ہوا کہ وادی مشکبار میں لڑنے والی تحریک کی آزادی کی تمام تنظیمیں، ان کے اڈے، ان کے سربراہ، ان کے کارکن سب یقینی اور واضح خطرے میں آ گئے ہیں اور اب کافرستان پوری وادی مشکبار میں آسانی سے تحریک آزادی کو کچل کر رکھ دے گا"...... سرسلطان نے انتہائی گمبھیر لہجے میں تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ - یہ سب کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے"...... عمران کی زبان شاید زندگی میں پہلی بار لڑکھڑائی تھی۔

"ایسا ہو چکا ہے عمران اور تمہیں معلوم ہے کہ جب سے یہ خبر ملی ہے حکومت پاکیشیا پر قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔ اب تک کی تمام قربانیاں نہ صرف ضائع چلی جائیں گی بلکہ شاید اب آزاد وادی مشکبار بھی خطرے کی زد میں آجائے۔ کاش ایسا نہ ہوتا"...... سر سلطان نے انتہائی افسردہ لہجے میں کہا۔

"آپ کو کس نے یہ اطلاع دی ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"صدر مملکت نے خصوصی میٹنگ کال کی ہے۔ انہیں براہ راست اطلاع ملی ہے۔ پھر اسے باقاعدہ کنفرم کیا گیا ہے اور پھر صدر مملکت نے اس مختصر سی میٹنگ میں یہ بات طے کی ہے کہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف سے رابطہ کروں اور انہیں کہوں کہ پاکیشیا اور مشکبار کے مستقبل کے لئے وہ فوری حرکت میں آئیں اور اس سے پہلے کہ اس مشین سے وہ لوگ معلومات حاصل کریں اسے تباہ کر دیا جائے۔ مقبوضہ وادی مشکبار میں ملٹری انٹیلی جنس کے خصوصی نمائندوں نے اطلاع دی ہے کہ اس مشین کو کافرستان نہیں لے جایا گیا بلکہ ایم ڈی تھری ہیلی کاپٹر کے ذریعے وادی مشکبار کی سب سے بلند چوٹی جسے پلاسن کہا جاتا ہے، پر خفیہ اڈے میں لے جایا گیا ہے۔ پلاسن چوٹی انتہائی بلند ترین چوٹی ہے اور یہ کافرستان اور وادی مشکبار کی سرحد پر ہے اس لئے اول تو وہاں تک پہنچنے کے لئے پوری مقبوضہ وادی مشکبار کو کراس کرنا پڑتا ہے یا پھر کافرستان کی طرف سے اس تک پہنچا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ تیسرا کوئی راستہ نہیں ہے اور اس پہاڑی کی چوٹی پر صرف ایم ڈی تھری ہیلی کاپٹر ہی پہنچ سکتا ہے اور وہ صرف کافرستان کے پاس ہے۔ پاکیشیا کے پاس نہیں ہے اور پلاسن کے قریب باقاعدہ ایئر فورس کا میزائل اڈا موجود ہے جو ہر قسم کے طیارے اور ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی تباہ کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس خصوصی اڈے کو ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا ہے"...... سر سلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ بات حتمی اور یقینی ہے کہ اس مشین کو پلاسن کے اڈے میں ہی لے جایا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں - یہ بات حتمی ہے"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہے کہ اس مشین کو سرداور نے اس انداز میں ڈیزائن کیا ہے کہ غلط طور پر اس کی میموری سے معلومات حاصل نہیں جا سکتیں۔ اگر ایسا کیا گیا تو میموری خود بخود واش ہو جائے گی لیکن پھر بھی جس قدر جلد ممکن ہو سکے اسے ان کے قبضے میں ہی تباہ کرنا ہو گا کیونکہ وہاں بڑے بڑے سائنس دان موجود ہیں۔ آپ فوراً یہ معلوم کر کے مجھے اطلاع دیں کہ یہ ایم ڈی تھری ہیلی کاپٹر کافرستان کے کس فوجی اڈے پر موجود ہوتے ہیں۔ فوراً۔ اور جلدی"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خود

ہی کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"طاہر میں عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے سر سلطان سے ملنے والی تمام معلومات اسے بتا دیں۔

"اوہ۔ یہ تو بہت برا ہوا عمران صاحب"...... طاہر نے انتہائی چونکے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہمیں اس معاملے میں فوری اور ڈائریکٹ ایکشن لینا ہو گا۔ تم ایسا کرو کہ تنویر، صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا کو تیار رہنے کا حکم دو۔ میں ان سے خود ہی رابطہ کر لوں گا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کہہ دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے ذہن میں مسلسل دھماکے ہو رہے تھے کیونکہ ریڈ مارک کے بارے میں تمام پلاننگ اس نے ذاتی طور پر کی تھی اور اس کی تفصیلات بھی اس نے صرف اپنے تک ہی محدود رکھی تھیں حتیٰ کہ اس بارے میں بلیک زیرو کو بھی علم نہیں تھا اور نہ ہی اس نے اس کی کوئی فائل بنائی تھی۔ یہ سنٹر انتہائی کامیابی سے اپنا کام کر رہا تھا اور آج تک کافرستان کی سر توڑ کوششوں کے باوجود اسے ٹریس نہیں کیا جا سکا تھا اور اب اچانک نہ صرف اسے ٹریس کر لیا گیا تھا بلکہ اس کے تمام حفاظتی انتظامات ختم کر کے انہوں نے نہ صرف مشین حاصل کر لی تھی بلکہ وہ اسے لے جانے میں بھی کامیاب رہے تھے۔ وہ بیٹھا یہ بات سوچ رہا تھا کہ آخر یہ کس طرح ہو گیا۔ مسلسل سوچنے کے باوجود اس کے ذہن میں یہ بات نہ آ رہی تھی کہ آخر ریڈ مارک کے بارے میں معلومات کافرستان حکومت کو کیسے مل گئیں کیونکہ اس پوری دنیا میں صرف وہی اس کے بارے میں جانتا تھا یا وہ پانچ افراد جو اس سنٹر میں مستقل طور پر کام کرتے تھے لیکن ان کے اندر پہنچنے اور باہر جانے کے لئے علیحدہ خفیہ راستہ تھا جو قدرتی تھا اور اڈے سے اس قدر دور جا کر نکلتا تھا کہ اس اڈے سے اس خفیہ راستے سے باہر جانے والا کسی صورت بھی اس اڈے کو ٹریس نہ کر سکتا تھا اور یہ بات بھی عمران اچھی طرح جانتا تھا کہ وہاں کام کرنے والے سب افراد انتہائی نظریاتی لوگ تھے۔ وہ مر تو سکتے تھے لیکن کسی کو اس خفیہ راستے کے بارے میں نہیں بتا سکتے تھے اور پھر سر سلطان نے باقاعدہ حفاظتی انتظامات تباہ کرنے اور مشین لے جانے کے بارے میں بات کی تھی۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ کافرستانی ریڈ مارک میں خفیہ راستے سے نہیں بلکہ اصل اڈے پر اس کے خفیہ انتظامات ختم کر کے داخل ہوئے ہیں۔ عمران بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ کافرستانیوں کو آخر کس طرح یہ معلومات ملی ہوں گی لیکن ظاہر ہے کہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ پھر اس نے کاندھے جھٹک کر یہ فیصلہ کیا کہ پہلے وہ اس اڈے کو تباہ کر لے جس میں مشین موجود ہے اس کے بعد یہ

معلوم کرے گا کہ کافرستانیوں کو ریڈ مارک کے بارے میں معلومات کیسے مل گئیں۔ اسی لمحے سلیمان چائے کی پیالی اٹھائے اندر داخل ہوا جس میں سے گرم گرم بھاپ نکل رہی تھی۔

"یہ لیجئے۔ اس وقت واقعی آپ کو اس کی ضرورت ہے"۔ سلیمان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پیالی عمران کے سامنے رکھ دی حالانکہ گذشتہ دو گھنٹوں سے عمران اسے چائے کے لئے کہہ رہا تھا لیکن سلیمان مسلسل صاف جواب دے رہا تھا کہ اب وہ مزید چائے نہیں دے سکتا لیکن اب وہ بغیر کہے خود ہی چائے بنا کر لے آیا تھا۔

"شکریہ"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پیالی اٹھالی۔

"کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے صاحب جو آپ اس قدر پریشان ہو رہے ہیں"...... سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ خاص کیا خاص الخاص کہو"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے سر سلطان سے ہونے والی تمام گفتگو دوہرا دی۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے"...... سلیمان نے کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے۔ ایم ڈی تھری ہیلی کاپٹروں کا ایک دستہ کافرستان فوج کے پاس ہے جو کافرستان کے معروف ایئر بیس رابندر ٹو پر موجود ہے اور میں نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ جس ایم ڈی تھری سے اس مشین کو پلاسن کی چوٹی پر لے جایا گیا ہے وہ بھی رابندر ٹو سے ہی اڑا تھا اور پھر واپس اسی ایئر بیس پر چلا گیا تھا اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان ہیلی کاپٹروں کی انتہائی سخت حفاظت کی جاتی ہے اور اب تو ظاہر ہے کہ رابندر ٹو میں ریڈ الرٹ کر دیا گیا ہو گا کیونکہ انہیں بھی معلوم ہو گا کہ ایم ڈی تھری ہیلی کاپٹر کے بغیر پلاسن کی چوٹی پر موجود اس اڈے تک پہنچا ہی نہیں جا سکتا"۔ سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ معلومات آپ نے کس سے حاصل کی ہیں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"سیکرٹری دفاع کے ذریعے ایئر وائس مارشل عبدالرحیم سے۔ کیوں"...... سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

"عبدالرحیم صاحب کا فون نمبر معلوم کر کے مجھے بتائیں اور میرا تعارف بھی انہیں کرا دیں۔ ہم نے فوری کارروائی کرنی ہے اور فوری کارروائی کے لئے ان کی فعال معاونت کی مجھے بے حد ضرورت ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

کافرستان کے پریذیڈنٹ کے خصوصی میٹنگ روم میں اس وقت شاگل، ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل ٹھاکر اور سنٹرل انٹیلی جنس کے چیف ورما بیٹھے ہوئے تھے۔ ورما اور کرنل ٹھاکر دونوں اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے اس لئے وہ آہستہ آہستہ آپس میں بات چیت کر رہے تھے جبکہ شاگل اس طرح اکڑا ہوا اور خاموش بیٹھا تھا جیسے کسی نے اس کے پورے جسم کو کلف لگا دیا ہو اور منہ پر ٹیپ چڑھا دی ہو۔ وہ بس سامنے موجود خالی کرسیوں کو تکے جا رہا تھا۔

"جناب شاگل"...... اچانک ورما نے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس"...... شاگل نے بس گردن تھوڑی سی موڑ کر ورما کی طرف دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے یہ لفظ کہہ کر بھی اس نے ورما کی سات پچھلی اور سات آئندہ آنے والی نسلوں پر احسان عظیم کر دیا ہو۔

"یہ آپ اس طرح اکڑے ہوئے کیوں بیٹھے ہیں۔ کیا آپ کی یونیفارم کے ساتھ ساتھ آپ کے جسم کو بھی کلف لگ گیا ہے"۔ ورما نے مسکراتے ہوئے بات کر دی۔

"سوری۔ میں فضول باتیں کرنے اور سننے کا عادی نہیں ہوں"...... شاگل نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور پہلے کافرستان کے صدر اور پھر ان کے پیچھے پرائم منسٹر اندر داخل ہوئے تو وہ تینوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر کرنل ٹھاکر نے باقاعدہ فوجی سیلوٹ کیا جبکہ شاگل اور ورما نے سلام کیا۔

"تشریف رکھیں"...... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گئے جبکہ ساتھ والی کرسی پر وزیراعظم بیٹھ گئے اور ان دونوں کے بیٹھنے کے بعد شاگل، ورما اور کرنل ٹھاکر بھی بیٹھ گئے۔ صدر اور وزیراعظم کے چہروں پر موجود مسکراہٹ، شگفتگی اور آنکھوں میں موجود مسرت کی تیز چمک بتا رہی تھی کہ وہ دونوں کسی بات پر بے حد خوش اور مطمئن ہیں اور سوائے شاگل کے ورما اور کرنل ٹھاکر جانتے تھے کہ ایسا کیوں ہے۔

"کیا سیکرٹ سروس کے سربراہ مسٹر شاگل کو اس معاملے کے بارے میں بتا دیا گیا ہے"...... صدر نے وزیراعظم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے

تاثرات ابھر آئے۔

"نہیں جناب۔ البتہ اب انہیں بتایا جانا ضروری ہے کیونکہ یہ اطلاع آ چکی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتظامی انچارج سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان نے پاکیشیا کے سیکرٹری دفاع کے ذریعے ایئر وائس مارشل سے یہ معلومات حاصل کی ہیں کہ کافرستان کے ایم وی تھری ہیلی کاپٹر کہاں موجود ہیں۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں اس بات کی اطلاع مل چکی ہے کہ ریڈ مارک مشین ایم وی تھری ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہی پلاسن اڈے پر پہنچائی گئی ہے اور سر سلطان کی طرف سے ان معلومات کے حاصل کرنے سے واضح ہے کہ اس کے خلاف پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں لا رہے ہیں۔ ویسے مجھے پہلے سے یہی امید تھی لیکن اس بار یہ سروس لازماً منہ کی کھائے گی اور شکست اور ناکامی اس کا مقدر بن کر رہے گی"۔ وزیر اعظم نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو شاگل کے چہرے پر حیرت کے تاثرات مزید گہرے ہوتے چلے گئے کیونکہ اسے کسی بات کا بھی علم نہ تھا۔ وہ تو اپنے معمول کے کاموں میں مصروف تھا کہ اسے اطلاع ملی کہ پریذیڈنٹ ہاؤس میں خصوصی میٹنگ ہے جس میں اسے شامل ہونا ہے اور جب وہ یہاں پہنچا تو اس سے پہلے ورما اور کرنل ٹھاکر یہاں موجود تھے۔

"کیا ہوا ہے سر"...... شاگل سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔

"کافرستان نے ایک عظیم کامیابی حاصل کی ہے۔ یہ دیکھو یہ

فائل۔ اس میں تفصیل موجود ہے"...... صدر نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے سامنے میز کی دراز کھولی اور اس میں موجود ایک فائل نکال کر شاگل کی طرف بڑھا دی۔ شاگل اٹھا۔ اس نے باقاعدہ سلام کر کے وہ فائل لی اور پھر واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے فائل کھولی اور اسے پڑھنے لگا۔ جیسے جیسے وہ فائل پڑھتا جا رہا تھا اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلتی چلی جا رہی تھیں۔ ورما اور کرنل ٹھاکر مسکرانے کے سے انداز میں اسے دیکھ رہے تھے جبکہ صدر اور وزیر اعظم خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ فائل میں صرف دو کاغذ تھے۔ شاگل نے انہیں تیزی سے پڑھا اور پھر فائل بند کر کے وہ اٹھا، اس نے فائل واپس صدر کے سامنے والی میز پر رکھی اور سلام کر کے دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ نے پڑھ لیا مسٹر شاگل کہ کافرستان نے کس قدر عظیم کامیابی حاصل کی ہے"...... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ یہ واقعی انتہائی عظیم کامیابی ہے۔ اب وادی مشکبار کی تحریک کو مکمل طور پر اور آسانی سے کچلا جا سکے گا۔ لیکن سر اس مشین کو پلاسن اڈے میں پہنچانے کی کیا کوئی خاص وجہ ہے"...... شاگل نے کہا۔

"ہاں۔ کیونکہ اس اڈے پر ایسی مشینری اور ماہرین موجود ہیں جو ایسی مواصلاتی مشینری پر ہی کام کرتے ہیں پھر یہ اڈا ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر ہے۔ ورنہ یہ خطرہ بہرحال رہ جاتا کہ پاکیشیا سیکرٹ

سروس یا ملٹری انٹیلی جنس اس مشین کو تباہ کر دے"...... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" جناب یہ مشن تو مکمل ہو گیا ہو گا اس مشین کی میموری سے اب تک تمام معلومات حاصل کر لی گئی ہوں گی"...... شاگل نے کہا۔

" اب تک جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق اس مشین کو اس انداز میں ڈیزائن کیا گیا ہے کہ اس کی میموری سے فوری طور پر معلومات حاصل نہیں کی جا سکتیں۔ اس پر محنت کرنی ہو گی اور ماہرین کے مطابق بہرحال اس پر وہ قادر ہو جائیں گے لیکن ان کے کہنے کے مطابق ایک ہفتہ لگ سکتا ہے اور یہ خصوصی میٹنگ اس لئے کال کی گئی ہے کہ اس مشین کو واپس حاصل کرنے یا دوسری صورت میں اسے تباہ کرنے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس بہرحال کام کرے گی اور میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ کس قدر تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں اس لئے میں نے خصوصی احکامات کے ذریعے اس مشین کو پلاسن کے اڈے پر پہنچانے کے احکامات دیئے تھے کیونکہ اس اڈے تک سوائے ایم وی تھری ہیلی کاپٹر کے اور کوئی طیارہ یا ہیلی کاپٹر جا ہی نہیں سکتا۔ پیدل انسان تو کسی صورت بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا اور ایم وی تھری ہیلی کاپٹر پاکیشیا اور شوگران کے پاس بھی نہیں ہیں۔ یہ صرف کافرستان کے پاس ہیں جو اس نے روسیاہ سے لئے تھے کیونکہ یہ خصوصی ہیلی کاپٹر اس قدر بلندی پر بے

پناہ اور ناقابل یقین سردی اور برف کے طوفانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں ورنہ دوسرے طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کے تو فیول اور مشینری تک جام ہو جاتی ہے۔ اس طرح یہ مشین بہرحال محفوظ رہے گی"۔ صدر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" سر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو پلاسن تک پہنچنے کے لئے بہرحال ایم وی تھری ہیلی کاپٹر حاصل کرنا ہو گا اس لئے ہمیں پوری توجہ ان ہیلی کاپٹروں کی حفاظت پر دینی چاہئے"۔ ورما نے کہا۔

" میرا بھی یہی خیال ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس رابندر نو ایئر بیس سے بہرحال ایم وی تھری ہیلی کاپٹر حاصل کر کے پلاسن اڈے پر پہنچنے کی کوشش کرے گی اس لئے میں نے خصوصی آرڈر دے دیئے ہیں کہ رابندر نو میں ریڈ الرٹ کر دیا جائے اور خصوصاً ایم وی تھری ہیلی کاپٹروں کو ہینگرز میں پہنچا کر کیموفلاج کر دیا جائے اور ان کی خصوصی حفاظت کی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ پلاسن پہاڑی کے قریب موجود ایئر فورس کے اڈے پر خصوصی ایکس وی میزائل بھی پہنچا دیئے گئے ہیں اور انہیں حکم دے دیا گیا ہے کہ اگر وہ ایم وی تھری ہیلی کاپٹر کو ریڈ رینج میں دیکھیں تو بغیر کسی سے پوچھے فوراً اسے ہٹ کر دیں۔ اس طرح ہم نے ان کا ہر راستہ بند کر دیا ہے بلکہ اس میٹنگ کال کرنے کی وجہ یہی ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ کافرستان کی سیکرٹ سروس الرٹ ہو جائے اور کافرستان میں اگر کسی طرف سے بھی یہ لوگ داخل ہوں تو انہیں ایک لمحہ ضائع کئے بغیر

ہلاک کر دیا جائے اور اگر یہ لوگ مقبوضہ وادی مشکبار میں داخل ہو کر پلاسن پہنچنے کی کوشش کریں تو پھر ملٹری انٹیلی جنس ان کا خاتمہ کرے گا جبکہ سنٹرل انٹیلی جنس کی ڈیوٹی پلاسن وادی کے سب سے بڑے شہر پلاسن میں ہو گی۔ یہ وہاں اپنا جال پھیلا دیں گے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ دو گروپوں میں کام کریں۔ بہرحال ہمیں ہر طرف سے محتاط رہنا چاہیئے اور یہ سارا کام زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کا ہے کیونکہ ماہرین نے رپورٹ دی ہے کہ وہ اس مشین سے ایک ہفتے کے اندر اندر معلومات حاصل کر لیں گے"۔ صدر نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"سر۔ میرا خیال ہے کہ یہ لوگ سر پٹکتے ہی رہ جائیں گے۔ ان سے کچھ بھی نہ ہو سکے گا"...... کرنل ٹھاکر نے کہا۔

"ہمیں دشمن کو کمزور نہیں سمجھنا چاہیئے"...... صدر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک صدر کے سامنے پڑے ہوئے خصوصی فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... صدر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے"...... دوسری طرف سے کافی دیر تک ہونے والی بات سننے کے بعد انہوں نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

"اطلاع مل چکی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم جس میں عمران سمیت ایک عورت اور تین مرد شامل ہیں ایک خصوصی طیارے کے ذریعے ناگ ہٹم روانہ ہوئی ہے"...... صدر نے کہا۔

"ناگ ہٹم تو پاکیشیائی اور کافرستانی وادی مشکبار کی سرحد پر ہے"...... وزیراعظم نے کہا۔

"ہاں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ ناگ ہٹم سے ہماری طرف وادی مشکبار میں داخل ہوں گے اور پھر وہاں سے یہ دونوں طرف جا سکتے ہیں۔ رابندر ٹو ایئر بیس کی طرف بھی اور پلاسن کی طرف بھی"...... صدر نے کہا۔

"اب تو یہ بات واضح ہو گئی ہے اس لئے ہمیں اب ملٹری کو دونوں راستوں پر الرٹ کر دینا چاہیئے۔ یہ لوگ اب کسی صورت نہ بچ سکیں گے"...... وزیراعظم نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں عرض کروں"...... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے شاگل نے کہا۔

"ہاں۔ جو کچھ تمہارے ذہن میں ہے وہ بتاؤ"...... صدر نے چونک کر کہا۔

"سر۔ ناگ ہٹم سے قریب ہی ہمارا ایئر فورس کا ایک اڈا کارگانہ ہے۔ یہ ناگ ہٹم سے کارگانہ جائیں گے اور وہاں سے طیارہ لے کر یہ سیدھے رابندر ٹو پہنچیں گے اور وہاں سے ایم وی تھری ہیلی کاپٹر اڑا کر یہ پلاسن پہنچنے کی کوشش کریں گے اس لئے ہمیں کارگانہ اور رابندر ٹو دونوں اڈوں کی حفاظت کرنی چاہیئے"۔ شاگل نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ زیادہ آسان طریقہ ہے۔ بہرحال رابندر ٹو کی حفاظت کے احکامات تو دیئے جا چکے ہیں۔ وہاں ان کے جانے کا مطلب تو ان کی یقینی موت ہو گا البتہ میں کارگانہ میں بھی ریڈ الرٹ کا حکم دے دوں گا"...... صدر نے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں پلاسن کے ایئر فورس بیس پر اپنی ٹیم لے کر پہنچ جاؤں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ یہ ایم دی تھری ہیلی کاپٹر حاصل کر کے سیدھے پلاسن اڈے پر نہیں جائیں گے بلکہ پہلے اس ایئر فورس بیس پر پہنچ کر اس پر کنٹرول کریں گے تاکہ اپنا عقب محفوظ کر سکیں۔ پھر یہ پلاسن کے اڈے پر ریڈ کریں گے"۔ شاگل نے کہا۔

"ویسے تو جو پہلے میں نے بتایا ہے کہ وہاں ایم دی تھری ہیلی کاپٹر کو دیکھتے ہی ہٹ کرنے کا حکم دے دیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود وہاں آپ کی اور آپ کی ٹیم کی موجودگی بہتر رہے گی کیونکہ اڈے میں کام کرنے والے فوجی پروفیشنل ہیں جبکہ آپ فیلڈ کے لوگ ہیں"...... صدر نے شاگل کی بات کی توثیق کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر۔ اب میں انہیں سنبھال لوں گا"...... شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل ٹھاکر آپ اپنا عارضی مرکز وادی مشکبار میں اس جگہ بنائیں جہاں سے آپ چاروں طرف سے ان ایجنٹوں کے بارے میں اطلاعات اکٹھی کر سکیں"...... صدر نے کرنل ٹھاکر سے کہا۔

"یس سر۔ میں یہ مرکز چتالی میں بنا لیتا ہوں"...... کرنل ٹھاکر نے کہا۔

"اوکے۔ اور مسٹر ورما آپ پلاسن شہر میں ڈیوٹی دیں گے اور آپ تینوں کا آپس میں رابطہ رہے گا اور آپ تینوں خصوصی فریکونسیاں استعمال کریں گے اور ان ایجنٹوں کے بارے میں ایک دوسرے کو اطلاعات دینے کے پابند رہیں گے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر"...... ورما نے جواب دیا۔

"مسٹر پرائم منسٹر۔ آپ اس وقت تک جب تک یہ ایجنٹ ختم نہیں ہو جاتے اس وقت تک چمبہ چھاؤنی میں رہیں گے اور اس پورے آپریشن کو بھی کنٹرول کریں گے۔ پوری وادی مشکبار کی ایئر فورس اور فوج آپ نے اپنے کنٹرول میں رکھنی ہے اور یہ تینوں ان ایجنٹوں کے بارے میں تازہ ترین رپورٹس آپ کو دینے کے پابند ہوں گے اور آپ کے احکامات کی تعمیل کے بھی پابند ہوں گے البتہ پلاسن ایئر بیس سے صرف میرا براہ راست رابطہ ہو گا۔ آپ میں سے کسی کا نہیں"...... صدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بھی یہی سوچ رہا تھا کہ اس بار اس آپریشن کو میں خود کنٹرول کروں اور اب میں پوری ایئر فورس اور فوج کو ان ایجنٹوں کے خلاف اس انداز میں حرکت میں لے آؤں گا کہ یہ دوسرا سانس بھی نہ لے سکیں گے"...... وزیراعظم نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی صدر اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے

اٹھتے ہی وزیراعظم، شاگل، کرنل ٹھاکر اور ورما بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر کرنل ٹھاکر نے سیلوٹ کیا اور جبکہ شاگل اور ورما نے سلام اور پھر صدر اور وزیراعظم مسکراتے ہوئے واپس اسی دروازے کی طرف مڑ گئے جدھر سے وہ اس کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

میز پر نقشہ پھیلا ہوا تھا اور عمران سرخ پنسل ہاتھ میں پکڑے اس نقشے پر جھکا ہوا تھا جبکہ باقی ساتھی جن میں جولیا، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر شامل تھے سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کے جسموں پر کافرستانی فوج کے سپیشل کمانڈوز کی مخصوص یونیفارم موجود تھیں اور ان کی جیبوں میں ایسے خصوصی کاغذات موجود تھے جن کے مطابق ان کا تعلق سپیشل کمانڈوز کے بھی ٹاپ سیکشن سے تھا۔ یہ کاغذات اور یونیفارمز اصل تھے اور ان سب نے اپنے چہروں پر خصوصی ساخت کے میک اپ کئے ہوئے تھے۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت پاکیشیائی دارالحکومت سے فوج کے ایک خصوصی ہیلی کاپٹر کے ذریعے ناگ ہٹم پہنچا تھا۔ ناگ ہٹم پاکیشیائی اور کافرستانی مقبوضہ وادی مشکبار کی سرحد پر ایک خاصا بڑا اور اہم شہر تھا۔ یہاں پاکیشیائی فوج کی ایک چھوٹی سی چھاؤنی بھی تھی اور عمران

اور اس کے ساتھی اس وقت اس چھاؤنی کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ عمران نے وہاں سے روانگی سے قبل ان سارے معاملات کا انتظام کر لیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ جب وہ یہاں پہنچے تھے تو یہاں کے انچارج کرنل احسن نے انہیں یہ خصوصی کاغذات بھی دیئے اور یونیفارمز بھی اور پھر عمران نے سب سے پہلے ان کاغذات کے مطابق اپنا اور اپنے ساتھیوں کے چہروں پر خصوصی میک اپ کیا۔ اس کے بعد انہوں نے یونیفارمز پہنیں اور اب عمران کرنل احسن سے حاصل ہونے والے اس نقشے کو میز پر پھیلائے اس پر جھکا ہوا تھا۔

"عمران صاحب ریڈ مارک مشین کو اگر انہوں نے پلاسن اڈے سے نکال کر کسی اور جگہ پہنچا دیا تو پھر"...... اچانک صفدر نے کہا۔

"پلاسن اڈے تک صرف ایم وی تھری ہیلی کاپٹر پہنچ سکتے ہیں اور ایم وی تھری ہیلی کاپٹر رابندر نو ایئر بیس پر موجود ہیں۔ میں نے ایسے انتظامات کر لئے ہیں کہ اگر ایم وی تھری ہیلی کاپٹر وہاں سے کسی اور اڈے پر گئے تو مجھے اطلاع مل جائے گی لیکن اب تک جو اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق ان ہیلی کاپٹروں کو ہینگرز میں کیموفلاج کر کے ان کی خصوصی حفاظت کی جا رہی ہے اور دوسری بات یہ کہ پلاسن اڈا واقعی اس وقت ناقابل تسخیر ہے۔ مشین جس قدر وہاں محفوظ رہے گی اس قدر اور کہیں بھی نہیں رہ سکتی۔ یہ اڈا خصوصی طور پر مواصلاتی مشینری کی ریسرچ کے لئے مخصوص ہے اور وہاں مواصلاتی ماہرین ہی کام کرتے ہیں۔ میں نے سرداور سے اس بارے میں تفصیلی بات چیت کر لی ہے۔ گو سرداور کا تو دعویٰ ہے کہ چاہے لاکھ کوششیں کر لیں وہ ریڈ مارک مشین سے معلومات حاصل نہیں کر سکیں گے لیکن ہم امکانات پر رسک نہیں لے سکتے۔ ہمیں ہر صورت میں اس مشین کو تباہ کرنا ہے اس کے لئے ہمیں چاہے اس پورے پہاڑی علاقے کو کیوں نہ تباہ کرنا پڑے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر اس میں اتنا سوچنے کی کیا بات ہے۔ یہاں سے اس رابندر نو ایئر بیس پر پہنچتے ہیں۔ وہاں سے یہ ہیلی کاپٹر حاصل کر کے سیدھے اس اڈے پر پہنچ جاتے ہیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"رابندر نو ایئر بیس کو ریڈ الرٹ کر دیا گیا ہے۔ اس طرح پلاسن کے ایئر فورس میزائل اڈے کو بھی احکامات دے دیئے گئے ہیں اس لئے اس انداز میں وہاں جانے کا مطلب سوائے خودکشی کے اور کچھ نہیں نکلے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"تم بیٹھے سوچتے ہی رہ جاؤ گے۔ یہ مشن سوچنے کا نہیں ہے یہاں تو معاملہ فوری نوعیت کا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہے لیکن بہرحال کوئی درست لائن آف ایکشن ہمیں ضرور طے کر لینی چاہئے"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور کرنل احسن اندر داخل ہوئے۔ ان کے ہاتھ میں ایک کارڈلیس فون پیس تھا۔

"آپ کے چیف کی کال ہے جناب"...... کرنل احسن نے

مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران سمیت سب چونک پڑے۔

"اوہ اچھا۔ یہ مجھے دیجئے اور آپ جا سکتے ہیں"...... عمران نے کہا تو کرنل احسن نے فون پیس عمران کو دیا اور پھر خود مڑ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد عمران نے پہلے لاؤڈر کا بٹن پریس کیا اور پھر فون آن کر دیا۔

"یس سر۔ علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"عمران۔ کافرستان کے فارن ایجنٹوں نے میرے حکم پر وہاں کام کیا اور انہوں نے ابھی چند لمحے پہلے رپورٹ بھجوائی ہے۔ اس کے مطابق پریذیڈنٹ ہاؤس میں ایک خصوصی میٹنگ ہوئی ہے جس میں صدر کے ساتھ وزیراعظم اور کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل، ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل ٹھاکر اور سنٹرل انٹیلی جنس کے چیف ورما نے شرکت کی ہے۔ اس کی ٹیپ حاصل کر لی گئی ہے جو میں تمہیں سنواتا ہوں۔ اس کے بعد کافرستانی صدر کی آواز کے ساتھ ہی وہاں ہونے والی تمام بات چیت کی تفصیل عمران سمیت سب کے کانوں میں پہنچنے لگی اور وہ سب ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھے یہ سب سنتے رہے۔ تم نے ٹیپ سن لی ہے۔ ایئر وائس مارشل عبدالرحیم کے سیکرٹری کو گرفتار کر لیا گیا ہے جس نے تمہارے بارے میں اطلاعات کافرستان پہنچائی تھیں"۔ ٹیپ کے اختتام پر چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ واقعی انتہائی اہم ٹیپ ہے۔ شاگل نے درست اندازہ لگایا ہے۔ میں کارگانہ اڈے سے طیارہ اڑا کر رابندر ٹو پہنچنے کا پروگرام بنا رہا تھا لیکن اب ایسا ممکن نہیں ہے۔ بہرحال جو کچھ ہمارے بارے میں سوچا گیا ہے وہ سب واضح طور پر سامنے آگیا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"تم اس ٹیپ کو سننے کے بعد اپنی لائن آف ایکشن کو دوبارہ ترتیب دو اور دوسری بات یہ کہ تمہیں فوری حرکت میں آنا چاہئے۔ اس مشن میں زیادہ سوچ بچار کی گنجائش نہیں ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے فون آف کر دیا۔

"دیکھا تم نے۔ چیف نے بھی میری بات کی حمایت کی ہے"...... تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ معاملہ اس قدر آسان نہیں ہے جس قدر تم نے سمجھ لیا ہے اور اب اس ٹیپ کو سننے کے بعد تو معاملہ اور بھی زیادہ گھمبیر ہو گیا ہے۔ تم نے خود سنا ہے کہ ہمارے خلاف کیا انتظامات کئے گئے ہیں اور سب سے بڑا مسئلہ یہ کہ پلاسن کے اڈے تک پہنچنے کے لئے ہمیں ہر صورت میں ایم وی تھری ہیلی کاپٹر کی ضرورت ہے جبکہ دوسری طرف پلاسن کے ایئرفورس میزائل اڈے کو جہاں شاگل اپنی ٹیم سمیت موجود ہے، یہ آرڈر دے دیئے گئے ہیں کہ وہاں ہیلی کاپٹر کو بغیر کسی نوٹس کے تباہ کر دیا جائے۔ یہ ہیلی کاپٹر دنیا کا سب سے مہنگا

ہیلی کاپٹر ہے اور کافرستان اگر اسے اس انداز میں تباہ کرنے کا آرڈر دے رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ انہیں بھی معلوم ہے کہ اس مشین سے ملنے والی معلومات کی کیا اہمیت ہے۔ اب اگر فرض کیا کہ ہم رابندر نو سے ہیلی کاپٹر اڑا بھی لیتے ہیں تو رابندر نو اور پلاسن کے درمیان کافی طویل فاصلہ ہے۔ فوری طور پر جنگی جہازوں کا اسکوارڈ بھی ہمارے ہیلی کاپٹر کا خاتمہ کر سکتا ہے اور پلاسن ایئر میزائل اڈے کو بھی احکامات دیئے جا سکتے ہیں اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ کسی طرح اس میزائل اڈے تک پہنچا جا سکے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس پوائنٹ پر کرنل احسن کی مدد حاصل کی جائے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس بارے میں کوئی اہم بات بتا سکے"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ تم اسے بلا لاؤ"...... عمران نے کہا تو صفدر اٹھا اور تیزی سے کمرے سے باہر چلا گیا۔

"معاملات واقعی بے حد گھمبیر ہیں۔ ہمیں بہت سوچ سمجھ کر اقدام کرنا ہو گا"...... جولیا نے جو اب تک خاموش بیٹھی ہوئی تھی پہلی بار بولتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور صفدر اور اس کے پیچھے کرنل احسن اندر داخل ہوا۔

"بیٹھیں کرنل احسن"...... عمران نے کہا تو کرنل احسن خاموشی سے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کرنل احسن۔ پلاسن پہاڑی کی چوٹی پر موجود اڈے کے بارے میں آپ بہرحال جانتے ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ جانتا ہوں۔ یہ دنیا کا سب سے بلند ترین اڈا ہے اور اسے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا ہے"...... کرنل احسن نے جواب دیا۔

"وہاں تک پہنچنے کے لئے عام طور پر یہی بتایا گیا ہے کہ سوائے ایم ڈی تھری ہیلی کاپٹر کے اور کوئی نہیں پہنچ سکتا"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ یہ بات بھی درست ہے۔ یہ ہیلی کاپٹر خصوصی ساخت کا ہے اس لئے اتنی بلندی پر جہاں انتہائی خوفناک سردی ہوتی ہے نہ صرف پہنچ جاتا ہے بلکہ وہاں اتر اور فلائی بھی کر سکتا ہے"...... کرنل احسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس ہیلی کاپٹر کے علاوہ اور کوئی ذریعہ"...... عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اور تو کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ یہ پہاڑیاں پنسل کی طرح سیدھی ہیں اور دیگر پہاڑیوں سے تقریباً اٹھارہ ہزار فٹ سے زیادہ بلند ہیں اور وہاں ہر وقت برف کے خوفناک طوفان اور سرد ہواؤں کے جھکڑ چلتے رہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جتنی سردی ان پہاڑیوں کی چوٹیوں پر پڑتی ہے اتنی دنیا کی سب سے بلند چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ پر بھی نہیں پڑتی اس لئے اور کسی ذریعے سے نیچے سے اوپر پہنچا ہی نہیں جا سکتا"...... کرنل احسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کارگانہ کے علاوہ یہاں سے قریب کوئی کافرستانی ایئر فورس کا اڈا

ہے جہاں سے کوئی ہیلی کاپٹر یا چھوٹا طیارہ حاصل کیا جا سکے"۔ عمران نے کہا۔

"حاصل۔ اوہ اچھا۔ میں سمجھ گیا۔ جی ہاں۔ کارگانہ یہاں سے پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے جبکہ نوگاشی اڈا یہاں سے شمال مغرب کی طرف تقریباً ستر کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ ویسے وہ کارگانہ سے چھوٹا اڈا ہے لیکن پھر بھی وہاں ہیلی کاپٹر یا چھوٹا جہاز لازماً ہر وقت موجود رہتا ہو گا"...... کرنل احسن نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی تھی۔

"کیا آپ کو نوگاشی ایئر فورس کے انچارج کے بارے میں کچھ معلوم ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ میرا ایئر فورس سے کبھی تعلق نہیں رہا"...... کرنل احسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کے پاس یہاں کوئی ایسا آدمی ہے جو ہمیں یہاں سے نوگاشی پہنچا سکے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ میرا ڈرائیور ہے۔ اس کا نام سالار ہاشم ہے۔ وہ نوگاشی کا ہی رہنے والا ہے۔ نوگاشی میں کافرستانی فوجیوں نے جب اس کے خاندان کو شہید کر دیا تو وہاں سے فرار ہو کر یہاں آ گیا اور میں نے اسے اپنے پاس رکھ لیا۔ انتہائی دلیر اور بے خوف نوجوان ہے"۔ کرنل احسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ آپ سالار ہاشم کو بطور ڈرائیور ہمارے ساتھ بھیج دیں اور

ے لئے ٹربا کو جیپ اور اسلحے کا بندوبست کر دیں تا کہ ہم اپنے شن کا آغاز کر سکیں"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے

"آپ اسلحے کی لسٹ دے دیں۔ میں تمام بندوبست کر دوں گا اور ری دعائیں بھی آپ کے ساتھ ہوں گی"...... کرنل احسن نے اٹھتے ئے کہا۔

"اس پہاڑی علاقے میں آپ کی دعاؤں کی آخری رفتار کیا ہو گی"۔ ران نے کہا تو کرنل احسن بے اختیار چونک پڑا۔

"دعاؤں کی آخری رفتار۔ کیا مطلب"...... کرنل احسن نے تہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران کے سارے ساتھی جو اب ک خاموش بیٹھے ہوئے تھے بے اختیار مسکرا دیئے۔

"یہ ایک لطیفہ ہے کرنل احسن۔ آپ کو اس لئے بتا دیتا ہوں کہ فی دیر سے سنجیدہ رہ رہ کر میرے دماغ کے چودہ ہزار طبق میں سے ب تک کم از کم پونے چودہ ہزار طبق پر سنجیدگی کی تہہ چڑھ کر انہیں تاریک کر چکی ہو گی اس لئے بہتر ہے کہ گھسا پٹا لطیفہ ہی سنا دوں تاکہ کم از کم باقی ماندہ طبق تو تاریک ہونے سے بچ جائیں۔ بہرحال طیفہ یہ ہے کہ ایک نوجوان نے باپ سے کار کی چابی مانگی تو باپ نے کار کی چابی دیتے ہوئے کہا بیٹے میری دعاؤں کی آخری حد رفتار چالیس میل فی گھنٹہ ہے اس سے زیادہ رفتار پر گاڑی چلائی تو میری دعا ساتھ نہ دے سکے گی۔ اس لئے میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ اس

پہاڑی علاقے میں آپ کی دعاؤں کی آخری حد رفتار کیا ہو گی"۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو انتہائی سنجیدہ کرنل احسن بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہاں اس علاقے میں رفتار نام کی کوئی چیز ہوتی ہی نہیں اس لئے حد رفتار بتائی ہی نہیں جا سکتی"...... کرنل احسن نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر واپس مڑ گئے تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

کرنل ٹھاکر نے چتالی کی پہاڑی وادی میں خیمہ لگا کر اس کے اندر باقاعدہ ملٹری انٹیلی جنس کا مرکز قائم کر رکھا تھا۔ اس خیمے کے اندر میز پر وسیع رینج کا انتہائی جدید ترین ٹرانسمیٹر موجود تھا اور ساتھ کرسی پر کرنل ٹھاکر بیٹھا ہوا تھا جبکہ اس کا نائب کیپٹن کرشن راؤ بھی ساتھ والی کرسی پر اکڑا ہوا بیٹھا تھا۔

"سر۔ کاش مجھے کسی طرح اطلاع مل جائے کہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کہاں سے وادی مشکبار میں داخل ہو رہی ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں خود ان کا شکار کروں"...... کیپٹن کرشن راؤ نے بڑے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف آف سیکرٹ سروس اور چیف آف سنٹرل انٹیلی جنس دونوں تو کیا خود صدر اور وزیراعظم تک بھی ان پاکیشیائی ایجنٹوں سے اس قدر خوفزدہ نظر آ رہے تھے کہ مجھے حقیقتاً حیرت ہو رہی تھی

لیکن ظاہر ہے میں اس معاملے میں کچھ کہہ نہیں سکتا تھا حالانکہ میں جانتا ہوں کہ میں تو کیا تم اکیلے ان لوگوں کے خاتمے کے لئے کافی ہو"...... کرنل ٹھاکر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" سر۔ آپ اور میں دونوں ماؤنٹ رجمنٹ سے انٹیلی جنس میں شفٹ ہوئے ہیں جبکہ کیپٹن گنگا طویل عرصے سے انٹیلی جنس میں ہے۔ وہ تو ان لوگوں کے ایسے ایسے قصے سناتا ہے کہ جیسے یہ لوگ سرے سے انسان ہی نہ ہوں۔ سر اصل میں جب لوگ اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے شکست کھا جاتے ہیں تو پھر وہ دوسروں کو متاثر کرنے کے لئے ایسے قصے گھڑ لیتے ہیں"...... کیپٹن کرشن راؤ نے کہا۔

" ہاں۔ تمہاری بات درست ہے"...... کرنل ٹھاکر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی ٹرانسمیٹر سے کال آنے کا اشارہ ملنے لگا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی سیٹی کی آواز بھی سنائی دی تو کرنل ٹھاکر اور کیپٹن کرشن راؤ دونوں بے اختیار چونک کر سیدھے ہو گئے اور کرنل ٹھاکر نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ ایم آئی فارٹی کرشا کالنگ۔ اوور"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" یس۔ ایم آئی ون اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... کرنل ٹھاکر نے جواب دیا۔

" سر۔ ایک ٹرباکو جیپ جس میں کافرستانی کمانڈوز سوار ہیں نوگاشی کی طرف جا رہی ہے۔ اسے چیک پوسٹ پر روکا گیا پھر اسے کلیئر کر دیا گیا۔ میں نے چیک پوسٹ کے انچارج سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس جیپ میں سپیشل کمانڈوز سوار ہیں اور وہ نوگاشی جا رہے ہیں۔ ان کے پاس کاغذات بھی درست ہیں۔ جب میں نے اس سے سواروں کی تعداد وغیرہ معلوم کی تو اس نے بتایا کہ ایک عورت اور پانچ مرد سوار تھے جس پر میں چونک پڑا کیونکہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں جو اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق ان کی تعداد ایک عورت اور چار مرد ہیں اور پھر جب میں نے ارد گرد کی چوکیوں پر موجود اپنے آدمیوں سے اس جیپ کے بارے میں معلومات اکٹھی کیں تو پتہ چلا کہ یہ جیپ ناگ ہٹم کی طرف بھی دیکھی گئی ہے اور آپ نے خود ہی بتایا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ ناگ ہٹم پہنچے تھے۔ اوور"...... کرشا نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" اس وقت یہ جیپ کہاں موجود ہے۔ اوور"...... کرنل ٹھاکر نے تیز لہجے میں کہا۔

" جہاں تک میرا خیال ہے اس وقت یہ جیپ راگوڑی کے قریب موجود ہو گی۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ٹھیک ہے میں چیک کرتا ہوں۔ اوور اینڈ آل"...... کرنل ٹھاکر نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر تیزی سے اس پر ایک اور فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اسے آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ایم آئی ون کالنگ۔ اوور"...... کرنل ٹھاکر نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ایم آئی ففٹی ون اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایک جیپ ناگ ہٹم کی طرف سے نوگاشی کی طرف جا رہی ہے جس میں ایک عورت اور پانچ مرد سوار ہیں اور بظاہر وہ سپیشل کافرستانی کمانڈوز ہیں۔ کیا یہ جیپ تمہارے علاقے سے گزری ہے یا نہیں۔ اوور"...... کرنل ٹھاکر نے کہا۔

"نو سر۔ ابھی تک تو سامنے نہیں آئی۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تمہارے قریب ترین کون سی چیک پوسٹ ہے۔ اوور"۔ کرنل ٹھاکر نے کہا۔

"راسولی چیک پوسٹ سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہاں کا انچارج کون ہے۔ اوور"...... کرنل ٹھاکر نے پوچھا۔

"کیپٹن مہیش سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اس کی سپیشل فریکوئنسی کیا ہے۔ اوور"...... کرنل ٹھاکر نے پوچھا تو دوسری طرف سے فریکوئنسی بتا دی گئی۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"...... کرنل ٹھاکر نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے ایک بار پھر اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ یہ وہ فریکوئنسی تھی جو ابھی اسے بتائی گئی تھی۔ فریکوئنسی

ایڈجسٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ چیف آف ایم آئی کرنل ٹھاکر کالنگ۔ اوور"۔ کرنل ٹھاکر نے کہا۔

"یس سر۔ یس سر۔ کیپٹن مہیش اٹنڈنگ یو فرام چیک پوسٹ راسولی سر۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیپٹن مہیش۔ ایک ٹریاکو جیپ جس میں ایک عورت اور پانچ مرد سوار ہیں نوگاشی جاتے ہوئے تمہاری چیک پوسٹ سے گزریں گے تم نے انہیں وہیں روکنا ہے۔ میرا اسسٹنٹ کیپٹن کرشن راؤ ہیلی کاپٹر پر تمہارے پاس پہنچ رہا ہے۔ جب تک کیپٹن کرشن راؤ انہیں کلیئر نہ کرے تم نے انہیں کلیئر نہیں کرنا اور یہ سن لو کہ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے انتہائی چوکنا رہنا ہے کیونکہ بظاہر یہ کافرستانی سپیشل کمانڈوز ہیں لیکن مجھے شبہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ ہوں لیکن ابھی یہ صرف اندازہ ہے اس لئے تم نے انہیں بس روکنا ہے۔ اوور"...... کرنل ٹھاکر نے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوور اینڈ آل"...... کرنل ٹھاکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"تم جاؤ اور جا کر انہیں اچھی طرح چیک کرو۔ زیرو سکس

ٹرانسمیٹر ساتھ لے جاؤ اور مجھے اس پر ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا اور ہر لحاظ سے محتاط رہنا"...... کرنل ٹھاکر نے کیپٹن کرشن راؤ سے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سر۔ کاش یہ وہی لوگ ہوں پھر آپ دیکھیں گے کہ میں ان کا کیا حشر کرتا ہوں"...... کیپٹن کرشن راؤ نے کہا اور مڑ کر تیزی سے خیمے کی باہر کی طرف دوڑ پڑا جہاں ایک طرف ملٹری انٹیلی جنس کا خصوصی تیز رفتار ہیلی کاپٹر موجود تھا اور کرنل ٹھاکر نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اسے بھی یہ یقین ہو کہ کیپٹن کرشن راؤ بہرحال انہیں سنبھال لے گا۔

ثریا کو جیپ خصوصی طور پر پہاڑی علاقوں میں سفر کرنے کے لئے بنائی گئی تھی۔ اس کا سسٹم ایسا تھا کہ یہ ہر حالت میں قابل استعمال رہتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ انتہائی تنگ اور پیچ دار موڑوں پر بھی یہ انتہائی آسانی سے گھوم کر آگے بڑھ جاتی تھی۔ اس وقت ثریا کو جیپ تنگ پہاڑی راستوں پر خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر سالار ہاشم تھا۔ یہ ایک مقامی نوجوان تھا جبکہ اس کی سائیڈ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے کاندھے پر سپیشل کمانڈوز کے کرنل کا خصوصی بیج تھا۔ عقبی سیٹوں میں سے ڈرائیور والی سائیڈ پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے کاندھے پر کیپٹن کا بیج تھا جبکہ عمران کے پیچھے صفدر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے کاندھے پر بھی کیپٹن کا بیج تھا جبکہ سب سے آخر میں تنویر اور کیپٹن شکیل بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دونوں کے کاندھوں پر کوئی مخصوص بیج نہ تھا۔ ان

سب کی جیبوں میں مخصوص مشین پسٹل موجود تھے اور تنویر اور کیپٹن شکیل کے کاندھوں سے مشین گنیں بھی لٹکی ہوئی تھیں۔

"سالار ہاشم۔ ہم کتنی دیر میں نوگاشی پہنچ جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"سر۔ آگے ایک اور چیک پوسٹ ہے راسولی۔ اس کے بعد نوگاشی کا علاقہ شروع ہو جائے گا"...... سالار ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے ایئر فورس کا اڈا دیکھا ہوا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یس سر"...... سالار ہاشم نے جواب دیا۔

"ہم نے اس اڈے سے کوئی تیز رفتار ہیلی کاپٹر اڑانا ہے اس لئے جیسے ہی اڈا قریب آئے تم نے ہمیں بتا دینا ہے کیونکہ وہاں ہمیں انتہائی تیز رفتار ایکشن کرنا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ لیکن یہ اڈا ایک انتہائی تنگ درے سے موڑ کاٹنے کے بعد آتا ہے اور اس تنگ درے کے اوپر دونوں طرف چیک پوسٹیں بنی ہوئی ہیں جن میں بھاری مشین گنیں بھی نصب ہیں اور ا کرافٹ گنیں بھی"...... سالار ہاشم نے کہا۔

"ان کی فکر مت کرو۔ اصل مسئلہ انسانوں کا ہوتا ہے ورنہ گنیں بے چاری اب خود بخود تو حرکت میں آنے سے رہیں"...... عمران مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سالار ہاشم نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر تقریباً آدھے گھنٹے کے سفر کے بعد جیپ نے ایک موڑ کاٹا وہ ل

گہرائی کی طرف ایک چھوٹی سی وادی میں اترتی چلی جا رہی تھی اور نیچے وادی میں باقاعدہ ایک چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی جس میں دو کمرے بھی تھے اور وہاں خاصے مسلح فوجی موجود تھے۔ ان سب کی نظریں اوپر ہی تھیں۔ ظاہر ہے جیپ انہیں خاصی بلندی سے نظر آنے لگ گئی تھی اس لئے وہ جیپ کو دیکھ رہے تھے۔ سڑک کے درمیان لوہے کا لاڑ موجود تھا۔

"یہ راسولی چیک پوسٹ ہے سر"...... سالار ہاشم نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد جیپ ایک چیک پوسٹ پر جا کر رک گئی تو ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا کیپٹن جیپ کی طرف بڑھا جبکہ باقی مسلح سپاہیوں نے باقاعدہ جیپ کو گھیرے میں لے لیا۔

"سپیشل کمانڈوز سپیشل مشن"...... عمران نے اس کیپٹن کے یب آتے ہی بھاری اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ آپ سب نیچے آ جائیں"...... کیپٹن نے باقاعدہ سیلوٹ مارتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ تم کاغذات چیک کر سکتے ہو"...... عمران نے چونک کہا۔

"سر۔ جیپ کی تلاشی لینی ہے۔ اٹ از سٹینڈنگ آرڈرز سر"۔ پٹن نے جواب دیا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے مڑ کر ب ساتھیوں

کو نیچے آنے کا اشارہ کیا اور خود بھی نیچے اتر آیا۔ اس کے سارے سا
سالار ہاشم سمیت نیچے اتر آئے۔ جولیا بھی مقامی میک اپ میں
تھی۔

"آیئے سر۔ ادھر کمرے میں تشریف لے آئیں وہاں کاغذات چیک
کر لیتے ہیں سر"...... کیپٹن نے کہا۔

"آؤ"...... عمران نے کہا اور کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن
اپنے سپاہیوں کو جیپ کی تلاشی لینے کا اشارہ کیا اور پھر وہ تیز تیز
اٹھاتا عمران کے پیچھے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"تشریف رکھیں سر"...... کیپٹن نے ایک کرسی کی طرف اشا
کرتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس
جیب سے کاغذات نکال کر کیپٹن کے ہاتھ میں دے دیئے اور کیپٹ
اپنی کرسی پر بیٹھ کر انہیں چیک کرنے لگا۔

"کیا بات ہے۔ تم انتہائی سست رفتاری سے کام کر رہے ہو
کیا کوئی خاص بات ہے"...... اچانک عمران نے حیرت بھرے ا
میں کہا کیونکہ اس نے محسوس کیا تھا کہ کیپٹن کا رویہ نارمل نہ
ہے بلکہ وہ ایک ایک کاغذ کو اس انداز میں چیک کر رہا تھا جیسے
اس کے اندر چھپی ہوئیں مافوق الفطرت طاقتوں کو تلاش کر رہا ہو

"اوہ۔ نو سر۔ دراصل ان دنوں انتہائی سخت چیکنگ کے آ
ہیں سر"...... کیپٹن نے پھیکی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"جلدی کرو۔ ہمارا مشن انتہائی اہم ہے۔ ہم یہاں دیر تک

سکتے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ یس سر"...... کیپٹن نے جواب دیا لیکن اس کا
ت چیک کرنے کا انداز وہی رہا تھا۔ عمران ہونٹ بھینچے خاموش
رہا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کاغذات چیک کر لئے اور پھر ایک
سانس لیا۔

"سر آپ کے کاغذات تو درست ہیں لیکن"...... کیپٹن نے کہا تو
بے اختیار چونک پڑا۔

لیکن کیا مطلب"...... عمران نے چونک کر کہا۔

جناب آپ کو کچھ دیر انتظار کرنا پڑے گا کیونکہ ملٹری انٹیلی جنس
کی کال آئی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ اب جو بھی جیپ
پوسٹ سے گزرے اسے اس وقت تک روکا جائے جب تک
کے سیکنڈ چیف کیپٹن کرشن راؤ انہیں چیک کر کے کلیئر نہ
ے۔ وہ ہیلی کاپٹر پر یہاں پہنچنے والے ہیں۔ میں اس لئے انتہائی
کام کر رہا تھا کہ اس دوران وہ آجائیں لیکن ابھی تک وہ نہیں
ور آپ بڑے افسر ہیں اس لئے میں نے آپ کو سچ بتا دیا
...... کیپٹن نے کھوکھلی ہنسی ہنستے ہوئے کہا اور اس کی بات
عمران کی آنکھوں میں بے اختیار چمک ابھر آئی کیونکہ وہ ایئر
کے اڈے پر جا ہی وہاں سے ہیلی کاپٹر اڑانے کے لئے رہا تھا اور
ہیلی کاپٹر وہاں پہنچ رہا تھا اور وہ بھی ملٹری انٹیلی جنس کا ہیلی
راستے میں زیادہ چیک بھی نہ کیا جائے گا تو عمران نے فوراً

ہی فیصلہ کر لیا کہ اس ہیلی کاپٹر کو حاصل کیا جائے۔

"اوہ۔ پھر تو کوئی مسئلہ نہیں ہے کیپٹن"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جان بوجھ کر کیپٹن کے لفظ کے بعد خاموش ہو گیا تاکہ وہ اپنا نام بتا سکے۔

"کیپٹن مہیش سر"...... کیپٹن نے جواب دیا۔

"ہم ہر طرح کی چیکنگ کے لئے تیار ہیں۔ آئیے باہر چلے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ کاغذات اس نے اٹھا کر واپس جیب میں ڈال لئے تھے۔ اس کے اٹھتے کیپٹن مہیش بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہاں آپ کے کتنے آدمی ڈیوٹی دیتے ہیں"...... عمران نے با آتے ہوئے پوچھا۔

"مجھ سمیت آٹھ سر"...... کیپٹن مہیش نے عقب میں آ ہوئے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے آپ اپنے آدمیوں کو یہاں بلائیں تاکہ انہیں بتا سکوں کہ آپ کتنے فرض شناس اور کتنے بااخلاق افسر ہی آپ جیسے فرض شناس اور بااخلاق آفیسر کافرستان کے لئے سرمایہ حیثیت رکھتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپ مہیش کا چہرہ یکلخت چمک اٹھا۔

"یس سر۔ یس سر۔ تھینک یو سر"...... کیپٹن مہیش نے تعریف پر بے حد خوش ہوتے ہوئے کہا کیونکہ عمران ظاہر ہے کہ

جیسے اہم شعبے کا کرنل تھا اس کی طرف سے تعریفی الفاظ کیپٹن مہیش جیسے عام کیپٹن کے لئے انتہائی قابل قدر تھے اور پھر اس نے عمران کے کہنے پر اپنے تمام ساتھیوں کو وہاں اکٹھے ہونے کا حکم دیا تو اس کے سارے ساتھی تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھنے لگے۔

"کرنل صاحب تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ سامنے قطار بنا لو"...... کیپٹن مہیش نے کہا تو سات افراد جو کہ عام فوجی تھے ایک قطار کی صورت میں سامنے کھڑے ہو گئے۔ عمران کے ساتھی جیپ کے ساتھ کھڑے حیرت بھری نظروں سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

"تمہارا کیا نام ہے"...... عمران نے ایک سپاہی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سروج سر"...... سپاہی نے باقاعدہ سیلوٹ مار کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اپنے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن مجھے دکھاؤ۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم نے اسے کس انداز میں رکھا ہوا ہے"...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... سروج نامی سپاہی نے کہا اور کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار کر وہ آگے بڑھا اور اس نے مؤدبانہ انداز میں مشین گن عمران کے ہاتھوں میں دے دی اور خود پیچھے ہٹ کر واپس قطار میں کھڑا ہو گیا۔

"گڈ۔ میگزین پورا ہی ہے اور لوڈ بھی ہے۔ ویری گڈ"۔ عمران

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن اس طرح سیدھی کی جیسے اسے چیک کرنا چاہتا ہو لیکن دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی سامنے کھڑے ہوئے ساتوں سپاہی یکلخت چیختے ہوئے اچھلے اور پشت کے بل نیچے گر کر تڑپنے لگے۔

"سر۔ سر"...... کیپٹن مہیش نے یہ سب کچھ دیکھ کر حیرت کی شدت سے چیختے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ گھوما اور کیپٹن مہیش بھی چیختا ہوا نیچے گرا اور تڑپنے لگا۔

"ان سب کی لاشیں اٹھا کر چٹانوں کے پیچھے چھپا دو اور یہاں موجود خون پر مٹی ڈال دو۔ جلدی کرو۔ ملٹری انٹیلی جنس کا سیکنڈ چیف کیپٹن کرشن راؤ کسی بھی لمحے یہاں پہنچنے والا ہے۔ وہ خصوصی طور پر ہماری جیپ چیک کرنے آ رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں کہیں سے بھی ہمارے متعلق اطلاع مل چکی ہے۔ جلدی کرو۔ ہم نے اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا ہے اور اس کیپٹن پر بھی"۔ عمران نے چیخ کر کہا تو جیپ کے ساتھ حیرت سے بت بنے کھڑے اس کے ساتھی واقعی بجلی سے چلنے والے انتہائی تیز رفتار کھلونوں کی طرح حرکت میں آئے اور پھر چند ہی لمحوں بعد نہ صرف یہ لاشیں غائب ہو چکی تھیں بلکہ خون کے دھبے بھی چھپا دیئے گئے تھے۔

"ادھر ادھر پھیل جاؤ۔ میں کمرے میں رہوں گا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آنے والا پہلے ٹرانسمیٹر کال کرے"...... عمران نے کہا۔

"تو اب نوگاشی پر ریڈ نہیں کرنا"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ ملٹری انٹیلی جنس کا خصوصی ہیلی کاپٹر ہمیں یہیں مل رہا ہے اور ہمیں کیا چاہئے"...... عمران نے کہا تو سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب تیزی سے ادھر ادھر اس انداز میں بکھر گئے کہ ہیلی کاپٹر آنے والا بھی انہیں اوپر سے چیک نہ کر سکے۔ پہلے انہوں نے لاشیں بھی اسی انداز میں چھپائی تھیں اور اب وہ خود بھی اسی انداز میں چھپے ہوئے تھے۔ عمران کمرے کے دروازے کے اندرونی طرف اوٹ لے کر کھڑا ہو گیا کیونکہ اسے معلوم نہ تھا کہ ہیلی کاپٹر کس رخ سے برآمد ہو گا۔ چند لمحوں بعد اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی تو عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو کیپٹن کرشن راؤ سیکنڈ چیف آف ایم آئی کالنگ۔ اوور"...... ایک تیز اور تحکمانہ آواز سنائی دی اور عمران اس کا لہجہ اور انداز سن کر سمجھ گیا کہ کیپٹن کرشن راؤ احساس برتری میں مبتلا ہے۔

"یس سر۔ یس سر۔ میں کیپٹن مہیش بول رہا ہوں سر۔ چیک پوسٹ سے سر۔ اوور"...... عمران نے نہ صرف جواب میں سر کی گردان کر دی تھی بلکہ اس کا لہجہ بھی انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"کیا پوزیشن ہے۔ کیا وہ جیپ پہنچی ہے جس میں کمانڈوز سوار تھے۔ اوور"...... دوسری طرف سے تحکمانہ لہجے میں کہا گیا۔ اس بار بولنے والے کا انداز ایسا تھا کہ صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اسے جس لہجے

اور انداز میں جواب ملا ہے اس سے اس کی انا کو انتہائی تسکین پہنچی ہے۔

"یس سر۔ وہ یہاں موجود ہیں سر۔ اوور"...... عمران نے کیپٹن مہیش کے لہجے میں کہا۔

"لیکن مجھے تو صرف جیپ نظر آرہی ہے۔ نہ ہی تمہارا کوئی آدمی نظر آرہا ہے اور نہ ہی وہ کمانڈوز نظر آرہے ہیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ سب کیپٹن اور کرنل کے عہدے کے آفیسرز ہیں جناب اس لئے وہ سب اس [illegible] موجود ہیں اور میرے آدمی بھی موجود ہیں سر۔ وہ اپنے مخصوص پوائنٹس پر ڈیوٹی دے رہے ہیں اور آپ کو سلامی دینے کے لئے انتہائی بے چین ہیں سر۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ میں آرہا ہوں۔ اوور"...... دوسری طرف سے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔ ظاہر ہے عمران نے سلامی دینے کی بات کی ہی اس لئے تھی کہ اس کا شک دور ہو جائے اور وہ اکڑتا ہوا فوراً نیچے اتر آئے۔

"سر۔ یہاں صرف میں عہدیدار ہوں اس لئے آپ کا استقبال میں کروں گا۔ جب آپ یہاں پہنچیں گے تو پھر میرے سپاہی آپ کو باقاعدہ سلامی دیں گے۔ اوور"...... عمران نے اسے مزید چڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ تم اچھے کیپٹن ہو۔ اوکے میں آرہا ہوں۔ اوور لینڈ آل"...... کیپٹن کرشن راؤ عمران کی بات سن کر سب کچھ بھول گیا تھا اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر وہ دروازے کے قریب آکر رک گیا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ اس نے تو کمانڈوز کی یونیفارم پہنی ہوئی ہے۔ اس وقت تو اس نے اس خیال میں اسے کہہ دیا تھا کہ وہ خود اس کا استقبال کرنے ئے گا لیکن اب ظاہر ہے وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا اور دروازے پر اسے دیکھتے ہی کیپٹن ہیلی کاپٹر نیچے ہی نہ اتارے گا۔ بہرحال اب فوری طور پر تو سوائے انتظار کے اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا اس لئے وہ دروازے کی اوٹ میں کھڑا ہو گیا اور پھر چند لمحوں بعد اس کے کانوں میں ہیلی کاپٹر کی آواز پڑی۔ ہیلی کاپٹر اس کمرے کے عقب میں اترا تھا ب عمران نے محسوس کر لیا کہ ہیلی کاپٹر لینڈ کر چکا ہے تو وہ تیزی ے دروازے سے نکلا اور سائیڈ سے ہو کر دیوار کے ساتھ ساتھ لگا ہوا گے بڑھنے لگا اور ابھی وہ دیوار کے کونے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ انک سائیڈ سے ایک لمبے قد کا نوجوان نمودار ہوا اور پھر اس سے لے کہ وہ سنبھلتا عمران کسی عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دوسرے ے وہ نوجوان کوئی آواز نکالے بغیر اس کے بازوؤں میں جھول رہا ۔ عمران نے اسے معمولی سا سنبھلنے کا موقع بھی نہ دیا تھا۔ اسی ت عمران کے ساتھی بھی ادھر ادھر سے اوٹ سے نکل کر اس کی رف بڑھنے لگے۔ عمران نے اس نوجوان کو کاندھے پر ڈالا اور تیزی

ے کمرے کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ پھر اس نے اسے اندر کمر میں زمین پر لٹا دیا اور خود باہر آگیا۔ عمران کے ساتھیوں کے سات سالار ہاشم بھی موجود تھا۔

"سالار ہاشم۔ کیا تم جیپ لے کر واپس ناگ ہٹ کرنل احس تک پہنچ جاؤ گے"...... عمران نے سالار ہاشم سے مخاطب ہو ہوئے کہا۔

"یس سر۔ آسانی سے"...... سالار ہاشم نے جواب دیتے ہو کہا۔

"راستے میں چیک پوسٹیں ہیں جہاں سے ہم گزر کر آئے ہیں انہیں کیا جواب دو گے"...... عمران نے پوچھا۔

"سر۔ مجھے ایسے راستے آتے ہیں جو چیک پوسٹوں سے ہٹ کر ہ اور چونکہ طویل اور دشوار گزار ہیں اس لئے میں آتے ہوئے ادھر س نہیں گزرا تھا اب میں ان راستوں سے ہو کر چلا جاؤں گا اور مجھے یقی ہے کہ اگر خصوصی طور پر چیکنگ نہ کی گئی تو میں جیپ لے کر ل اڈے پر پہنچ جاؤں گا"...... سالار ہاشم نے بااعتماد لہجے میں جو دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ پھر تم جاؤ۔ خدا حافظ"...... عمران نے کہا تو سالار ہا انہیں سلام کر کے جیپ کی طرف مڑ گیا۔

"صفدر تم ہیلی کاپٹر کو چیک کرو۔ اس میں فیول وغیرہ کی پوزیشن ہے۔ تم لوگوں کے اس طرح سامنے آجانے کا مطلب ہے

یپٹن اکیلا ہی آیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اکیلا تھا۔ ہم نے چیک کر لیا تھا"...... صفدر نے کہا اور یزی سے واپس مڑ گیا۔

"بظاہر تو اسے یہاں ان حالات میں لینڈ نہیں کرنا چاہئے تھا۔ کیا ے احمق تھا"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس کی ٹرانسمیٹر کال آئی تھی۔ اس نے یہ بات کی تھی لیکن میں نے اسے بانس پر چڑھا دیکھ کر کہا کہ ہم مخصوص پوائنٹ پر موجود ں اور تمہیں سلامی دیں گے۔ بس اتنی سی بات پر یہ سب کچھ بھول ر نیچے اتر آیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا بے ختیار ہنس پڑی۔

"عمران صاحب یہاں سے قریب ہی نوگاشی کا اڈا ہے اس لئے یں جلد از جلد یہاں سے روانہ ہونا چاہئے"...... خاموش کھڑے پٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ میں اسے ہوش میں لا کر اس سے چند ضروری سوالات کا اب حاصل کر لوں پھر روانگی کا طبل بجا دیں گے"...... عمران نے بات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور مڑ کر فرش پر بے ہوش پڑے ئے کیپٹن کرشن راؤ کی طرف بڑھ گیا۔

شاگل نے جان بوجھ کر اپنے لئے پلاسن کا انتخاب کیا تھا کیونکہ اب تک کے تجربہ کے بعد اسے یقین تھا کہ درمیان میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو روکنے کے تمام حربے ناکام رہیں گے اور عمران پلاسن کے اڈے کو تباہ کرنے کے لئے بہرحال کسی نہ کسی طرح پلاسن پہنچ جائے گا اس لئے اس نے یہاں پہنچ کر اپنا ایک باقاعد آفس قائم کر لیا تھا اور اپنے ساتھ آنے والے دس افراد کو اس نے شہر اور اس کے گرد مختلف راستوں پر اس انداز میں تعینات کر دیا ک عمران اور اس کے ساتھی چاہے کسی بھی انداز میں یہاں پہنچیں اس تک ان کی آمد کی اطلاع پہنچ جائے۔ ویسے تو یہ بات حقیقت تھی ک ایم وی تھری ہیلی کاپٹر کے بغیر پلاسن کی چوٹی پر اور پھر خفیہ اڈے تک کسی طرح بھی نہ پہنچا جا سکتا تھا اور ایم وی تھری ہیلی کاپٹ رابندر ٹو ایئر بیس میں نہ صرف انڈر گراؤنڈ کر دیئے گئے تھے بلک

انہیں اس انداز میں کیموفلاج کیا گیا تھا کہ وہ فوری طور پر قلابئی بھی نہ کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پورے اڈے کی سیکورٹی کو ریڈ الرٹ کر دیا گیا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ وہاں سے یہ ہیلی کاپٹر حاصل کرنا بے حد مشکل ہے لیکن اس کے باوجود عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہ ہیلی کاپٹر کس انداز میں لے اڑیں لیکن یہاں پلاسن سے ذرا ہٹ کر ایئرفورس کا خصوصی میزائل اڈا موجود تھا جسے حکومت کی طرف سے [illegible] دیا گیا تھا کہ اگر ایم وی تھری ہیلی کاپٹر اس کی رینج میں داخل ہو تو وہ بغیر کسی نوٹس کے اسے تباہ کر دے اس لئے اسے یقین تھا کہ عمران ایم وی تھری ہیلی کاپٹر میں آنے کے بعد یہاں زندہ نہ پہنچ سکے گا لیکن کے باوجود اس نے اپنا ایک خاص آدمی وہاں بھجوا دیا تھا تاکہ بھی اچانک اور ہنگامی صورت حال کے بارے میں وہ اسے براہ راست اطلاع کر سکے کیونکہ شاگل کو خطرہ تھا کہ کہیں عمران صدر، وزیراعظم، وزیر دفاع یا ایئر مارشل یا کسی بھی ایسے عہدیدار کے لہجے اور آواز میں اڈے والوں کو کوئی ایسا حکم دے کر اپنے خلاف کارروائی رکوا دے۔ ایسی صورت میں اس کا آدمی اسے اطلاع دیتا تو وہ فوری طور پر اس صورت حال کو سنبھال لیتا۔ اڈے کے انچارج ایئر کمانڈر سورن سنگھ سے اس نے اس سلسلے میں پہلے ہی بات چیت کمل کر لی تھی۔ اس کے علاوہ اس کے ذہن میں ایک اور بات بھی موجود تھی۔ اسے عمران کی عادت کا علم تھا کہ وہ ایسے طریقے اور

راستے اختیار کرنے کا عادی ہے جو عامعہ ہوں۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ ایم دی تھری ہیلی کاپٹر کی بجائے کسی اور ذریعے یا کسی اور طریقے سے اڈے تک پہنچنے کی کوشش کرے اس لئے وہ ہر طرف سے انتہائی محتاط تھا۔ اس وقت وہ پلاسن میں اپنے آفس میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ سامنے میز پر ٹرانسمیٹر موجود تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ کرنل ٹھاکر چیف آف ایم آئی کالنگ۔ اوور"۔ ٹرانسمیٹر سے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل ٹھاکر کی آواز سنائی دی تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی یہ بات نہ تھی کہ کرنل ٹھاکر بھی اسے یہاں کال کر سکتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔

"یس شاگل اٹنڈنگ یو۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس۔ اوور"...... شاگل نے بھی باقاعدہ اپنا پورا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"مسٹر شاگل مجھے اطلاع ملی ہے کہ ایک جیپ جس میں کافرستان کے سپیشل کمانڈوز سوار ہیں ناگ ہم کے علاقے سے نوگاشی کی طرف جا رہے ہیں۔ میں نے راسولی چیک پوسٹ کے انچارج کیپٹن مہیش کو حکم دیا کہ وہ اس جیپ کو اس وقت تک روکے جب تک میرا نائب کیپٹن کرشن راؤ انہیں خود چیک کر کے کلیئر نہ کر دے۔ پھر میں نے کیپٹن کرشن راؤ کو ہیلی کاپٹر پر وہاں بھجوا دیا۔ جب کافی دیر کے باوجود کیپٹن کرشن راؤ کی طرف سے کوئی کال نہ آئی تو میں

نے چیک پوسٹ راسولی کے انچارج کو کال کرنے کی کوشش کی لیکن وہاں بھی کال اٹنڈ نہ کی جا رہی تھی۔ میں نے ہیلی کاپٹر میں نصب ٹرانسمیٹر پر کال کی تو کال کیپٹن کرشن راؤ نے اٹنڈ کی۔ اس نے بتایا کہ وہ جب وہاں پہنچا تو چیک پوسٹ کا تمام عملہ ہلاک ہو چکا تھا۔ جیپ بھی غائب تھی۔ وہ اب انہیں تلاش کر رہا ہے۔ میں مطمئن ہو گیا۔ پھر کافی دیر بعد اچانک مجھے میرے آدمیوں کی طرف سے اطلاع ملی کہ ایم آئی کا ہیلی کاپٹر پلاسن کی طرف جاتا ہوا دیکھا گیا ہے۔ یہ وہی ہیلی کاپٹر ہے جسے کیپٹن کرشن راؤ اڑا رہا تھا۔ میں یہ سن کر بے حد حیران ہوا۔ میں نے اسے دوبارہ کال کیا اور اس سے پوچھا کہ وہ پلاسن کی طرف کیوں جا رہا ہے تو اس نے بتایا کہ اسے اطلاع ملی ہے کہ وہ کمانڈوز نوگاشی اڈے سے ایک ہیلی کاپٹر اڑا کر پلاسن جا رہے ہیں۔ وہ ان کے پیچھے جا رہا ہے۔ میں نے جب اسے واپس آنے کا کہا تو اس نے انکار کر دیا جس پر مجھے شک پڑ گیا۔ میں نے جب اسے سختی سے ڈانٹ کر کہا تو اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور اب وہ کال کا جواب نہیں دے رہا۔ مجھے معلوم ہے کہ پلاسن میں آپ موجود ہیں اس لئے میں آپ کو کال کر رہا ہوں کہ جیسے ہی کیپٹن کرشن راؤ وہاں پہنچے آپ کو میری طرف سے اختیار ہے کہ اسے گرفتار کر لیں۔ میں اس کا کورٹ مارشل کراؤں گا آپ اس کو گرفتار کر کے مجھے اطلاع دیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے کرنل ٹھاکر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

"آپ کے ہیلی کاپٹر کا نمبر اور نشانی کیا ہے۔ اوور"...... شاگل نے تیز لہجے میں پوچھا کیونکہ اس کے ذہن میں فوراً یہ بات سٹرائیک ہوئی تھی کہ لامحالہ ہیلی کاپٹر پر عمران اور اس کے ساتھی ہی قابض ہوں گے۔ اس کیپٹن کو انہوں نے ہلاک کر دیا ہو گا اور اب اس ہیلی کاپٹر پر وہ پلاسن آ رہے ہوں گے اور لازماً کرنل ٹھاکر سے بات کرنے والا اس کا ماتحت نہیں ہو گا بلکہ عمران خود ہو گا۔

"اس پر ایم آئی کے بڑے بڑے الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ نمبر کا مجھے علم نہیں ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ہیلی کاپٹر ٹرانسمیٹر کی فریکونسی کیا ہے۔ اوور"...... شاگل نے پوچھا تو دوسری طرف سے فریکونسی بتا دی گئی۔

"آپ بے فکر ہو جائیں میں سب ٹھیک کر لوں گا۔ اوور اینڈ آل"۔ شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ شاگل کالنگ۔ اوور"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس۔ ایئر کمانڈر سورن سنگھ اٹنڈنگ یو سر۔ اوور"...... اڈے کے انچارج ایئر کمانڈر سورن سنگھ کی طرف سے جواب دیا گیا۔

"کمانڈر سورن سنگھ۔ ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس کا ایک ہیلی کاپٹر جس پر ملٹری انٹیلی جنس کے بڑے بڑے الفاظ لکھے ہوئے ہیں پلاسن کی طرف آ رہا ہے جسے کیپٹن کرشن راؤ چلا رہا ہے لیکن مجھے خدشہ ہے کہ اس میں پاکیشیا کے سیکرٹ ایجنٹ ہیں اس لئے کیا تم فضا میں ہی چیک کر کے مجھے بتا سکتے ہو کہ اس میں کتنے افراد سوار ہیں۔ شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ اگر وہ ہماری رینج میں پہنچا تو ہمارے پاس ایسی مشینری موجود ہے جس سے اسے فضا میں ہی چیک کیا جا سکے گا۔ اوور"...... سورن سنگھ نے جواب دیا۔

"اوکے۔ پھر بطور چیف آف سیکرٹ سروس میرا آرڈر سنو۔ اگر تو اس میں ایک آدمی سوار ہو تو پھر اس ہیلی کاپٹر کو پلاسن شہر سے باہر اتار لینا اور مجھے رپورٹ دینا اور اگر اس میں ایک سے زائد افراد سوار ہوں تو پھر بغیر کسی نوٹس کے اسے فضا میں ہی میزائل مار کر تباہ کر دینا۔ اوور"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن سر۔ یہ ملٹری انٹیلی جنس کا ہیلی کاپٹر ہے۔ اوور"...... ایئر کمانڈر سورن سنگھ نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"اوہ۔ یو نانسنس۔ جب میں بطور چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس تمہیں احکامات دے رہا ہوں تو پھر۔ اور دوسری بات یہ کہ کیا تمہیں حکومت کی طرف سے یہ حکم نہیں ملا کہ ایم ڈی تھری ہیلی کاپٹر کو تم نے بغیر کسی نوٹس کے تباہ کرنا ہے۔ کیا وہ کم مالیت کا ہیلی کاپٹر ہے یا وہ حکومت کا نہیں ہے۔ نانسنس۔ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی موت کی خاطر حکومت کافرستان ایک تو کیا ایک ہزار ہیلی کاپٹر تباہ کرانے کے لئے بھی تیار ہو جائے گی۔ اوور"...... شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جیسے ہی یہ ہیلی کاپٹر چیک ہو مجھے تم نے فوری رپورٹ دینی ہے۔ اوور" شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اس پر ایک اور فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ شاگل کالنگ۔ اوور"...... اس نے فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ موتی رام اٹنڈنگ یو سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے اس کے نئے اسسٹنٹ موتی رام کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"موتی رام۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے ملٹری انٹیلی جنس کے ایک ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر لیا ہے اور وہ اب پلاسن کی طرف آ رہے ہیں۔ میں نے میزائل اڈے کے ایئر کمانڈر سورن سنگھ کو حکم دے دیا ہے کہ وہ اس ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی چیک کرے۔ اگر اس میں عمران اور اس کے ساتھی موجود ہوں تو اس ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی تباہ کر دیا جائے۔ تم ایسا کرو کہ اپنے تمام ساتھیوں کو الرٹ کر دو۔ جہاں بھی اس ہیلی کاپٹر کے خلاف جو بھی کارروائی ہو مجھے فوراً رپورٹ دی جائے۔ اوور"...... شاگل نے کہا۔

"یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی باس۔ اوور"...... موتی رام نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"...... شاگل نے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

ملٹری انٹیلی جنس کا تیز رفتار ہیلی کاپٹر پہاڑیوں کے درمیان اڑتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پائلٹ سیٹ پر خود عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹوں پر باقی ساتھی موجود تھے۔ ان کے چیک پوسٹ سے اڑنے کے کچھ دیر بعد ہی ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل ٹھاکر کی کال آ گئی تھی۔ عمران نے اسے کیپٹن کرشن راؤ کے لہجے اور آواز میں مطمئن کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ جب بضد ہو گیا کہ ہیلی کاپٹر واپس ہیڈ کوارٹر چتالی لایا جائے تو عمران نے نہ صرف ٹرانسمیٹر آف کر دیا تھا بلکہ اسے لاک بھی کر دیا تھا۔

"عمران صاحب اس کرنل ٹھاکر کو یقیناً ہم پر شک گزرے گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہم پر حملہ کروا دے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ اس ہیلی کاپٹر میں ایمرجنسی پیراشوٹ موجود ہیں۔ سب لوگ یہ پیراشوٹ باندھ لیں۔ اسلحہ وغیرہ بھی ایڈجسٹ کر لیں

کیونکہ کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ہیلی کاپٹر کے آخر میں بنے ہوئے ایک مخصوص خانے میں واقعی سات آٹھ جدید ساخت کے پیراشوٹ موجود تھے۔ ان سب نے جب پیراشوٹ باندھ لئے تو عمران نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں معلق کیا اور پھر خود بھی اس نے پیراشوٹ باندھ لیا۔ اس کے بعد اس نے ایک بار پھر ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھانا شروع کر دیا۔

"کیا آپ واقعی رابندر ٹو ایئر بیس کی بجائے پلاسن جا رہے ہیں"۔ کچھ دیر بعد صفدر نے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے مختصر سا جواب دیا۔

"بغیر ایم ڈی تھری ہیلی کاپٹر کے ہم وہاں جا کر کیا کریں گے"۔ صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو آپ اس بار بغیر اس خصوصی ہیلی کاپٹر کے پلاسن اڈا تباہ کرنا چاہتے ہیں لیکن کیسے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہاں شاگل موجود ہے اور وہ کم از کم مجھ سے زیادہ عقلمند ہے اس لئے اس سے مشورہ لوں گا"...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"بہرحال آپ کے ذہن میں لازماً کوئی پلان تو ہو گا وہ بتائیں"۔

صفدر نے کہا۔

"رابندر نو ایئر بیس پر جانا خودکشی کرنے کے مترادف ہے۔ وہ ایک وسیع و عریض اڈا ہے اور وہاں نہ صرف ریڈ الرٹ کر دیا گیا ہے بلکہ ان ہیلی کاپٹروں کو گراؤنڈ کر کے کیموفلاج بھی کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ پلاسن میں موجود میزائلوں کے اڈے کے انچارج کو بھی حکم دے دیا گیا ہے کہ جیسے ہی ان کی رینج میں کوئی ایم وی تھری ہیلی کاپٹر پہنچے وہ بغیر کسی نوٹس کے اسے فضا میں ہی تباہ کر دیں۔ اس کے بعد سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار نہیں رہ گیا کہ مومن لب بغیر تیغ کے ہی لڑے"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن پھر اس اڈے کو تباہ کیسے کیا جائے گا۔ جب وہاں تک پہنچا ہی نہیں جا سکتا"...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہاں پہنچ کر اس بارے میں کچھ سوچیں گے۔ پہلے سوچنا شروع کر دیا تو تنویر ناراض ہو جائے گا"...... عمران نے جواب دیا تو ایک بار پھر سب مسکرا دیئے۔

"سوچنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہاں سے کوہ پیمائی کا سامان مل جائے گا۔ آخر ماؤنٹ ایورسٹ پر تو اس سے بھی زیادہ سردی ہوتی ہو گی۔ وہاں پر بھی تو ٹیمیں جاتی رہتی ہیں"...... تنویر نے جواب دیا تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ۔ واقعی تنویر نے بڑی اچھی بات کی ہے۔ ویری گڈ"۔ عمران نے کہا تو تنویر کا چہرہ یکلخت چمک اٹھا۔

"لیکن اگر کوہ پیما وہاں تک جا سکتا تو پھر کافرستان کو اس قدر مہنگے ایم وی تھری ہیلی کاپٹر لینے کی کیا ضرورت تھی"...... صفدر نے کہا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ اب اس اڈے تک جانے کے لئے وہ ہر بار کوہ پیمائی کرتے رہیں۔ یہ بات تو ہمیں سوٹ کرتی ہے انہیں نہیں"...... تنویر کی بجائے عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب واقعی تنویر کی بات سمجھ میں آ رہی ہے لیکن کیا پلاسن جیسے قصبے میں کوہ پیمائی کا جدید ترین اور مکمل سامان مل جائے گا"۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ وہاں نہیں ملے گا۔ ہمیں راج نگر جانا ہو گا۔ ٹھیک ہے۔ اب پہلے راج نگر جائیں گے اور وہاں سے سامان خرید کر پھر پلاسن کا رخ کریں گے"...... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ٹرانسمیٹر کا بلب سپارک کرنے لگ گیا کیونکہ عمران نے کال لاک کر رکھی تھی اس لئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ صرف بلب سپارک کر رہا تھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر لاک آف کیا تو ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ پلاسن ایئر فورس بیس سے ایئر کمانڈر سورن سنگھ نگ۔ اوور"...... ایک تیز آواز سنائی دینے لگی تو عمران اور اس کے

ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"یس۔ کیپٹن کرشن راؤ فرام ایم آئی اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ عمران نے کرشن راؤ کے لہجے اور آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن کیا آپ کا ہیلی کاپٹر پلاسن پہنچ رہا ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"نہیں۔ میں سوگالی جا رہا ہوں۔ ایم آئی کے ایک انتہائی اہم کام سے۔ اوور"۔۔۔ عمران نے سورن سنگھ کا لہجہ سنتے ہی بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ ہیلی کاپٹر میں اکیلے ہیں یا آپ کے اور ساتھی بھی ہیں۔ اوور"۔۔۔۔۔ سورن سنگھ نے ایک بار پھر پراسرار سے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں اکیلا ہوں۔ کیوں۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"کیا آپ درست کہہ رہے ہیں۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ سورن سنگھ نے کہا۔

"تو کیا تمہارا خیال ہے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ اوور"۔ عمران نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ ناراض نہ ہوں جناب۔ اگر آپ پلاسن رینج میں آجاتے تو ہم خود چیک کر لیتے لیکن مجھے کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل نے خصوصی ہدایات دی ہیں کہ آپ کے ہیلی کاپٹر کو چیک کیا جائے لیکن ابھی آپ رینج سے بہت دور ہیں اس لئے میں نے سوچا ک آپ سے خود ہی پوچھ لوں۔ آخر آپ ذمہ دار آفیسر ہیں۔ اوور"۔ سورن سنگھ نے معذرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران کی پیشانی پر شکنیں سی ابھر آئیں۔

"انہیں میرے بارے میں پوچھنے کی کیا ضرورت پڑ گئی۔ بہرحال میں سوگالی جا رہا ہوں پلاسن میں میرا کوئی کام نہیں ہے۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"یہ تو انہیں ہی معلوم ہوگا کہ وہ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ ویسے انہوں نے تو حکم دیا تھا کہ جب آپ پلاسن رینج میں پہنچیں تو مشینری کے ذریعے آپ کو چیک کیا جائے۔ اگر آپ اکیلے ہیں تو آپ کے ہیلی کاپٹر کو زبردستی اتار لیا جائے اور اگر آپ اکیلے نہیں ہیں تو پھر آپ کے ہیلی کاپٹر کو فضا میں کریش کر دیا جائے۔ گو میں نے اس پر احتجاج کیا تھا لیکن وہ اپنے حکم پر بضد تھے اور چونکہ وہ سیکرٹ سروس کے چیف ہیں اس لئے ان کے حکم کی تعمیل بھی ہم پر فرض ہے۔ بہرحال یہ اچھا ہے کہ آپ پلاسن نہیں آرہے۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمارے اس ہیلی کاپٹر کے بارے میں اطلاع وہاں پہنچ چکی ہے"۔۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ میرا خیال ہے کہ کرنل ٹھاکر نے شاگل کو اس بارے میں بتایا ہوگا اور شاگل ظاہر ہے ہمارے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"تو پھر اب آپ کا کیا پلان ہے"...... صفدر نے کہا۔

"اب ہمیں پلاسن کے ایئر فورس کے میزائل اڈے پر قبضہ کرنا ہو گا"...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ آپ تو راج نگر جا رہے ہیں تاکہ وہاں سے کوہ پیمائی کا سامان خرید کر پھر واپس پلاسن آیا جائے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کال سے پہلے میرا ارادہ یہی تھا لیکن اب میں اس لئے ارادہ بدل دیا ہے کہ راج نگر پلاسن سے کافی فاصلے پر ہے اور اس دوران لامحالہ اس چیک پوسٹ پر موجود لاشیں سامنے آجائیں گی اور ان میں کرشن راؤ کی لاش بھی شامل ہو گی۔ اس طرح ہو سکتا ہے کہ ہمیں راج نگر تک بھی نہ پہنچنے دیا جائے اور کسی بھی نزدیکی ایئر فورس سنٹر سے ہمیں فضا میں ہی ختم کر دیا جائے"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن بغیر ایم وی تھری ہیلی کاپٹر کے ہم یہاں کیا کریں گے"۔ جولیا نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس اڈے پر قبضہ کر لیا جائے تو ہم بہتر پوزیشن میں ہوں گے۔ ہو سکتا ہے کہ پلاسن کے اس اڈے کی تباہی کے لئے وہاں کوئی طاقتور میزائل موجود ہو اور اب جبکہ وہ مطمئن ہوں گے کہ ہم سوگالی جا رہے ہیں تو اب نگرانی اتنی سخت نہ ہو گی"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن جیسے ہی ہم پلاسن کی مخصوص رینج میں داخل ہوں گے وہ

ہم پر میزائل فائر کر دیں گے اور اگر نہ بھی کریں تب بھی ہم ان کی نظروں میں رہیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"ہم پلاسن سے پہلے کسی مناسب جگہ پر لینڈ کر جائیں گے"۔ عمران نے کہا اور اس بار سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران ہیلی کاپٹر کو مسلسل اڑائے لئے چلا جا رہا تھا کہ اچانک ایک بار پھر ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی تو عمران نے ہیلی کاپٹر کی رفتار یکلخت آہستہ کی اور اسے غوطہ دے کر نیچے ایک کھلی جگہ پر اتارنا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر بعد اس نے ایک بڑی سی مسطح چٹان پر ہیلی کاپٹر اتار دیا۔ کال مسلسل آ رہی تھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ایئر کمانڈر سورن سنگھ کالنگ۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی سورن سنگھ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس کا انداز ایسا ہو رہا تھا جیسے وہ دشمنوں سے بات کر رہا ہو۔

"یس۔ کیپٹن کرشن راؤ اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... عمران نے ایک بار پھر کرشن راؤ کی آواز اور لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کرشن راؤ نہیں ہو۔ تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ میں نے چیک کر لیا ہے تمہارے ہیلی کاپٹر میں ایک عورت اور چار مرد سوار ہیں اور اب تم لینڈ کر گئے ہو۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ ہم تمہارا ہیلی کاپٹر تباہ کر دیں گے اور اس وقت تم جس جگہ لینڈ کر چکے ہو یہ جگہ بھی ہمارے ٹارگٹ میں ہے۔

فوری طور پر اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"اگر ہم اپنے آپ کو تمہارے حوالے کر دیں تو تم ہمارے ساتھ کیا سلوک کرو گے۔ اوور"...... عمران نے اس بار بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جو قانونی سلوک ہے وہی کیا جائے گا کیونکہ اس طرح تمہیں کچھ عرصہ زندہ رہنے کا موقع بھی مل جائے گا ورنہ اس وقت اگر ہم چاہیں تو ایک بٹن دبا کر تم سب کو ہلاک کر دیں۔ بولو۔ اوور"۔ سورن سنگھ نے اسی طرح چیختے ہوئے بلکہ کسی حد تک فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ ہم اپنے آپ کو تمہارے حوالے کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن ایک شرط پر کہ تم سیکرٹ سروس کے چیف کو اطلاع دینے کی بجائے ہمیں حکومت کے حوالے کر دو کیونکہ اس سے ہماری ذاتی دشمنی ہے۔ وہ ہمیں ویسے ہی ہلاک کرا دے گا۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے خلاف قانونی کارروائی ہو گی۔ اوور"...... سورن سنگھ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے اسے پاکیشیائی ایجنٹوں کی گرفتاری کا کریڈٹ بھی مل رہا تھا۔

"ہم براہ راست تمہارے اڈے میں ہیلی کاپٹر اتار کر اپنے آپ کو تمہارے حوالے کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہماری رہنمائی کرو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ تمہیں اڈے سے باہر ہیلی کاپٹر اتارنا ہو گا۔ اڈے میں ہیلی کاپٹر نہیں اتارا جا سکتا۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پھر ہم نہیں سے اتر کر غائب ہو جائیں گے اور تم کیا کر لو گے۔ اب انسانوں پر تو تم میزائل فائر کرنے سے رہے۔ ہم صرف اس لئے اڈے میں اترنا چاہتے ہیں کہ شاگل کے آدمیوں سے بچ جائیں۔ اوور"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس طرح اڈے کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ اوور"۔ سورن سنگھ نے متذبذب سے لہجے میں کہا۔

"ہمارے پاس کسی قسم کا کوئی اسلحہ نہیں ہے۔ پھر وہاں تمہارے اڈے کی سیکورٹی ہو گی۔ اسلحہ ہو گا ہم نے وہاں کچھ کر کے خودکشی تو نہیں کرنی۔ اوور"...... عمران نے اس کی ہچکچاہٹ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ آ جاؤ۔ اوور"...... سورن سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باقاعدہ اپنے اڈے کے بارے میں تفصیلات بتا کر اوور کہتے ہوئے بات ختم کر دی۔

"دیکھ لو۔ میں تمہارے وعدے پر اعتبار کر رہا ہوں۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ تمہارے ساتھ قطعاً قانونی سلوک ہو گا۔ اوور"...... سورن سنگھ نے کہا۔

اوکے۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اپنا اسلحہ سنبھال لو اور پیراشوٹ اتار دو۔ اس سے پہلے کہ شاگل تک ہمارے بارے میں اطلاع پہنچے ہم نے اس اڈے پر قبضہ کرنا ہے"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

شاگل اپنے آفس میں موجود تھا کہ سامنے موجود ٹرانسمیٹر پر کال آنا شروع ہو گئی تو شاگل نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو رام لال کالنگ باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے یک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ شاگل اٹنڈنگ یو۔ کیا بات ہے۔ اوور"...... شاگل نے نک کر کہا۔

"باس۔ ایئر کمانڈر سورن سنگھ نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو میزائل ے پر اترنے کی اجازت دے دی ہے۔ اوور"...... دوسری طرف ے کہا گیا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کو اڈے اترنے کی اجازت کا کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو۔ اوور"۔ شاگل حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"باس۔ ایک ہیلی کاپٹر پلاسن کی آف رینج میں چیک ہوا تو ایئر کمانڈر سورن سنگھ نے اس کے پائلٹ سے ٹرانسمیر پر رابطہ کیا تو دوسری طرف سے بتایا گیا کہ وہ ملٹری انٹیلی جنس کا کیپٹن کرشن راؤ ہے اور وہ ہیلی کاپٹر پر سوگالی جا رہا ہے جس پر سورن سنگھ مطمئن ہو گیا لیکن پھر یہ ہیلی کاپٹر پلاسن کی حدود میں داخل ہو گیا اور ایک چٹان پر اتر گیا تو سورن سنگھ نے دوبارہ رابطہ کیا۔ خصوصی مشین پر وہ چیک کر چکا تھا کہ ہیلی کاپٹر میں ایک عورت اور چار مرد سوار ہیں۔ اس نے جب یہ بات ان سے کی تو انہوں نے اعتراف کر لیا کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں اور پھر انہوں نے ایئر کمانڈر سورن سنگھ کو کہا کہ وہ اپنے آپ کو اس کے حوالے کرنے کے لئے تیار ہیں جس پر ایئر کمانڈر نے انہیں ہیلی کاپٹر سمیت اڈے پر اترنے کی اجازت دے دی۔ اوور"...... رام لال نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ ایسے احمقوں کو کون اڈے کا انچارج بنا دیتا ہے۔ سنو رام لال۔ یہ انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ یہ لاز اس اڈے پر قبضہ کر لیں گے۔ کیا تم انہیں ہلاک کر سکتے ہو اوور"...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"نو سر۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ میں نے اپنی ڈیوٹی مواصلاتی شعبے میں لگوائی ہوئی ہے۔ میں تو فیلڈ میں کام ہی نہیں کر سکتا اور پھ میں یہاں اکیلا ہوں جبکہ اڈے کی سکیورٹی ایئر کمانڈر کے تحت ہے

اوور"...... رام لال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ وہ لوگ پہنچ تو نہیں گئے۔ کتنی دیر ہے ان کے پہنچنے میں۔ اوور"...... شاگل نے انتہائی جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ ہیلی کاپٹر پر ہیں اور بس پہنچنے ہی والے ہوں گے۔ اوور"۔ وسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ میں خود ہی کوئی بندوبست کرتا ہوں۔ تم نے حالات ے مجھے آگاہ کرتے رہنا ہے۔ اوور اینڈ آل"...... شاگل نے کہا اور س کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اس پر تیزی سے ریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی اور پھر بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ چیف آف سیکرٹ سروس شاگل کالنگ۔ ایئر کمانڈر ورن سنگھ۔ اوور"...... شاگل نے بٹن آن کرتے ہی بار بار کال یتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے انتہا بے چینی نمایاں تھی۔

"یس ایئر کمانڈر سورن سنگھ اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں ہی سورن سنگھ کی آواز سنائی دی۔

"سورن سنگھ تم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو اڈے پر اترنے کی رت کیوں دی ہے۔ ان کا ہیلی کاپٹر فضا میں ہی تباہ کر دو نس۔ وہ دنیا کے انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ اوور"۔ ں نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"سر۔ میں اڈے کا انچارج ہوں اس لئے جو کچھ کروں گا اڈے کی

بہتری کے لئے کروں گا اور انہیں گرفتار کر کے حکومت کے حوالے کرنا چاہتا ہوں۔ وہ جو کچھ بھی ہیں یہاں اڈے میں وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ یہاں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات موجود ہیں اور ہم انہیں آسانی سے گرفتار کر لیں گے۔ آپ بے فکر رہیں۔ اوور"۔ سورن سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یو نانسنس۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ ویسے ہی بھاگے چلے آئیں گے۔ تمہارے حفاظتی انتظامات ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ تم ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی کریش کرا دو فوراً جلدی ورنہ میں تمہارا کورٹ مارشل کرا دوں گا۔ اوور"...... شاگل نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری سر۔ ہیلی کاپٹر لینڈ کر رہا ہے اور میں نے اپنا کام کرنا ہے۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل کا دل چاہا کہ وہ ٹرانسمیٹر اٹھا کر اپنے سر پر مار لے۔ اسے سو فیصد یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی سورن سنگھ جیسے احمق اور اس کے آدمیوں کے بس کا روگ نہیں ہیں۔ چ لمحے وہ ہونٹ بھینچے بیٹھا رہا۔ پھر یکلخت اس نے جلدی سے ایک با پھر ٹرانسمیٹر پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو شاگل کالنگ۔ اوور"...... شاگل نے تیز لہجے میں با بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ موتی رام اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بع

دوسری طرف سے اس کے نئے اسسٹنٹ موتی رام کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"موتی رام۔ پلاسن میں تمہارے جتنے بھی آدمی ہیں ان سب کو کٹھا کر کے ایئر فورس میزائل اڈے کے گرد پھیلا دو۔ پاکیشیائی ایجنٹ ایئر کمانڈر سورن سنگھ کو چکر دے کر اڈے پر اتر گئے ہیں اور انہوں نے اس اڈے پر قابض ہو جانا ہے۔ وہ احمق سورن سنگھ کو علم ہی نہیں ہے کہ یہ لوگ کس قدر خطرناک ہیں۔ اوور"۔ شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ لیکن کیا ہم نے اڈے پر ریڈ کرنا ہے۔ اوور"۔ موتی رام نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"اوہ نہیں۔ اس طرح نہیں۔ وہ بہتر پوزیشن میں ہوں گے اور پھر وہ انتہائی خطرناک میزائل اڈے پر قابض ہوں گے۔ ہمیں فوج مدد حاصل کرنا پڑے گی۔ بہرحال تم فوراً سب کو اکٹھا کر کے اں پھیلا دو البتہ اگر وہ اڈے سے نیچے آئیں تو تم نے فائر کھول دینا ہے ورنہ نہیں۔ اوور"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوور اینڈ آل"...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نسمیٹر آف کر دیا۔ اب وہ ذہنی طور پر اس تذبذب کا شکار ہو رہا تھا کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ ایک خیال تو اسے آتا تھا کہ وہ صدر ت کو کال کر کے ساری صورت حال انہیں بتا دے لیکن پھ

اسے خیال آجاتا کہ اس طرح کریڈٹ سیکرٹ سروس کو نہیں ملے گا لیکن میزائل اڈے پر ریڈ کرنے سے بھی وہ ہچکچا رہا تھا کیونکہ وہ یہ بات اچھی طرح سمجھتا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے ایک لمحے میں اسے اور اس کے آدمیوں کو بھون دینا ہے۔ وہ کافی دیر بیٹھا سوچتا رہا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس میزائل اڈے پر قبضہ کر کے کیا کریں گے کیونکہ پلاسن مواصلاتی اڈ جہاں وہ مشین تھی وہاں تک تو صرف ایم وی تھری ہیلی کاپٹر ہی سکتا ہے اور اس خیال کے ساتھ ہی وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اسے فوراً یہ خیال آیا تھا کہ یقیناً سیکرٹ سروس کے دو گروپ کام کر رہے ہوں گے۔ چونکہ ایم وی تھری ہیلی کاپٹر کے بارے میں اس اڈے حکم دیا گیا تھا کہ اسے فضا میں ہی کریش کر دیا جائے اس سیکرٹ سروس کے ایک گروپ نے اس اڈے پر قبضہ کر لینا ہے دوسرے گروپ نے رابندر نو ایئر بیس سے ایم وی تھری ہیلی کا حاصل کر کے یہاں پہنچ جانا ہے اور چونکہ میزائل اڈے سے اسے نہیں کیا جائے گا اس لئے وہ آسانی سے اصل اڈے کو تباہ کر کے جائیں گے اور اس خیال کے آتے ہی شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔ نے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھا کر تیزی سے ایک بار پھر فریکو ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

ہیلو ہیلو۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل کا اوور"...... ٹرانسمیٹر آن کر کے شاگل نے بار بار کال دیتے ہوئے

"یس۔ رابندر نو ایئر بیس کنٹرول ٹاور۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔

"ایئر بیس کمانڈر سے بات کراؤ۔ فوراً۔ کون ہے ایئر بیس کمانڈر۔ اوور"...... شاگل نے بارعب لہجے میں کہا۔

"ایئر بیس کمانڈر ڈپٹی ایئر مارشل شرما ہیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان سے بات کراؤ۔ جلدی۔ اوور"...... شاگل نے کہا۔

"ہیلو ڈپٹی ایئر مارشل شرما کمانڈر رابندر نو ایئر بیس بول رہا ہوں۔ اوور"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں۔ اوور"۔ جواب میں شاگل نے بھی اس سے زیادہ بھاری لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ فرمایئے کیسے کال کی ہے۔ اوور"...... اس بار شرما کا لہجہ قدرے نرم اور مؤدبانہ ہو گیا تھا اور شاگل کے چہرے پر مسرت بھری فاتحانہ چمک ابھر آئی تھی۔

"مسٹر شرما۔ رابندر نو ایئر بیس پر پاکیشیائی ایجنٹوں کے حملے کا طرہ تھا۔ کوئی مشکوک بات تو نہیں ہوئی۔ اوور"...... شاگل نے ہا۔

"نہیں جناب۔ یہاں تو فل ریڈ الرٹ ہے۔ اوور"...... شرما نے اب دیتے ہوئے کہا۔

"ایم وی تھری ہیلی کاپٹروں کی کیا پوزیشن ہے۔ انہوں نے یہ ہیلی کاپٹر حاصل کرنا ہے۔ اوور"...... شاگل نے کہا۔

"وہ مکمل طور پر محفوظ ہیں۔ انہیں نہ صرف گراؤنڈ کر دیا گیا ہے بلکہ انہیں کیمو فلاج بھی کر دیا گیا ہے اور اس کے باوجود بھی ان کی انتہائی سخت حفاظت کی جا رہی ہے۔ اوور"...... شرما نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"حکومت نے یہاں پلاسن میں واقع میزائل اڈے کو حکم دے رکھا ہے کہ اگر ایم وی تھری ہیلی کاپٹر اس رینج میں نظر آئے تو اسے فضا میں ہی میزائلوں سے اڑا دیا جائے۔ مجھے اچانک خیال آ گیا کہ کہیں یہ ایجنٹ ہیلی کاپٹر حاصل نہ کر چکے ہوں اس لئے میں نے کال کی ہے۔ اوور"...... شاگل نے گول مول سی بات کرتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہاں سب او کے ہے اور یہاں سے وہ کسی صورت بھی کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ اوور"...... دوسری طرف سے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا گیا۔

"او کے۔ اوور اینڈ آل"...... شاگل نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا لیکن پھر اس نے چونک کر ایک بار پھر ٹرانسمیٹر پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ وہ اب موجوہ حالات معلوم کرنے کے لئے رام لال سے بات کرنا چاہتا تھا۔

"ہیلو ہیلو شاگل کالنگ۔ اوور"...... شاگل نے بٹن آن کر کے بار بار کال دیتے ہوئے کہا لیکن کافی دیر تک جب دوسری طرف سے

ل اٹنڈ نہ کی گئی تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے ایک بار پھر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"یس۔ ایئر کمانڈر سورن سنگھ اٹنڈنگ۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر سے سورن سنگھ کی آواز سنائی دی۔

"سورن سنگھ کیا پوزیشن ہے۔ ہیلی کاپٹر تمہارے اڈے میں لینڈ کر گیا تھا۔ پھر کیا ہوا۔ اوور"...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیائی ایجنٹوں نے اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دیا ہے اور ہم نے انہیں گرفتار کر کے سپیشل روم میں بند کر دیا ہے اور میں اب حکومت کو کال کرنے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آ گئی۔ اوور"۔ سورن سنگھ نے جواب دیا۔

"کتنی تعداد ہے ان کی۔ اوور"...... شاگل نے پوچھا۔

"ایک عورت اور چار مرد۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم انہیں میرے حوالے کر دو۔ میں انہیں حکومت تک پہنچا دوں گا۔ اوور"...... شاگل نے ایک خیال کے تحت چونک کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ آ کر انہیں لے جائیں۔ آپ بھی بہرحال حکومت کے اعلیٰ ترین آفیسر ہیں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں اپنے آدمی بھیج دیتا ہوں۔ وہ انہیں اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ اوور"...... شاگل نے کہا۔

"نہیں۔ میں انہیں براہ راست آپ کے حوالے تو کر سکتا ہوں لیکن آپ کے آدمیوں کے حوالے نہیں کر سکتا۔ اوور"...... سورن سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تم سورن سنگھ کی بجائے عمران بول رہے ہو۔ لیکن سن لو کہ اس اڈے کو مکمل طور پر گھیرے میں لیا جا چکا ہے اور ابھی چند لمحوں بعد یہاں ہر طرف فوج پھیل جائے گی اور پھر تم سب کتوں کی موت مارے جاؤ گے۔ اوور"...... شاگل نے یکلخت غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ اچانک آپ کو کیا ہو جاتا ہے۔ ٹھیک ہے میں نے تو آپ سے نہیں کہا کہ آپ آکر انہیں لے جائیں۔ آپ نے خود ہی اس کی خواہش ظاہر کی تھی۔ میں اب انہیں آپ کے حوالے کروں گا بھی نہیں۔ اب میں خود براہ راست انہیں حکومت کے حوالے کروں گا۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا لیکن اسی لمحے کال آنا شروع ہو گئی اور شاگل نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو موتی رام کالنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے اس کے اسسٹنٹ موتی رام کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ شاگل اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس میں نے اس اڈے کو گھیر لیا ہے۔ آپ کے حکم کی تعمیل میں سر۔ اوور"...... موتی رام نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس وقت کتنے آدمی ہیں تمہارے پاس۔ اوور"...... شاگل نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"سر۔ دس آدمی ہیں مجھ سمیت۔ اوور"...... موتی رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے خیال رکھنا ہے کوئی آدمی اگر اڈے سے باہر آئے تو اسے بغیر کسی نوٹس کے اڑا دینا ہے اور پھر مجھے کال کرنا۔ اوور اینڈ آل"...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اسے سو فیصد یقین تھا کہ سورن سنگھ کی بجائے عمران سورن سنگھ کی آواز اور لہجے میں بول رہا تھا کیونکہ اڈے میں اس کا خصوصی آدمی رام لال بھی کال کا کوئی جواب نہ دے رہا تھا اور سورن سنگھ نے اسے اڈے میں آنے کی دعوت دے کر یہ ثابت کر دیا تھا کہ یہ اصل سورن سنگھ نہیں ہے لیکن اب وہ انتہائی پریشانی کے عالم میں یہ سوچ رہا تھا کہ اب اسے کیا اقدام کرنا چاہئے۔ کافی دیر تک سوچنے کے بعد آخر کار اس نے صدر مملکت کو رپورٹ دینے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر پر پریذیڈنٹ ہاؤس کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

میزائل اڈا زیادہ بڑا نہ تھا۔ اس میں دس کے قریب مسلح افراد تھے جن کا تعلق سکیورٹی سے تھا۔ باقی سب افراد ٹیکنیشن تھے اس لئے عمران اور اس کے ساتھیوں نے اس اڈے پر بڑی آسانی سے قبضہ کر لیا تھا اور سورن سنگھ سمیت وہاں موجود تمام افراد کا انہوں نے خاتمہ کر دیا تھا۔ اس دوران جب سورن سنگھ کے آفس میں ٹرانسمیٹر کال آئی تو عمران نے اسے اٹنڈ کیا اور دوسری طرف سے جب شاگل کی آواز سنائی دی تو عمران کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی۔ شاگل کو شاید سورن سنگھ پہلے ہی بتا چکا تھا کہ اس نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو گرفتار کر لیا ہے اس لئے جب شاگل نے پاکیشیائی ایجنٹوں کی گرفتاری کی بات کی تو عمران نے سورن سنگھ کی آواز میں اسے یہی بتایا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور جب شاگل نے انہیں اپنے تصرف میں لینے کی خواہش ظاہر کی تو عمران نے

اسے اڈے میں آنے کی دعوت دے دی لیکن شاگل نے ظاہر ہے کچی گولیاں نہیں کھیلی تھیں۔ اس نے فوراً ہی اعلان کر دیا کہ سورن سنگھ کی جگہ عمران بات کر رہا ہے لیکن عمران نے جان بوجھ کر پھر بھی اسے اپنی شناخت نہ بتائی اور کال آف کر دی۔

" عمران صاحب میں نے مکمل چیکنگ کر لی ہے۔ یہاں ایسا کوئی میزائل موجود نہیں ہے جو اس قدر اونچائی پر کام کر سکے۔ یہاں طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کو تباہ کرنے والے زمین سے فضا میں مار کرنے والے خصوصی میزائل موجود ہیں اور بس "...... کیپٹن شکیل نے آفس میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ کیپٹن شکیل چونکہ ایسے میزائلوں کے بارے میں کافی جانتا تھا اس لئے عمران نے اس کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ ان میزائلوں کو چیک کرے جبکہ باقی ساتھی اڈے کے بیرونی گیٹ پر پہرہ دے رہے تھے کیونکہ عمران کو خطرہ تھا کہ اچانک شاگل کے آدمی یا فوجی اڈے پر ریڈ نہ کر دیں۔

" پھر تو اس اڈے پر قبضہ کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ہم نے خواہ مخواہ دردسری مول لی "...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" تو کیا ہوا۔ ہیلی کاپٹر موجود ہے۔ اس اڈے کی مشینری کو ہم ناکارہ کر دیتے ہیں اور یہاں سے روانہ ہو جاتے ہیں۔ ہیلی کاپٹر کو خطرہ تو بہرحال اس اڈے سے ہی تھا۔ وہ تو نہیں رہے گا "۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" لیکن کہاں جائیں۔ اصل بات تو یہ ہے کہ ادھر شاگل کی کال

بھی آئی تھی۔ اس نے اندازہ لگا لیا ہے کہ ہم نے اڈے پر قبضہ کر رکھا ہے اور مجھے یقین ہے کہ باہر اس کے آدمی موجود ہوں گے اور کسی بھی لمحے ایس فورس اور فوج نے یہاں ریڈ کر دینا ہے اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارے پاس کوئی لائحہ عمل ہی نہیں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہے کہ ہم رابندر نو پر ریڈ کریں اور وہاں سے ایم دی تھری ہیلی کاپٹر حاصل کریں۔ اس کے علاوہ واقعی اٹھارہ ہزار فٹ کی بلندی تک ہم نہیں پہنچ سکتے اور اگر پہنچ بھی جائیں تو وہاں کی سردی ہمیں ایک لمحے میں ہلاک کر دے گی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اب جب تک کافرستان حکومت کو اس بات کا یقین نہ ہو جائے گا کہ ہم ہلاک ہو چکے ہیں تب تک رابندر نو ایئر بیس کو کسی صورت بھی اوپن نہیں کرے گی اور جب تک اوپن نہ ہو وہاں حملہ کرنا صریحاً خودکشی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اور اگر ہم نے کچھ نہ کیا تو وہ اس مشین کی میموری سے معلومات حاصل کر لیں گے اور پھر نہ صرف ہمارا مشن ہی ختم ہو جائے گا بلکہ وادی مشکبار کی پوری تحریک آزادی بھی کچل دی جائے گی"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں۔ یہاں بھی تو تحریک آزادی کا کوئی نہ کوئی خفیہ اڈا ہو گا۔ ہمیں ان سے رابطہ کرنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے وہ کوئی قابل عمل

حل بتا سکیں۔ وہ یقینی طور پر یہاں کے رہنے والے ہوں گے"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"لیکن ان سے آپ رابطہ کیسے کریں گے اور اپنی شناخت کیسے کرائیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اس کے انتظامات میں نے وہاں سے روانگی سے پہلے کر لئے تھے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر پر تیزی سے فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"کیا یہ کوئی جنرل فریکونسی ہے"...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ یہ پلاسن اور اس کے ارد گرد کی خصوصی فریکونسی ہے۔ چونکہ ہم نے مین آپریشن یہیں کرنا تھا اس لئے میں نے اسے خصوصی طور پر حاصل کر لیا تھا"...... عمران نے جواب دیا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہیلو ہیلو ریڈ مارک کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ بی ون اٹنڈنگ یو۔ سپیشل کوڈ پلیز۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔

"سپیشل کوڈ ریڈ لائٹ۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ آپ کہاں سے کال کر رہے ہیں۔ اوور"...... دوسری

طرف سے بولنے والے کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا۔

"ہم نے پلاسن کے میزائل اڈے پر قبضہ کر لیا ہے لیکن یہاں ہمارے مطلب کا ایسا کوئی ہتھیار نہیں ہے جس کے لئے ہم نے یہ کارروائی کی تھی اور کسی بھی لمحے یہاں ملٹری کے ریڈ کا خطرہ ہے۔ ہمارے پاس ہیلی کاپٹر ہے۔ ہم آپ لوگوں سے فوری طور پر ملنا چاہتے ہیں۔ آپ رہنمائی کریں لیکن جلدی۔ اوور"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ آپ ہیلی کاپٹر پر شمال کی طرف تقریباً بیس کلو میٹر کے فاصلے پر آئیں۔ آپ کے ہیلی کاپٹر کو ٹارگٹ لائٹ مل جائے گی لیکن ہیلی کاپٹر کی نشانی کیا ہو گی۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلی کاپٹر پر ایم آئی کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ آ جائیں ہم آپ کے منتظر ہیں۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیپٹن شکیل یہاں بم لگا دو اور ڈی چارجر ساتھ لے لو۔ جلدی کرو"...... عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد ان کا ہیلی کاپٹر فضا میں اٹھا اور عمران اسے براہ راست کافی بلندی پر لے گیا اور پھر اس نے اس کا رخ شمال کی طرف موڑ دیا۔

"کیپٹن شکیل ڈی چارجر تمہارے پاس ہے"...... عمران نے مڑ عقب میں بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل سے کہا۔

"جی ہاں"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"تو اڑا اڑا دو۔ کم از کم اتنی آتش بازی تو ہمارے استقبال کے ئے ہونی ہی چاہیئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن کیل نے جیب سے ڈی چارجر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔ ڈی رجر پر زرد رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی یپٹن شکیل نے دوسرا بٹن دبایا تو زرد رنگ کا بلب یکلخت سرخ گ میں تبدیل ہوا اور اس کے ساتھ ہی جھماکے سے بجھ گیا اور پھر د لمحوں بعد دور پہاڑیوں میں جیسے کوئی سویا ہوا آتش فشاں پھٹ ہو اور گڑگڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی آسمان پر واقعی آتش زی کی بارش ہوتی دکھائی دینے لگی۔

"یہ تو غلط کام ہوا ہے۔ قریب ہی آبادی ہے"...... جولیا نے ونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"فکر مت کرو مس جولیا یہ وہاں موجود روایتی اسلحہ کا سٹور پھٹا ہے۔ خوفناک میزائلوں کو میں نے پہلے ہی آف کر دیا تھا"۔ کیپٹن کیل نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ہیلی کاپٹر انتہائی تیز فتاری سے شمال کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اچانک نیچے سے وص لائٹ چمکی اور پھر بار بار چمکنے لگی۔ عمران نے ہیلی کاپٹر نیچے ارنا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد ایک مسطح چٹان پر اسے اتار لینے

میں کامیاب ہو گیا اور پھر وہ جیسے ہی نیچے اترے چار مسلح نقاب پوش ادھر ادھر کی چٹانوں سے باہر آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ عمران اور اس کے ساتھی اس سے پہلے ہی نیچے اتر چکے تھے۔

"سپیشل کوڈ"۔۔۔ ان میں سے ایک نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ریڈ لائٹ"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ۔ آئیں ہمارے ساتھ۔ میرا نام کامران ہے"...... اس نقاب پوش نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"اس ہیلی کاپٹر کا کیا کرنا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میرے آدمی اسے یہاں سے اڑا کر لے جائیں گے اور کہیں دور ج کر تباہ کر دیں گے۔ آئیں آپ"...... کامران نے کہا تو عمران اور اس کے ساتھی اس نقاب پوش کے پیچھے چلتے ہوئے چٹانوں کو پھلانگ ہوئے پہاڑی ڈھلوان پر نیچے اترتے چلے گئے۔

شاگل کی حالت اس وقت دیکھنے والی تھی۔ وہ کسی زخمی بھیڑیئے کی طرح پلاسن میں اپنے آفس میں ٹہل رہا تھا اور بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا۔ اس نے صدر مملکت کو ٹرانسمیٹر پر کال کیا تھا لیکن جواب میں اسے بتایا گیا کہ صدر مملکت اور پرائم منسٹر دونوں ایک اہم میٹنگ میں مصروف ہیں اور دو گھنٹے سے پہلے انہیں ڈسٹرب نہیں کیا جا سکتا اور شاگل کے لئے یہ دو گھنٹے گزارنے ایک عذاب سے کم نہ تھے کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے میزائل اڈے پر عمران اور اس کے ساتھی قابض تھے لیکن اس کے بعد کیا ہوتا ہے اس کا کوئی لائحہ عمل اس کے ذہن میں نہ تھا اس لئے وہ صدر مملکت کو کال کر کے ایئر فورس کی مدد لے کر اس اڈے پر ریڈ کرنا چاہتا تھا۔ ایک بار تو اسے خیال آیا کہ بحیثیت سیکرٹ سروس چیف وہ ایئر مارشل کو کال کر کے اسے احکام دے لیکن پھر اس نے اس لئے ارادہ بدل دیا تھا کہ میزائل اڈا

کافرستان کا انتہائی اہم اڈا ہے اور کسی نے اس کی بات پر یقین نہیں کرنا تھا کہ وہاں سے کال کا جواب دینے والا ایئر کمانڈر سورن سنگھ نہیں بلکہ عمران ہے جبکہ صدر چونکہ عمران کی ان غیر معمولی خصوصیات سے واقف تھے اس لئے وہ شاگل کی بات پر فوراً یقین کر لیتے لیکن ظاہر ہے اب وہ اتنا تو بااختیار نہیں تھا کہ صدر اور وزیراعظم کی اہم میٹنگ میں بھی مداخلت کر سکتا اس لئے وہ اس وقت تک کسی زخمی بھیڑیئے کی طرح کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ ویسے نجانے کیا بات تھی کہ اسے بار بار یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے عمران اور اس کے ساتھیوں نے میزائل اڈے پر قبضہ کر کے کوئی ایسا کام کیا ہے جو ان کے لئے انتہائی فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہو لیکن اس کا ذہن اس فائدے کا ادراک نہ کر پا رہا تھا اس لئے وہ مسلسل بڑبڑا رہا تھا، مٹھیاں بھینچ رہا تھا اور ٹہل رہا تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے کال آ شروع ہو گئی تو وہ تیزی سے پلٹا اور اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ موتی رام کالنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے موتی رام کی آواز سنائی دی۔

"یس شاگل اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

" باس۔ ملٹری انٹیلی جنس کا ہیلی کاپٹر اندر سے اڑ کر سیدھا اوپ بلندی پر جا رہا ہے [illegible] اب اس کا رخ مڑ گیا ہے اور وہ شمال ک طرف بڑھ رہا ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے موتی رام کی آو سنائی دی۔

" اوہ۔ اوہ۔ تو وہ نکل کر فرار ہو رہے ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ لیکن اب یا کیا جائے۔ سنو تم فوراً اپنے آدمیوں کو لے کر اڈے میں داخل ہو ؤ اور وہاں کی صورت حال سے مجھے آگاہ کرو۔ جلدی۔ فوراً۔ ور"...... شاگل نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" فوراً رپورٹ دینا۔ اوور اینڈ آل"...... شاگل نے کہا اور انسمیٹر آف کر دیا۔

"ہونہہ۔ تو یہ نکل کر جا رہے ہیں لیکن یہ کہاں جا سکتے ہیں"۔ اگل نے ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ مسلسل ٹہلنے لگا۔ ھی اسے ٹہلتے ہوئے کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ اچانک خوفناک ھماکوں اور گڑگڑاہٹ کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اسے ایک حے کے لئے یوں محسوس ہوا تھا کہ اچانک جیسے کوئی خوفناک آتش اں پھٹ پڑا [illegible] اور آفس کا کمرہ کسی پنڈولم کی طرح جھولنے لگا ہو ن یہ لرزش صرف چند لمحوں تک رہی البتہ دھماکے مسلسل ہو ے تھے۔ وہ بھاگتا ہوا آفس سے باہر نکل کر کھلے صحن میں آیا تو اس آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ دور پہاڑیوں درمیان آگ کے شعلے آسمان کی طرف بلند ہو رہے تھے اور یوں وس ہو رہا تھا جیسے آتش بازی کا مظاہرہ ہو رہا ہو۔

" یہ۔ یہ کیا ہوا۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ تو یقیناً میزائلوں کا اڈا تباہ کیا گیا اوہ۔ یہ کیا ہو گیا ہے"...... شاگل نے محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً

دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پیٹتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ تیزی
سے مڑ کر دوڑتا ہوا واپس کمرے میں داخل ہوا تو اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے
کال آنی شروع ہو گئی تو اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ موتی رام کالنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے
موتی رام کی دہشت بھری آواز سنائی دی۔

"یہ کیا ہوا ہے۔ جلدی بولو۔ کیا ہوا ہے۔ اوور"...... شاگل نے
حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"باس۔ میزائلوں کے اڈے کو تباہ کر دیا گیا ہے اور ہمار
ساتھی بھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ میں اڈے سے باہر تھا اور ایک پہاڑی
چٹان کی اوٹ کی وجہ سے بچ گیا ہوں باس۔ سارے ساتھی ہلاک ہو
گئے ہیں۔ وہ اندر تھے باس۔ اوور"...... موتی رام کی کانپتی ہوئی آو
سنائی دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ ویری بیڈ۔ تو ان کمینوں نے اڈے کو
تباہ کر دیا۔ بہرحال میں صدر صاحب سے بات کرتا ہوں۔ تم واپس
جاؤ۔ اوور اینڈ آل"...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر تیزی سے فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع
دی۔

"ہیلو ہیلو چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل کالنگ
اوور"...... شاگل نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ فرام دس اینڈ۔ اوور"

سری طرف سے جواب دیا گیا۔

"صدر صاحب سے بات کرائیں۔ اٹ از موسٹ ایمرجنسی۔
ور"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ ویٹس فار کال۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد صدر صاحب کی بھاری اور باوقار
از سنائی دی۔

"شاگل بول رہا ہوں جناب۔ آپ کو زحمت دینے کی معافی چاہتا
ں۔ میں پلاسن سے بول رہا ہوں۔ اوور"...... شاگل نے مؤدبانہ
میں کہنا شروع کیا اور پھر کرنل ٹھاکر کی کال آنے سے لے کر
ے کی تباہی کے اور اپنے آدمیوں کے مارے جانے تک اس نے
ری تفصیل بتا کر اوور کہا اور بات ختم کر دی۔

"ویری سیڈ۔ لیکن انہیں اس سے کیا فائدہ ہو گا۔ بغیر ایم وی
ری ہیلی کاپٹر کے وہ پلاسن اڈے تک تو کسی صورت پہنچ ہی نہیں
ے۔ پھر وہ یہ سب کچھ کیوں کرتے پھر رہے ہیں۔ اوور"...... صدر
احب نے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب۔ میرا خیال ہے کہ ناکامی کی
کھلاہٹ میں وہ اب اس قسم کی اوچھی حرکتوں پر اتر آئے ہیں۔
ر"۔ شاگل نے کہا۔

"ان کا ہیلی کاپٹر اب کہاں ہے۔ اوور"...... صدر نے کہا۔

"وہ تو شمال کی طرف گیا ہے اور شمال کی طرف تو کافرستان ہے

جناب۔ اوور"...... شاگل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ بہرحال وہاں رہیں اور اپنے دوسرے آدمی کال کر لیں۔ میں ایئر فورس کو حکم دیتا ہوں کہ وہ اس ہیلی کاپٹر کو ٹریس کر کے اسے فضا میں ہی تباہ کر دے۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر وہ کرسی پ نڈھال سا ہو کر گر گیا۔

"میں کیا کروں۔ کاش یہ لوگ سامنے آ جائیں"...... شاگل نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔ پھر نجانے کتنی دیر بعد آفس کا دروازہ کھ اور موتی رام سر جھکائے اندر داخل ہوا۔

"ساتھیوں کا کیا ہوا"...... شاگل نے اسے دیکھ کر پوچھا۔

"وہ سب ہلاک ہو گئے ہیں باس۔ اندر ہر چیز مکمل طور پر تباہ ہ گئی ہے"...... موتی رام نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ وہ ہیلی کاپٹر کہاں گیا ہو گا۔ کیا تم بتا سکتے ہو"۔ شاگل نے پوچھا۔

"یس باس"...... موتی رام نے جواب دیا تو شاگل بے اختی اچھل پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا تمہیں معلوم ہے"...... شاگل نے انت حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ یہ ہیلی کاپٹر پہلے یہاں سے تقریباً بیس پچیس م

دور ساگن نامی پہاڑیوں کے درمیان اترا تھا لیکن پھر فوراً ہی وہاں سے وہ فضا میں بلند ہوا اور پھر مغرب کی طرف ٹاگوسی نامی پہاڑیوں میں گر کر تباہ ہو گیا"...... موتی رام نے جواب دیا تو شاگل حیرت سے اسے دیکھتا رہ گیا۔

"کیا مطلب۔ گر کر تباہ ہو گیا۔ کیا وہ لوگ ہلاک ہو گئے"۔ شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو مجھے معلوم نہیں ہے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ لوگ پہلے ہی مر گئے ہوں گے"...... موتی رام نے کہا۔

"تمہیں کیسے یہ سب کچھ اتنی جلدی معلوم ہو گیا"...... شاگل نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے موتی رام کی اس بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"باس۔ جس وقت اڈا تباہ ہوا اس وقت ہیلی کاپٹر فضا میں موجود ھا۔ میں نے اسے دور بین سے دیکھا تھا۔ پھر وہ نیچے اترا گیا اور میرا دازہ ہے کہ یہ ساگن پہاڑیوں میں اترا تھا۔ ابھی میں اسے چیک کر ی رہا تھا کہ وہ دوبارہ فضا میں بلند ہوا اور پھر مغرب کی طرف بڑھتا گیا۔ اس کے بعد میں نے اسے ایک پہاڑی سے ٹکرا کر تباہ ہوتے ودیکھا ہے"...... موتی رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ پھر تو ہمیں فوراً اس علاقے میں جانا ہو گا"۔ شاگل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ہمارے ساتھی تو ہلاک ہو گئے ہیں اور دوسری بات یہ

کہ وہاں پہنچتے پہنچتے تو ہمیں کافی وقت لگ جائے گا۔ ویسے میرا خیال ہے کہ یہ لوگ ساگن پہاڑیوں میں اترے ہیں اور ساگن پہاڑیوں سے کچھ فاصلے پر چھوٹا سا قصبہ ساگن ہے۔ ہمیں وہاں جا کر معلومات حاصل کرنی چاہئیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ ساگن قصبے میں ہی گئے ہوں گے"...... موتی رام نے جواب دیا۔

"لیکن کیوں۔ وہاں کیا بات ہے"...... شاگل نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں نے سنا ہے کہ ساگن قصبہ تحریک آزادی مشکبار کے لوگوں کا گڑھ ہے"...... موتی رام نے کہا تو شاگل ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کس سے سنا ہے تم نے۔ کیا تم وہاں گئے ہو"۔ شاگل نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"نہیں باس۔ لیکن وہاں ایک ہوٹل ہے۔ ساگن ہوٹل۔ اس کا مالک چھوٹو لال میرا دوست ہے۔ وہ دارالحکومت آتا جاتا رہتا ہے۔ اس نے مجھے ایک بار بتایا تھا"...... موتی رام نے جواب دیا۔

"ویری گڈ۔ چلو جیپ نکالو۔ ہم نے ابھی اور اسی وقت ساگن جانا ہے۔ اب مجھے ساری بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ انہوں نے یقیناً اس تحریک آزادی کے کسی خفیہ ٹھکانے پر پناہ لی ہے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اڈے کی تباہی کے بعد ان کا ہیلی کاپٹر کسی بھی لمحے ایئر فورس تباہ کر سکتی ہے"...... شاگل نے انتہائی بے چین سے لہجے میں

کہا۔

"یس باس"...... موتی رام نے کہا۔

"چلو چلو۔ جلدی کرو۔ ہمیں جلد از جلد وہاں پہنچنا ہے"۔ شاگل نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کا حتمی کلیو مل گیا ہو اور اب صرف اس نے ان کو گردنوں سے پکڑ کر باہر کھینچ نکالنا ہے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک کھلے غار میں فرش پر بچھی ہوئی دری پر بیٹھا ہوا تھا۔ کامران انہیں یہاں پہنچا کر واپس چلا گیا تھا اور ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی تھی۔

"عمران صاحب۔ مشن کی طرف تو ہم ابھی تک ایک انچ بھی نہیں بڑھ سکے۔ بس ویسے ہی ادھر ادھر گھومتے پھر رہے ہیں"۔ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کافرستان کا انتہائی اہم اڈا تباہ کیا ہے۔ یہ کیا کم ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ نیا اڈا بنا لیں گے۔ اس میں انہیں کتنا عرصہ لگ سکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ چند روز"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہاری بات درست ہے لیکن اب جو صورت حال ہے وہ تم سب کے سامنے ہے۔ پلاسن کے اصل اڈے تک پہنچنا بظاہر تو

ناممکن بن چکا ہے یا بنا دیا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہمیں یہاں آنے کی بجائے رابندر ٹو پر حملہ کرنا چاہئے تھا۔ وہاں سے ہم اگر وہ مخصوص ہیلی کاپٹر حاصل کر لیتے تو بات بن جاتی"۔ تنویر نے کہا۔

"پھر کیا ہوتا۔ یہاں کی رینج میں داخل ہوتے ہی اسے فضا میں ہی میزائل سے تباہ کر دیا جاتا اور ہم پر فاتحہ پڑھنے والا بھی کوئی نہ ہوتا"...... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کامران اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک اور مقامی آدمی تھا جس نے ٹرے اٹھایا ہوا تھا جس میں ہاٹ کافی کے مگ رکھے ہوئے تھے۔ سلام دعا کے بعد کامران ان کے سامنے بیٹھ گیا اور دوسرے آدمی نے کافی کے مگ باری باری ان سب کے سامنے رکھنے شروع کر دیئے۔

"عمران صاحب۔ آپ سے مل کر مجھے زندگی کی سب سے بڑی مسرت حاصل ہوئی ہے۔ آپ تو نہ صرف مشکبار، پاکیشیا بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے ہیرو ہیں"...... کامران نے انتہائی عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

"کاش ایسا ہوتا مسٹر کامران۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگ جس طرح طویل عرصے سے وادی مشکبار کی آزادی کے لئے جہاد کر رہے ہیں اور اپنی جانوں کو آپ نے اس بڑے مقصد کے لئے وقف کر رکھا ہے اس لحاظ سے آپ سب لوگ مجھ سے بڑے ہیرو ہیں"۔

عمران نے جواب دیا تو کامران کی آنکھوں میں یکلخت مسرت کے چراغ سے جل اٹھے۔

"آپ واقعی عظیم ظرف کے مالک ہیں عمران صاحب۔ ورنہ ہم تو آپ لوگوں کے پاسنگ بھی نہیں ہیں۔ ہم تو اپنی سرزمین کے لئے لڑ رہے ہیں جبکہ آپ ہماری مدد کے لئے اپنی جانوں کو خطرے میں ڈالے ہوئے ہیں"...... کامران نے کہا۔

"یہ باتیں بعد میں ہوتی رہیں گی۔ پہلے مشن کے بارے میں سوچو"...... اچانک تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو کامران چونک کر اسے دیکھنے لگا جبکہ عمران اور باقی ساتھیوں کے چہروں پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ تنویر کو عمران کی تعریف پسند نہیں آئی۔

"ہاں کامران صاحب۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ پلاسن پہاڑی کی چوٹی پر کافرستان کا خصوصی اڈا ہے اور اس اڈے میں ریڈ مارک کی وہ مشین موجود ہے جس میں تحریک آزادی کی تنظیموں، ان کے کارکنوں، ان کے اڈے اور ان کے نیٹ ورک کے بارے میں تمام تفصیلات موجود ہیں۔ گو اس مشین کو خصوصی طور پر اس انداز میں تیار کیا گیا ہے کہ اگر اسے غلط طور پر استعمال کیا جائے تو مشین میں موجود تمام معلومات واش ہو جائیں گی لیکن مجھے معلوم ہے کہ پلاسن کے اس خصوصی اڈے میں ایسی ہی مشینوں کی تیاری کا کام ہوتا ہے اور یہاں اس شعبے کے بڑے بڑے ماہر موجود ہیں۔ اس لئے

لامحالہ وہ کسی نہ کسی انداز میں یہ معلومات حاصل کر لیں گے اور اگر یہ معلومات ان کے ہاتھ لگ گئیں تو آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ مشکبار تحریک آزادی کا کافرستان کیا حشر کرے گا"...... عمران نے کہا تو کامران کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"اوہ۔ واقعی بہت سنگین مسئلہ ہے لیکن عمران صاحب ہم آپ کی کیا مدد کر سکتے ہیں۔ آپ پلیز بتائیں ہم اپنی جانیں دے کر بھی کام مکمل کریں گے"...... کامران نے کہا۔

"کہا جاتا ہے کہ اس اڈے تک صرف ایم ڈی تھری مخصوص ہیلی کاپٹر جا سکتا ہے اور یہ ہیلی کاپٹر صرف کافرستان کے پاس ہیں اور انہوں نے ہمارے خوف کی وجہ سے انہیں گراؤنڈ کر دیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہاں موجود میزائل اڈے کو بھی حکم دے رکھا تھا کہ اگر یہاں کوئی ایسا ہیلی کاپٹر نظر آئے تو اسے بغیر کسی نوٹس کے فضا میں ہی تباہ کر دیا جائے۔ ہم نے وہ میزائل اڈا تو تباہ کر دیا ہے لیکن اصل مسئلہ ہمارا پلاسن کی چوٹی پر پہنچنے کا ہے۔ تم لوگ یہاں کے ہنے والے ہو۔ کیا کوئی دوسرا طریقہ ہے"...... عمران نے کہا تو کامران کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا۔

"میں ابھی آتا ہوں"...... اس نے چونک کر کہا اور اٹھ کر باہر کی طرف چلا گیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ یک ورزشی جسم کا نوجوان تھا۔

"اس کا نام دشنوری ہے جناب۔ میرا خیال ہے کہ یہ آپ کی مدد

کر سکتا ہے"...... کامران نے کہا۔

"کیا تم نے اسے تفصیل بتا دی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ میں تو بس اسے ساتھ لے آیا ہوں"...... کامران نے کہا تو عمران نے اسے مختصر طور پر مسئلہ بتا دیا۔

"جناب ایک نہیں کئی راستے ہیں لیکن یہ راستے انتہائی دشوا گزار ہیں۔ دوسری بات یہ کہ وہاں اوپر مسلسل برف کے طوفان آتے رہتے ہیں اور بے پناہ سردی ہوتی ہے۔ اس قدر سردی کہ شاید آپ اس کا تصور بھی نہ کر سکیں اس لئے چوٹی تک جانا تو تقریباً ناممکن ہے"...... دشنوری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کس قسم کے راستے ہیں یہ۔ ہمیں تو یہ بتایا گیا ہے کہ یہ پہاڑیاں پنسل کی طرح سیدھی ہیں اور ان کی بلندی تقریباً اٹھارہ ہزا فٹ ہے اور آدھی پہاڑی کے بعد برف ہی برف ہے اور یہ اڈا چوٹی کے قریب بنایا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جناب۔ آدھی پہاڑی پر برف تو سارا سال رہتی ہے۔ اس پہاڑی کے اس حصے تک جہاں تک برف ہے وہاں تک مقامی لوگ جاتے ہیں کیونکہ اس جگہ ایک نایاب جڑی بوٹی ملتی ہے۔ یہ جڑی بوٹی ایک ایسی دوا میں استعمال ہوتی ہے جو بے حد قیمتی ہوتی ہے اس لئے اس کی تلاش میں مقامی لوگ جاتے رہتے ہیں لیکن بوٹی کبھی کبھار ہی ملتی ہے۔ اسے مقامی زبان میں کنار کہتے ہیں۔ سنا ہے کہ جسے یہ بوٹی مل جائے وہ دیکھتے ہی دیکھتے دولت مند ہو جاتا ہے۔ کچھ لوگ بتاتے

ں کہ اس بوٹی کے رس کے ایک ایک قطرے سے منوں سونا بنایا سکتا ہے۔ بہرحال یہ ساری باتیں سنی سنائی ہیں البتہ میں ایک بار پنے والد کے ساتھ اس بوٹی کی تلاش میں گیا تھا لیکن ہمیں بوٹی نہ ل سکی تھی۔ وہاں تک جانے کے دو راستے ہیں اور یہ دونوں قدرتی یں البتہ ہم مقامی انداز میں رسیاں باندھ کر اوپر جاتے ہیں۔ اوپر کلی چٹان سے رسی کا سرا باندھ دیا جاتا ہے اور پھر اس رسی کی مدد سے وپر پہنچا جاتا ہے۔ خاصا مشکل کام ہے لیکن مقامی لوگ اس کے ماہر یں"...... دشنوری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کے بعد مزید اوپر جانے کے لئے کیا طریقہ ہو سکتا ہے"۔ مران نے کہا۔

"اوپر تو ہر طرف برف ہی برف ہے اور انتہائی سردی ہے اس لئے ہر ہے اوپر جانے کے لئے تو یہ طریقہ استعمال ہی نہیں ہو سکتا"۔ شنوری نے جواب دیا۔

"یہ اڈا جب بنایا گیا تھا تو تم یہیں رہتے تھے"...... عمران نے وچھا۔

"جی ہاں۔ لیکن یہ کئی سال پہلے بنایا گیا تھا۔ ہم تو بس بڑے ے سرخ رنگ کے ہیلی کاپٹروں کو اس پہاڑی کی طرف جاتے یکھتے تھے۔ پھر یہ ہیلی کاپٹر بلندی پر جاتے اور ہماری نظروں سے ائب ہو جاتے تھے"...... دشنوری نے جواب دیا۔

"لیکن اب جو لوگ وہاں رہتے ہوں گے ان کے لئے سپلائی تو

کسی طرح جاتی ہی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"نیچے سے تو نہیں جا سکتی۔ لازماً ہیلی کاپٹر سے ہی سپلائی جاتی ہو گی"...... دشنوری نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"یہ اڈا اس برف والے حصے سے تقریباً کتنا بلند ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"جناب۔ پوری طرح تو معلوم نہیں البتہ کہا جاتا ہے کہ آدمی پہاڑی پر برف ہوتی ہے"...... دشنوری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ایسے کسی آدمی کی خدمات حاصل ہو سکتی ہیں جو اس انداز میں اوپر چڑھنے میں ماہر ہو"...... عمران نے کہا۔

"ایک نہیں جناب دس آدمی ایسے مل سکتے ہیں"...... دشنوری نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ جا سکتے ہیں"...... عمران نے کہا تو دشنوری اٹھا۔ اس نے سلام کیا اور باہر نکل گیا۔

"کامران تم ایسے لوگوں کا بندوبست کرو لیکن یہ آدمی انتہائی بااعتماد ہونے چاہئیں۔ ہم کل یہ مرحلہ سر کریں گے"...... عمران نے کہا۔

"تمام انتظامات ہو جائیں گے جناب۔ آپ اب آرام کریں"۔ کامران نے کہا۔

"یہ جگہ محفوظ تو ہے کیونکہ شاگل اور اس کے آدمی یہاں موجود ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ آپ قطعاً بے فکر رہیں۔ یہاں تک چیونٹی بھی ہماری رت کے بغیر داخل نہیں ہو سکتی"...... کامران نے جواب دیتے ئے کہا۔

"چیونٹی کو واقعی اجازت لینے کی ضرورت ہوتی ہو گی لیکن شاگل اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوا کرتی"...... عمران نے مسکراتے ئے کہا۔

"جناب آپ قطعی بے فکر رہیں۔ آپ کی حفاظت ہم اپنی جانوں ھی زیادہ کریں گے"...... کامران نے کہا تو عمران نے اثبات ں سرہلا دیا اور پھر کامران بھی باہر چلا گیا۔

"اس مشن میں عجیب صورت حال سامنے آ رہی ہے۔ مشن سامنے اور ہم مشن کے قریب بھی پہنچ چکے ہیں لیکن مشن تک پہنچنا کن نظر آ رہا ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے

"عمران صاحب جس انداز میں آپ اس اڈے تک پہنچنے کا سوچ ہیں ایسے اول تو وہاں تک پہنچنا ہی ناممکن ہے اور اگر پہنچ بھی ں تو نیچے سے ہمیں مار گرانا شاگل اور فوجیوں کے لئے زیادہ ں ہو گا اور دوسری بات یہ کہ یہ اڈا ظاہر ہے گتے کا بنا ہوا تو نہیں ا کہ ہم جاتے ہی اس میں سوراخ کر کے اندر چلے جائیں ...... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی چونک پڑے۔

"تمہاری بات درست ہے۔ مجھے یہ صورت حال پسند نہیں
لیکن حقیقت یہ ہے کہ مجھے خود بھی سمجھ نہیں آ رہی کہ ہمیں کیا
چاہئے۔ پہلی بار میرے دماغ کی بیٹریاں مکمل طور پر فیل
ہیں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنا لائحہ عمل بدلنا چاہئے"......
نے کہا۔

"کیسے"...... عمران نے کہا۔

"ہم میں سے دو آدمی یہاں رہیں۔ یہاں اگر تباہ ہونے
اڈے کو دوبارہ تعمیر کرنے کی کوشش کی جائے تو اسے دوبارہ
دیں اور باقی تین افراد رابندر تو ایئر بیس پر ریڈ کریں اور وہاں
قیمت پر وہ خصوصی ہیلی کاپٹر اڑا کر لے آئیں"...... جولیا نے

"لیکن مس جولیا ہیلی کاپٹر سے زیادہ سے زیادہ ہم اڈے کی
پہنچ جائیں گے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اندر کیسے جائیں گے"......
نے کہا۔

"ایک بار ہم وہاں پہنچ جائیں پھر کوئی نہ کوئی راستہ نکل
گا"...... جولیا نے کہا۔

"ایم وی تھری ہیلی کاپٹر کو ذہن سے نکال دو کیونکہ اب
اڈے کی تباہی کے بعد حکومت کافرستان نے نہ صرف اس علا
اردگرد کے علاقوں میں موجود تمام ایئر فورس کے اڈوں کو
دے دیا گیا ہوگا کہ ایم وی تھری تو ایک طرف کسی عام ہیلی

س رینج میں داخل ہوتے ہی اڑا دیا جائے۔ اس لئے ہمیں اب
خصوص ہیلی کاپٹر کو ذہن سے نکال کر کچھ اور سوچنا چاہئے"۔
نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"عمران صاحب سپر میگا ناٹ کی انتہائی طاقتور رینج کی ڈائنامیٹ
یلائے تو اس سے اوپر پہاڑی کا وہ حصہ ہی اڑا دیا جائے"۔ صفدر
کہا۔

"یہ بہت بڑی پہاڑی ہے۔ اس قدر ڈائنامیٹ کی دستیابی ہی
نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر آخر کیا ہوگا۔ کیا ہم بس یہاں بیٹھے باتیں ہی کرتے رہیں
...... تنویر نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ فی الحال آرام کیا جائے۔ شاید خواب میں
بزرگ آ کر کوئی لائحہ عمل بتا دیں"...... عمران نے مسکراتے
ئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جسم کو ڈھیلا چھوڑا اور دیوار
سر لگا کر اس نے آنکھیں بند کر لیں تو باقی ساتھیوں نے بھی
سانس لیتے ہوئے اپنے جسموں کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔ ظاہر ہے اس
سوا وہ اور کر بھی کیا سکتے تھے۔

ساگن شاگل کی توقع سے بھی کہیں چھوٹا سا پہاڑی قصبہ تھا ال چونکہ اردگرد قدرتی لکڑی کے جنگل تھے اس لئے قصبے میں کئی ہو تعمیراتی لکڑیوں کے ڈھیر لاٹوں کی صورت میں جگہ جگہ پڑے ہو تھے۔ جیپ موتی رام چلا رہا تھا جبکہ شاگل سائیڈ پر اکڑا ہوا بیٹھا تھا۔

"اس قصبے میں ہوٹل بنانے کی کیا تک ہے۔ یہاں کون آ گا"...... اچانک شاگل نے کہا۔

"جناب۔ لکڑی کی لاٹوں کی نیلامی ہوتی ہے اس لئے پور کافرستان کے لکڑی کے بیوپاری یہاں آتے جاتے رہتے ہیں"۔ مو رام نے جواب دیا تو شاگل نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر تھوڑی بعد ہی لکڑی کے بنے ہوئے ایک دومنزلہ ہوٹل کے سامنے لے جا موتی رام نے جیپ روک دی۔ یہ ساگن ہوٹل تھا۔ ایک پرانا بورڈ بھی ہوٹل کی پیشانی پر موجود تھا اور لوگ اندر آ جا رہے تھ

جیپ رکتے ہی شاگل اچھل کر نیچے اترا۔ دوسری طرف سے موتی رام بھی نیچے اتر آیا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوٹل میں داخل ہو گئے۔ ہال میں کافرستان کے تقریباً ہر علاقے کے لوگ موجود تھے لیکن یہ سب مرد تھے۔ وہاں کوئی عورت موجود نہ تھی۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس کے ساتھ سیڑھیاں اوپر کی منزل کو جا رہی تھیں۔ اوپر کی منزل میں شاید رہائشی کمرے تھے۔ کاؤنٹر پر مقامی آدمی موجود تھے۔ موتی رام اور شاگل کاؤنٹر پر پہنچے۔

"سنو۔ چھوٹو رام سے کہو کہ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل بنفس نفیس یہاں تشریف لائے ہیں"...... موتی رام نے کہا تو کاؤنٹر پر موجود آدمی بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"جج۔ جج۔ جناب ہم ہر خدمت کے لئے حاضر ہیں جناب"...... اس آدمی نے سلام کرتے ہوئے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہمیں تمہاری خدمت کی ضرورت نہیں ہے سمجھے۔ کہاں ہے وہ چھوٹو رام۔ اسے بتاؤ کہ ہم آئے ہیں۔ نانسنس۔ خدمت کا کھاتہ کھول کر کھڑا ہو گیا ہے۔ نانسنس"...... شاگل نے اور زیادہ سینہ چوڑا کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ یس سر۔ آئیے سر۔ ادھر سر"...... کاؤنٹر مین نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر کاؤنٹر سے نکل کر سامنے موجود ایک پتلی سی گلی کی طرف بڑھنے لگا۔ اس پتلی سی گلی نما

راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا۔ اس نے جلدی سے درواز
کھولا۔

"تشریف لے چلیئے جناب"...... کاؤنٹر مین نے دروازہ کھول ک
ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو شاگل اس انداز میں اندر داخل ہوا جیسے
کوئی بادشاہ اپنی نئی فتح کی ہوئی مملکت میں پہلی بار داخل ہو رہا ہو۔
اس کے پیچھے موتی رام داخل ہوا تو سامنے میز کے پیچھے ایک نوجوان
بیٹھا ہوا تھا۔ وہ حیرت بھری نظروں سے شاگل کو دیکھ رہا تھا لیکن
جب موتی رام اندر داخل ہوا تو اسے دیکھ کر وہ نوجوان بے اختیا
اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"موتی رام تم"...... اس نوجوان نے انتہائی حیرت بھرے لہ
میں کہا۔

"چھوٹو رام یہ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف اور میرے باس
شاگل صاحب ہیں اور جناب یہ اس ہوٹل کا مالک چھوٹو رام
ہے"...... موتی رام نے کہا تو چھوٹو رام بری طرح بوکھلا کر بجلی کی
سی تیزی سے میز کے پیچھے سے نکلا اور شاگل کے سامنے رکوع کے بل
جھک گیا۔

"ج۔ جناب۔ یہ تو میری خوش بختی ہے جناب کہ کافرستان کے
سب سے بڑے افسر یہاں تشریف لائے ہیں۔ آپ مجھے حکم دیتے میں
سر کے بل چل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا"...... چھوٹو رام
نے گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم موتی رام کے دوست ہو اور موتی رام میرا اسسٹنٹ ہے
س لئے ہم نے خود یہاں آکر تمہیں عزت بخشی ہے۔ بیٹھو۔ شاگل
نے اور زیادہ چوڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"جناب کی انتہائی کرم نوازی ہے جناب"...... چھونو رام نے
یا۔ وہ واقعی شاگل کے سامنے بچھا جا رہا تھا اور شاگل اور موتی رام
وفوں پر بیٹھ گئے۔

"جناب کیا پینا پسند کریں گے جناب"...... چھوٹو رام نے کہا۔

"نہیں۔ ہم ڈیوٹی پر ہیں اس لئے بیٹھو۔ ہمیں تم سے چند
علومات چاہئیں"...... شاگل نے کہا۔

"ج۔ جناب۔ حکم فرمائیے جناب"...... چھونو رام نے کہا اور
امنے صوفے پر بڑے مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

"ساگن کے علاقے میں مشکبار کی تحریک آزادی کا سنٹر ہے اور تم
ہاں کے پیدائشی رہنے والے ہو۔ ہمیں اس سنٹر کا پتہ چاہئے"۔
اگل نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو چھونو رام بے اختیار چونک پڑا۔

"وہ۔ وہ۔ جناب۔ یہاں تو کسی کو معلوم نہیں ہے جناب"۔
ھونو رام نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اس کی
کھلاہٹ صاف بتا رہی تھی کہ وہ دانستہ کچھ چھپا رہا ہے۔

"سنو چھوٹو رام۔ میرا نام شاگل ہے۔ سمجھے۔ اگر تم اپنی ہڈیاں
ہیں تڑوانا چاہتے تو فوراً بک دو ورنہ تم سمیت تمہارے اس ہوٹل
ی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا"...... شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے

کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا۔ غصے ک شدت سے اس کے چہرے پر شعلے سے ناچنے لگے تھے۔

"رحم جناب۔ رحم جناب۔ مجھے تو بس اتنا معلوم ہے کہ یہاں قریب ہی ایک دکان ہے جس کا نام سلطان ٹمبر ہاؤس ہے جناب اس کا مالک مقامی شہری مسلمان ہے جس کا نام سلطان ہے۔ اس تعلق مجاہدین سے ہے۔ اس کے علاوہ مجھے اور کچھ معلوم نہیں ہے جناب میں نے مزید کبھی اس لئے نہیں پوچھا کہ اگر ان لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کوئی ان کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہا ہے تو اسے تو کیا اس کے پورے خاندان کو ہی گولیوں سے اڑا دیتے ہیں جناب"...... چھوٹو رام نے فوراً ہی ہاتھ جوڑ کر گھگھیائے ہوئے لہج میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بلاؤ اس سلطان کو یہاں۔ ابھی اور ای وقت"...... شاگل نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا کیونکہ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ چھوٹو رام سچ بول رہا ہے۔

"جی صاحب۔ ابھی بلاتا ہوں صاحب"...... چھوٹو رام نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔

"ٹھہرو۔ رک جاؤ۔ تم خود جا رہے ہو"...... شاگل نے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں کہا۔

"ج۔ جی سر۔ ورنہ وہ نہیں آئے گا سر"...... چھوٹو رام نے مڑ کر کہا۔

"چلو ہمارے ساتھ اور مجھے دکھاؤ کہاں ہے وہ"...... شاگل نے ٹھتے ہوئے کہا۔

"ج۔ جناب۔ اگر آپ مجھ پر رحم کریں تو جناب"...... چھوٹو رام نے یکلخت گھگیائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ جوڑ دیئے۔

"کیا کہنا چاہتے ہو۔ بتاؤ"...... شاگل نے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"ج۔ جناب۔ میں نے یہاں رہنا ہے جناب اور ہوٹل چلانا ہے جناب۔ یہ لوگ بے حد ظالم ہیں جناب"...... چھوٹو رام نے اور زیادہ گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے۔ تم یہیں رہو ہم خود اس سے بات کر لیتے ہیں۔ آؤ موتی رام"...... شاگل کو نجانے کیوں اس چھوٹو رام پر رحم آ گیا اور وہ سر ہلاتا ہوا تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ موتی رام اس کے پیچھے تھا۔ چند لمحوں بعد وہ موتی رام کے ساتھ جیپ میں سوار سلطان ٹمبر ہاؤس نامی دکان ڈھونڈنے لگے۔ کچھ فاصلے پر ایک بڑی سی دکان پر اس نام کا بورڈ نظر آ گیا تو موتی رام نے اس کے قریب لے جا کر جیپ روک دی۔ دکان میں صرف چار کرسیاں اور ایک میز تھی جس میں چار افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ جیپ رکتے دیکھ کر وہ سب بے اختیار چونک پڑے اور پھر شاگل اور موتی رام جیپ سے اتر کر دکان میں داخل ہو گئے۔

"تم میں سے سلطان کون ہے"...... شاگل نے ان کو غور سے

دیکھتے ہوئے کہا جو ان کے اندر داخل ہوتے ہی بے اختیار کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"جی میرا نام سلطان ہے جناب"...... ایک ادھیڑ عمر آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل ہوں اور یہ میرا اسسٹنٹ موتی رام ہے۔ ہم نے ایک آدمی کو گرفتار کیا ہے۔ اس نے ہمیں بتایا ہے کہ اس کا تعلق تم سے ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ اس آدمی کا تعلق مقامی تحریک آزادی سے ہے"...... شاگل نے سلطان کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی۔ پھر میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... سلطان نے بڑے لاپرواہ سے لہجے میں کہا۔

"تمہیں یہاں ہمارے ہیڈ کوارٹر چلنا ہو گا۔ چلو"...... شاگل نے یکلخت غصے سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ آپ سیکرٹ سروس کے چیف ہیں۔ مجھے تو آپ کوئی فراڈیئے لگتے ہیں"...... سلطان نے کہا تو شاگل کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا ہو۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالا ہی تھا کہ یکلخت تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی شاگل کے منہ سے چیخ نکلی۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے کوئی گرم سلاخ اس کے سینے میں اترتی چلی گئی ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن اس طرح تاریک ہو گیا جیسے

یمرے کا شٹر بند ہوتا ہے البتہ ذہن کے مکمل تاریک ہونے سے پہلے س کے کانوں میں موتی رام کے چیخنے کی آواز بھی پڑی تھی اور پھر س تیزی سے اس کا ذہن تاریک ہوا تھا اسی تیزی سے اس کے ذہن میں روشنی سی پھیلتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں کھلیں اور اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک بند کمرے میں کرسی پر بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کے سینے پر بینڈیج تھی۔ اس کے سامنے کرسی پر ایک نقاب پوش موجود تھا جبکہ ایک آدمی اس کی سائیڈ میں موجود تھا۔

"تمہارا نام شاگل ہے اور تم کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف ہو"۔ سامنے بیٹھے ہوئے نقاب پوش نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں مگر تم کون ہو۔ میں کہاں ہو اور وہ سلطان کہاں ہے"۔ شاگل نے بڑی مشکل سے اپنے غصے کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا کیونکہ اسے بہرحال صورت حال کی سنگینی کا ادراک ہو چکا تھا۔

"تمہارا ساتھی ہلاک ہو چکا ہے البتہ تمہیں بچا لیا گیا ہے ورنہ اس وقت تمہارے ساتھی کی طرح تمہاری لاش بھی پہاڑی پر گدھ نوچ رہے ہوتے"...... اس نقاب پوش نے غراتے ہوئے کہا تو شاگل نے بے اختیار جھرجھری سی لی۔ اس کے چہرے پر پہلی بار خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اب اسے احساس ہوا تھا کہ اس نے اس احمقانہ انداز میں تحریک آزادی کے مجاہدین کے پاس جا کر واقعی حماقت کی ہے۔ یہ لوگ اب اسے آسانی سے نہ چھوڑیں گے۔

"تم۔ تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو" ...... شاگل نے ہونٹ بھینچے ہوئے کہا۔

"تمہیں کس نے بتایا تھا کہ چھوٹو رام تحریک آزادی کے مجاہدین کے بارے میں جانتا ہے" ...... نقاب پوش نے کہا۔

"میرے اسسٹنٹ موتی رام نے کیونکہ چھوٹو رام اس کا کلاس فیلو تھا اور دارالحکومت میں وہ اس سے ملتا رہتا تھا" ...... شاگل نے جواب دیا۔

"اور چھوٹو رام نے تمہیں سلطان کا پتہ بتایا تھا" ...... نقاب پوش نے کہا۔

"ہاں" ...... شاگل نے مختصر سا جواب دیا۔

"چھوٹو رام کی لاش بھی گدھ نوچ رہے ہوں گے اور اس کے ہوٹل کو بھی میزائلوں سے اڑا دیا گیا ہے اور ہم نے تصدیق کر لی ہے کہ تم واقعی کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف ہو۔ لیکن تم سلطان سے کیا معلوم کرنا چاہتے تھے" ...... نقاب پوش نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خطرناک ایجنٹ ملٹری انٹیلی جنس کے ہیلی کاپٹر میں یہاں ساگن کی پہاڑیوں میں اترے تھے اور پھر ہیلی کاپٹر کو دوبارہ اڑا کر یہاں سے کچھ دور پہاڑی سے ٹکرا کر تباہ کر دیا گیا تھا۔ اس سے میں سمجھ گیا تھا کہ وہ یہاں ساگن میں ہی چھپے ہوئے ہیں اور ان کے چھپنے کی سب سے بہتر جگہ تحریک آزادی کے مجاہدین کی کوئی پناہ گاہ ہی ہو سکتی ہے اور اس پناہ گاہ کو میں تلاش کرنا چاہتا تھا" ...... شاگل نے خود ہی تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پلاسن کی چوٹی پر جو خفیہ اڈا ہے تم وہاں گئے ہو" ...... نقاب پوش نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہاں میرا کیا کام ہے" ...... شاگل نے جواب دیا۔

"سنو شاگل اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو یہ بتا دو کہ تم نے وہاں کے سائنس دانوں سے کس فریکونسی پر بات کی تھی" ...... نقاب پوش نے غراتے ہوئے کہا۔

"میری کبھی ان سے بات نہیں ہوئی۔ میں تو یہاں صرف پاکیشیائی ایجنٹوں کو چیک کرنے کے لئے آیا تھا اور پھر انہوں نے میزائل اڈا تباہ کر دیا جس میں میرے دوسرے ماتحت مارے گئے۔ صرف یہ موتی رام بچا تھا" ...... شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے اب تم آرام کرو" ...... نقاب پوش نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مجھے۔ مجھے چھوڑ دو" ...... شاگل نے بے چین ہو کر کہا۔

"تم بہت بڑے افسر ہو اور ہمارے بہت سے کارکن کافرستانی حکومت کے پاس قید ہیں۔ تمہارے بدلے انہیں چھڑایا جائے گا اور اگر حکومت نے انکار کیا تو پھر تمہاری لاش کو بھی گدھ نوچیں گے"۔ نقاب پوش نے کہا اور تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے اس کے ساتھ کھڑے ہوئے آدمی نے اس کی ناک پر اپنا ہاتھ رکھا اور شاگل کی ناک میں نامانوس سی بو داخل ہوئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریکی پھیلتی چلی گئی۔

عمران جیسے ہی پہاڑی غار نما کمرے میں داخل ہوا اس کے ساتھ
بے اختیار چونک پڑے۔

"کچھ معلوم ہوا عمران صاحب شاگل سے"...... صفدر نے بے
چین سے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ وہ مکمل طور پر لاعلم ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ شاید اسے
وہاں کی فریکونسی کا علم ہو۔ اس طرح میں کوئی چکر چلا سکوں لیک
اسے واقعی کچھ نہیں معلوم"...... عمران نے اپنے ساتھیوں کے سا
دری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"پھر کیا کیا اس شاگل کا"...... جولیا نے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ اسے کہیں دور پہنچا دیا جائے گا"...... عمران نے الجھ
ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیکن کیوں۔ اسے گولی کیوں نہیں ماری گئی"...... تنویر نے

غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ وہ کافرستان کا بہت بڑا عہدیدار ہے۔ اس کی موت تو
ایک طرف اس کی گمشدگی سے ہی ایک بڑا طوفان اٹھ کھڑا ہو گا اور
پھر اس سارے علاقے کو فوج نے گھیر لینا ہے۔ اس کے بعد یہاں
موجود تحریک آزادی کے کارکن بہرحال ختم ہو جائیں گے"۔ عمران
نے جواب دیا۔

"لیکن جس نے اس پر فائر کیا تھا اس کے بارے میں تو شاگل کو
معلوم ہے۔ وہ تو عذاب میں پڑ جائے گا"...... جولیا نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا۔

"اسے اور اس کے ساتھیوں کو اس علاقے سے دور کسی اور
علاقے میں بجھوا دیا گیا ہے اور اب شاگل انہیں ٹریس نہیں کر سکے
"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور سب خاموش ہو گئے
یونکہ وہ جانتے تھے کہ عمران کے کہنے پر ہی شاگل کو زندہ چھوڑ دیا گیا
و گا کیونکہ شاگل کے بارے میں عمران کا ہمیشہ یہی نظریہ رہا تھا کہ
ے زندہ رہنا چاہئے کیونکہ ایک تو وہ احمق ہے دوسرا اس کی
سیات اور کام کرنے کے انداز سے عمران اچھی طرح واقف تھا جبکہ
س کی جگہ کوئی نیا آدمی آئے گا تو اسے سمجھنے میں وقت لگ سکتا تھا۔
اگل کی گرفتاری کی اطلاع کامران نے عمران کو دی تھی اور پھر
ران اس کے ساتھ چلا گیا تھا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب کہ ہمیں واپس پاکیشیا چلے جانا

چاہئے"...... صفدر نے کہا۔

"وہاں جا کر مرنے سے بہتر ہے کہ یہیں خودکشی کر لی [illegible]۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں چیف سے بات کرنی چاہئے۔ ان حالات میں مشن مکمل کرنے کا کوئی سکوپ نظر نہیں آرہا"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔ شاید چیف دو چار جن بھجوا دے جو آسانی سے پلاسن کی چوٹی پر پہنچ کر اڈا تباہ کر دیں"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب اس بار واقعی ہم بند گلی میں پھنس گئے ہیں۔ کوئی صورت ہی سمجھ میں نہیں آرہی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اچھا۔ کمال ہے۔ میں تو اس لئے مطمئن تھا کہ چلو کیپٹن شکیل سوچ کے سمندر میں غوطہ زنی سے کوئی نہ کوئی موتی ڈھونڈ ہی لا ئے گا لیکن تم نے بھی ناکامی کا اعلان کر دیا"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل ہلکی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

"واقعی کوئی بات سمجھ میں نہیں آرہی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"صفدر جا کر باہر سے کامران کے کسی آدمی کو بلا لاؤ"۔ عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور اس غ نما کمرے سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے سا

کامران خود تھا۔

"کامران صاحب آرہے تھے اس لئے میں انہیں ساتھ لے آیا ہوں"...... صفدر نے کہا۔

"شاگل کو آپ کے حکم پر یہاں سے کافی دور ایک گاؤں میں پہنچا دیا گیا ہے۔ اسے ہوش آئے گا تو خود ہی وہ کسی نزدیکی آبادی تک پہنچ جائے گا"...... کامران نے سلام کر کے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کے زخم کی کیا پوزیشن ہے"...... عمران نے کہا۔

"وقتی طور پر تو ٹھیک کر دیا گیا تھا۔ باقی علاج وہ خود کرا لے گا"...... کامران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم سے میں نے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ کیا یہاں کوئی ایسا فون مل سکتا ہے کہ جس سے ہونے والی بات چیت استے میں کیچ نہ ہو سکے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ ہمارے پاس سپیشل آر ایچ فون موجود ہے"۔ کامران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔ وہ فون لے آؤ"...... عمران نے کہا تو کامران سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا غار سے باہر چلا گیا۔

"کہاں فون کرنا چاہتے ہو۔ کیا چیف کو"...... جولیا نے کہا۔

"چیف کو فون کر کے میں نے کیا لینا ہے۔ وہ تو مشن مکمل بھی جائے تب بھی چیک دیتے ہوئے اس طرح بیت و لعل کرتا ہے ے خیرات دے رہا ہو اور ابھی تو مشن مکمل نہیں ہوا۔ اب تو اس

نے بات ہی نہیں سنی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کہاں فون کرو گے"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"پلاسن کے اڈے پر"...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا وہاں فون ہے"...... جولیا نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"وہ مواصلاتی اڈا ہے۔ وہاں مواصلاتی مشین پر کام ہو رہا ہے اور بڑے بڑے مواصلاتی سائنس دان وہاں کام کرتے ہیں اس لئے لامحالہ ان کا تعلق کسی سیٹلائٹ سے ہو گا اور یقیناً فون بھی ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اس کا نمبر کیسے معلوم ہو گا"...... جولیا نے مزید حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"انکوائری سے"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو جولیا آنکھیں نکالتی رہ گئی جبکہ صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس کا کام اب بس فون کرنا ہی رہ گیا ہے۔ کام اس سے نہیں ہوتا اور مجھے یقین ہے کہ اس مشن کی ناکامی کے بعد اس سے ہمیشہ کے لئے جان چھوٹ جائے گی"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"واہ۔ یہ تو واقعی خوشخبری ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان مبارک کرے"...... عمران نے اس طرح خوش ہوتے ہوئے کہا جیسے تنو نے واقعی کوئی بڑی خوشخبری سنا دی ہو۔

"کیا مطلب۔ یہ خوشخبری کیسے بن گئی"...... تنویر نے توقع کے مطابق حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے بھائی کے کاندھوں پر بہن کا بوجھ ہوتا ہے اور بہن کی شادی کے بعد بھائی یہی کہہ سکتا ہے کہ چلو ہمیشہ کے لئے جان چھوٹ گئی"...... عمران نے کہا تو جولیا کا چہرہ یکلخت سرخ ہو گیا جبکہ صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہونہہ۔ یہی خواب دیکھتے مرجاؤ گے"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تنویر۔ ہوش میں رہ کر بات کیا کرو۔ سمجھے"...... جولیا نے ت تنویر پر آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ عمران کی موت کے بارے میں تنویر کے یہ ریمارکس کیسے برداشت کر سکتی تھی لیکن ھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کامران اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک کارڈلیس فون پیس تھا۔ اس نے کارڈلیس فون ران کی طرف بڑھا دیا۔

"اس کا لنک کس کے ساتھ ہے"...... عمران نے کارڈلیس فون ے ہوئے کہا۔

"کافرستانی مواصلاتی سیارے کے ساتھ"...... کامران نے سکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"گڈ شو۔ یہ ہوئی ناں بات۔ بہرحال اسی خوشی میں ہمیں چائے اؤ"...... عمران نے کہا تو کامران مسکراتا ہوا مڑا اور واپس چلا

گیا۔ عمران نے فون آن کیا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دیا۔

"یس" ..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ میں ناٹران بول رہا ہوں۔ آج کیسے یاد کیا ہے" ..... دوسری طرف سے قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"وزارت مواصلات میں تمہارا کوئی آدمی ہے" ..... عمران نے کہا۔

"وزارت مواصلات میں۔ نہیں۔ اس سے تو آج تک کبھی کوئی کام ہی نہیں پڑا۔ کیوں۔ آپ بتائیں تو سہی کہ مسئلہ کیا ہے"۔ ناٹران نے کہا۔

"میں اس وقت مقبوضہ وادی مشکبار کے ایک چھوٹے سے گاؤں سے بول رہا ہوں" ..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مختصر طور پر مشن کے بارے میں بھی بتا دیا۔

"اوہ ہاں۔ مجھے اطلاع مل گئی تھی کہ وادی مشکبار میں ہنگامی حالات نافذ کر دیئے گئے ہیں لیکن میں سمجھا کہ کوئی بات ہو گئی ہو گی لیکن یہ علم نہ تھا کہ آپ وہاں اس قدر اہم مشن کی تکمیل کے سلسلے میں کام کر رہے ہیں۔ بہرحال میں سمجھ گیا ہوں۔ آپ چاہتے ہیں کہ

پلاسن کی چوٹی پر جو مواصلاتی اڈا ہے اس کے بارے میں تفصیلات معلوم کی جائیں" ..... ناٹران نے کہا۔

"اللہ تمہارا بھلا کرے۔ لوگوں کے تو ماں باپ عقلمند ہوتے ہیں لیکن تم خود عقلمند ہو" عمران نے جواب دیا تو ناٹران بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ جب کسی کو عقلمند کہتے ہیں تو بے چاری عقل یقیناً شرما جاتی ہو گی۔ بہرحال آپ کس نمبر پر بات کر رہے ہیں" ..... ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نمبر کو چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ کیا تم اس بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہو یا نہیں" ..... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ کام تو بہرحال میں کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ میں ایک دو گھنٹوں کے اندر کچھ نہ کچھ کامیابی بھی حاصل کر لوں گا کیونکہ یہاں کافرستان کے دفاتر میں رشوت کا بازار گرم رہتا ہے اس لئے بھاری رقم کے عوض یہاں سے سب کچھ خریدا جا سکتا ہے"۔ ناٹران نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں دو گھنٹے بعد تمہیں خود دوبارہ فون کروں گا"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون آف کر کے اسے نیچے رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد کامران نے چائے بھجوا دی اور وہ سب چائے پینے کے ساتھ ساتھ گپ شپ میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد مران اندر آیا۔

"عمران صاحب اس سارے علاقے کو فوج نے گھیر لیا ہے اور وہ یہاں اس انداز میں چیکنگ کر رہے ہیں جیسے انہیں آپ کی تلاش ہو"...... کامران نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی چونک پڑے۔

"پھر"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں عمران صاحب۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اس سارے پہاڑی علاقے کو بھی کھود ڈالیں تب بھی وہ آپ تک نہیں پہنچ سکتے۔ میں تو صرف آپ کو اطلاع دے رہا ہوں"۔ کامران نے کہا۔

"دیکھ لو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اچانک ہمارے سروں پر پہنچ جائیں"...... عمران نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ نے خود یہاں سے باہر جا کر دیکھ لیا ہے۔ آپ بتائیں کہ کیا وہ یہاں پہنچ سکتے ہیں"...... کامران نے کہا۔

"پھر بھی تمہیں محتاط رہنا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ اس سے پہلے بھی ہزاروں بار چیکنگ ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت کرنے والا ہے"...... کامران نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے سر ہلا دیا اور پھر کامران کچھ دیر بیٹھ کر واپس چلا گیا۔

"اگر ناٹران اس اڈے کے بارے میں معلومات حاصل کر بھی لے گا تو اصل مسئلہ تو پھر بھی وہیں رہ جائے گا کہ وہاں تک پہنچا کیسے

ائے"...... جولیا نے کہا۔

"ایسے اڈوں کے کئی راستے رکھے جاتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی خفیہ راستہ ایسا ہو گا جسے پہاڑی کے اندر سے بنایا گیا ہو گا تاکہ اگر انتہائی خطرہ ہو تو اس راستے سے لوگوں کو نکالا جا سکے"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر دو ی بجائے تین گھنٹوں بعد عمران نے ایک بار پھر فون پیس اٹھایا اور ے آن کر کے اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں س نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا کیونکہ فون آف کرتے ہی وہ خود بخود آف ہو جاتا تھا۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"اب بار بار کیا تعارف کراؤں۔ مجھے شرم آتی ہے کہ اتنی لمبی وڑی ڈگریاں بتاتا رہوں لیکن سننے والے کے کان پر جوں تک نہیں ینگتی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب آپ۔ سوری عمران صاحب کام نہیں ہو سکا کیونکہ پلاسن پہاڑی کی چوٹی پر بنائے جانے والے مواصلاتی سنٹر کی ئل پرائم منسٹر کی تحویل میں ہے اور سنٹر پرائم منسٹر صاحب نے کسی غیر ملکی فرم کے ذریعے اس انداز میں تعمیر کرایا ہے کہ وزارت یں کسی کو اس بارے میں کسی تفصیل کا کوئی علم نہیں ہے"۔ اٹران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہونا بھی ایسے ہی چاہئے تھا۔ مجھے پہلے ہی یہ توقع

تھی۔ بہرحال تم یہ معلوم کرو کہ ایم وی تھری ٹائپ ہیلی کاپٹر رابندر ٹو نامی ایئر بیس کے علاوہ اور کسی اڈے میں موجود ہیں یا نہیں اور یہ بھی معلوم کرو کہ ایم وی تھری ہیلی کاپٹر سے ملتا جلتا ہیلی کاپٹر اور کوئی ہے۔ اگر ہے تو وہ کہاں موجود ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں معلوم کراتا ہوں۔ یہ کام جلدی ہو جائے گا۔ تقریباً نصف گھنٹے کے اندر"...... ناٹران نے جواب دیا۔

"اوکے میں تمہیں فون کر لوں گا"...... عمران نے کہا اور ایک طویل سانس لے کر اس نے فون آف کر دیا۔

"عجیب گورکھ دھندے میں پھنس گئے ہیں اور وقت تیزی سے گزرتا چلا جا رہا ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اس بار واقعی ذہن بھی کام نہیں کر رہا"...... جولیا نے کہا۔

"کیوں نہیں کر رہا۔ یہاں سے نکلو اور کافرستان کے دارالحکومت چلو۔ وہاں جا کر کافرستان کے صدر یا وزیراعظم کو یرغمال بنا لیتے ہیں پھر دیکھو کس طرح مشن مکمل ہوتا ہے۔ تم کوئی کام بھی کرو تو"۔ تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایسی باتیں مت کیا کرو تنویر جنہیں سننے کے بعد یہ محسوس ہو کہ تم ذہنی طور پر ابھی بچے ہو"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ اپنی عمر کم ظاہر کرنے کے لئے ایسی باتیں کرتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس بار جولیا اور صفدر دونوں بے اختیار ہنس پڑے اور پھر آدھے گھنٹے تک وہ ایسی ہی ہلکی پھلکی باتیں کرتے

رہے۔ اس کے بعد عمران نے ایک بار پھر فون پیس اٹھایا اور اسے آن کر کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... ناٹران نے اپنی عادت کے مطابق کہا۔

"بچپن میں ایک فلم دیکھی تھی مسٹر نو۔ لیکن مسٹر یس آج تک بن ہی نہیں سکی۔ وجہ بتا سکتے ہو"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ناٹران بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ ایم وی تھری ہیلی کاپٹر بہت تھوڑی تعداد میں ہیں اور وہ صرف رابندر ٹو ایئر بیس میں ہیں اور وہاں بھی انہیں نہ صرف گراؤنڈ کر دیا گیا ہے بلکہ انہیں کیموفلاج بھی کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس پورے اڈے کو بھی ریڈ الرٹ کر دیا گیا ہے اور وہاں شاید آپ کا ہی انتظار کیا جا رہا ہے۔ بہرحال ماہرین کے مطابق ایم وی تھری ہیلی کاپٹر کی اصل میں بنیادی خصوصیت اس کے اندر شدید ترین سردی سے تحفظ کا نظام ہے اور دوسری بات یہ کہ یہ ہیلی کاپٹر بیس ہزار فٹ کی بلندی تک بھی آسانی سے پرواز کر سکتا ہے۔ اس جیسی خصوصیات رکھنے والا ایک اور ہیلی کاپٹر بھی ہے۔ ایم وی تھری ہیلی کاپٹر روسیاہ کی ایجاد ہے جبکہ دوسرا ہیلی کاپٹر جس کا کوڈ نام وائٹ سٹارم یا ڈبلیو ایس ہے وہ ایکریمیا کی ایجاد ہے اور اس کا ہی ساختہ ہے لیکن صرف ایک واضح

فرق ہے کہ اس کی پرواز ایم دی تھری ہیلی کاپٹر سے تقریباً پانچ ہزار فٹ کم ہے یعنی یہ پندرہ سولہ ہزار فٹ کی بلندی تک پرواز کر سکتا ہے البتہ اس کے اندر سردی سے تحفظ کا نظام ایم دی تھری سے کہیں زیادہ کامیاب ہے اور ڈبلیو ایس کا ہی ایک ہیلی کاپٹر کافرستان کے شمال مشرقی پہاڑی علاقے کاز کوہ کے ایئر فورس اڈے میں موجود ہے"...... دوسری طرف سے ناٹران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پندرہ سولہ ہزار فٹ کی پرواز عام ہے یا انتہائی حد ہے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"میرے خیال میں عمران صاحب یہ نان رسک پرواز ہے دونوں ہیلی کاپٹروں کی"...... ناٹران نے جواب دیا۔

"لیکن کاز کوہ کی پہاڑیاں تو مقبوضہ وادی مشکبار سے بہت فاصلے پر ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ پورا کافرستان پار کرنا پڑتا ہے اور اگر وہاں سے یہ ہیلی کاپٹر اڑا بھی لیا جائے تب بھی وہ یہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی ہٹ کر دیا جائے گا اور پھر اسے لامحالہ راستے میں فیول لینے کے لئے بھی لینڈ کرنا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"اگر آپ چاہیں تو ایک کام ہو سکتا ہے"...... ناٹران نے کہا۔

"کیا"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ ہیلی کاپٹر وہاں سے اڑا کر اسے کافرستان کے ہمسایہ ملک گاسام لے جایا جا سکتا ہے اور پھر وہاں سے لمبا چکر کاٹ کر اسے

بہادرستان میں اور بہادرستان سے اسے وادی مشکبار لے آیا جا سکتا ہے"...... ناٹران نے کہا۔

"نہیں۔ اتنا وقت ہی نہیں ہے اور دوسری بات یہ کہ اس میں دو دیگر ممالک بھی ملوث ہو جائیں گے اور کافرستان کو بھی ظاہر ہے اس کی اطلاع مل جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات تو ہے۔ پھر آپ جیسے حکم کریں"...... دوسری طرف سے ناٹران نے کہا۔

"فی الحال تو یہی کیا جا سکتا ہے کہ تم ہمارے حق میں دعا کرو۔ خدا حافظ"...... عمران نے کہا اور فون آف کر دیا۔

"اب کیا ہو گا"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہی ہو گا جو منظور خدا ہو گا کیونکہ مدعی میرا مطلب ہے تنویر لاکھ برا چاہے تب بھی کچھ نہیں ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آج تمہیں شاید احساس ہو رہا ہے کہ ناکامی کے کیا معنی ہوتے ہیں"...... تنویر نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ناکامی کا لفظ میں نے اپنی لغت سے نکال کر اسے گٹر میں پھینک دیا تھا لیکن شاید اب اسے دوبارہ نکال کر دھو دھا کر واپس لغت میں رکھنا پڑے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ پھر تو اس کے سوا اور کوئی حل نہیں ہے کہ ہم انتہائی طاقتور بم اس پہاڑی پر مار دیں۔ اس سے اور کچھ ہو نہ ہو

بہرحال کوئی نہ کوئی حرکت تو ہو گی۔ شاید اس طرح کوئی راستہ نکل آئے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"صفدر۔ کامران کو بلاؤ۔ کیپٹن شکیل کی بات سے میرے ذہن میں ایک آئیڈیا آیا ہے شاید کام بن جائے"...... عمران نے کہا تو صفدر اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کامران کے ساتھ واپس آگیا۔

"کیا پوزیشن ہے فوجی چیکنگ کی"...... عمران نے کامران سے پوچھا۔

"وہ اپنی پوری تسلی کر کے واپس چلے گئے ہیں"...... کامران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا بیٹھو اور میری بات غور سے سنو"...... عمران نے کہا اور کامران اس کے سامنے دری پر بیٹھ گیا۔

"یہاں سے قریب ترین ایسا کوئی فوجی اڈا ہے جہاں جنگی طیارے موجود رہتے ہوں"...... عمران نے کہا۔

"جنگی طیارے۔ وہ تو کاز کوہ وادی کے اڈے میں ہوتے ہیں۔ یہاں سے تقریباً پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے"...... کامران نے جواب دیا۔

"کس قسم کے جنگی طیارے ہیں یہ"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے ان کا تکنیکی کام تو معلوم نہیں البتہ اگر آپ کہیں تو میں معلوم کر سکتا ہوں"...... کامران نے کہا۔

"کیسے معلوم کرو گے"...... عمران نے پوچھا۔

"کاز کوہ وادی میں ہمارا ایک خفیہ سنٹر موجود ہے بلکہ ہمارا ایک خاص آدمی اس اڈے میں بھی ہے۔ وہ کنٹرول آفس میں کام کرتا ہے۔ اس سے فون پر بات کرتا ہوں"...... کامران نے کہا۔

"کیا فون کال چیک نہیں ہو جائے گی"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

جی نہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ یہ خصوصی ساخت کا فون ہے اور ایسا ہی فون پیس اس کے پاس بھی ہے۔ ویسے تو اس کا نام سورج سنگھ ہے لیکن دراصل وہ مسلمان ہے اور اس کا نام گل شاہ ہے"...... کامران نے کہا۔

"اس سے بات کرو اور پھر میری بات کراؤ اس سے"...... عمران نے کہا تو کامران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فون پیس اٹھایا اور اس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دو"...... عمران نے کہا تو کامران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے فون اٹنڈ کر لیا گیا۔

"یس۔ سورج سنگھ بول رہا ہوں"...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"اوہ سوری۔ رانگ نمبر"...... کامران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون آف کر دیا۔

"اب وہ اپنے خصوصی فون پیس کو آن کرے گا اور پھر گفتگو محفوظ ہو جائے گی"...... کامران نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کامران نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سورج سنگھ بول رہا ہوں"...... اس بار رابطہ ہوتے ہی وہی آواز سنائی دی۔

"کے ایس ون بول رہا ہوں"...... کامران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں گل شاہ ہوں"...... اس بار دوسری طرف سے مسکراتے ہوئے کہا گیا۔

"گل شاہ۔ ریڈ لائٹ کے بارے میں تمہیں اطلاعات مل چکی ہوں گی"...... کامران نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"ریڈ لائٹ اپنے ساتھیں سمیت یہاں میرے پاس موجود ہیں اور وہ تم سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... کامران نے کہا۔

"ریڈ لائٹ۔ تمہارا مطلب ہے کہ علی عمران صاحب۔ ان کی بات کر رہے ہو ناں"...... اس بار دوسری طرف سے انتہائی جوشیلے لہجے میں کہا گیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ہاں وہی"...... کامران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ یہ تو میری خوش قسمتی ہو گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو شاہ صاحب یہ آپ کی مہربانی ہے کہ آپ میرے بارے میں ایسے خیالات رکھتے ہیں لیکن میرے پاس وقت بے حد کم ہے اس لئے تفصیلی بات نہیں ہو سکتی۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ کے اڈے میں کس ٹائپ کے جنگی طیارے موجود ہیں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جنگی طیارے دو ٹائپ کے ہیں سر۔ ایس ون اور کراس بلیو سیون"...... گل شاہ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر ہلکی سی مایوسی کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ جو کچھ وہ سوچ رہا تھا اس لحاظ سے یہ دونوں طیارے اس کے کام نہیں آسکتے تھے۔

"بس یہی دو ٹائپ کے طیارے ہیں یا کوئی اور طیارہ یا ہیلی کاپٹر بھی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ایک نیا طیارہ ماؤنٹین ہاک بھی ہے۔ اسے آزمائشی پرواز کے لئے یہاں لایا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی جوش کے تاثرات ابھر آئے۔

"ماؤنٹین ہاک کس نمبر کا ہے"...... عمران نے بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

"ایکس وی الیون جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ کیا وہ چالو حالت میں ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ لیکن ابھی اسے پرواز کی اجازت نہیں ملی اس لئے ابھی

پروازچیک نہیں کی گئی"...... گل شاہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو گل شاہ۔ کیا تم اس طیارے کو پائلٹ کر لو گے"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ میرے پاس پائلٹ ٹریننگ نہیں ہے"...... گل شاہ نے جواب دیا۔

"اگر ہم اس طیارے کو حاصل کرنا چاہیں تو کیا کریں"۔ عمران نے کہا۔

"سر۔ طیارے میں تو ابھی تک فیول بھی نہیں بھرا گیا البتہ اگر آپ کہیں تو فیول تو فل کرایا جا سکتا ہے لیکن ظاہر ہے جناب کہ طیارہ تو ایئرپورٹ سے ہی اڑ سکتا ہے لیکن یہاں تو انتہائی سخ انتظامات ہیں"...... گل شاہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کتنے آدمی ہیں اس اڈے پر"...... عمران نے پوچھا۔

"آدمیوں سے آپ کی مراد سیکورٹی سے یا کل تعداد"...... گل شا نے کہا۔

"کل تعداد"...... عمران نے کہا۔

"ساٹھ ستر افراد تو ہوں گے البتہ سیکورٹی کی تعداد بیس ک قریب ہے"...... گل شاہ نے جواب دیا۔

"کمانڈر کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ایئر کمانڈر جے سنگھ"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا تم مجھے اس اڈے سے باہر کسی جگہ مل سکتے ہو"...... عمر

نے کہا۔

"یس سر۔ ساتھ ہی چھوٹا سا قصبہ ہے وہاں ہوٹل ہے ہم سب کثر وہاں آتے جاتے رہتے ہیں"...... گل شاہ نے کہا۔

"اوکے ۔ ہم وہاں پہنچ رہے ہیں۔ تم ہمیں اس ہوٹل کا پتہ بتا "...... عمران نے کہا۔

"جناب ایک ہی ہوٹل ہے۔ کاسموس ہوٹل۔ ایک ریٹائر فوجی نے کھولا ہوا ہے۔ آپ کب تک پہنچ جائیں گے"...... گل شاہ نے ہا۔

"اسے بتاؤ"...... عمران نے فون پیس کامران کی طرف بڑھاتے ئے کہا۔

"گل شاہ میں کامران بول رہا ہوں۔ میں عمران صاحب اور ان ے ساتھیوں کے ساتھ آؤں گا۔ ہم کل صبح وہاں پہنچ جائیں گے"۔ ران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کل صبح سے پہلے وہاں پہنچ جاؤں گا۔ تمہارے نے کی وجہ سے شناخت کا بھی کوئی مسئلہ نہ رہے گا"...... گل شاہ کہا۔

"اوکے ۔ خدا حافظ"...... کامران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی نے فون آف کر دیا۔

"ماؤنٹین ہاک جیسا جدید ترین طیارہ۔ یہ تو میرے ذہن میں نہ کہ ایسا طیارہ بھی یہاں قریب ہی مل سکتا ہے۔ ویری گڈ۔ میرا

خیال ہے کہ آخرکار اللہ تعالیٰ کو ہم پر رحم آ ہی گیا ہے"...... عمرا
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ طیارہ تو چوٹی کے اوپر سے گزر جائے گا پھ
آپ کیا کریں گے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی بات میں بھی سوچ رہا ہوں کہ اس طیارے سے ہم زیا
سے زیادہ اس چوٹی کی سیر ہی کر سکیں گے اور کیا ہو گا"......
نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ عمران صاحب اس پر کوئی طاقتور بم فائر کر
چاہتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا

"ماؤنٹین ہاک طیارے میں ایک صفت ہے کہ اس کی رف
انتہائی کم بھی کی جا سکتی ہے اور انتہائی تیز بھی اور اس طیارے
تھری ایکس ون ہنڈرڈ فائیو ٹائپ میزائل گنیں بھی موجود ہوتی ہیں
یہ اس قدر طاقتور ہوتی ہیں کہ ایک چھوٹی پہاڑی کو تباہ کیا جا
ہے۔ چنانچہ اب آخری چارہ کار کے طور پر ہم پہلے اس چوٹی پر
گزرتے ہوئے اس پر میزائل فائر کریں گے۔ پورا میگزین۔ اس
یہ ہو گا کہ چوٹی پر موجود تمام برف پگھل کر اور پانی بن کر نیچے
جائے گا۔ پھر ہم واپس آ کر پیراشوٹ کے ذریعے اس چوٹی پر چھلا
لگا دیں گے اور اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ ایک بار وہاں
تو جائیں"...... عمران نے بتاتے ہوئے کہا لیکن سب ساتھی ہو
بھینچے خاموش رہے۔

"عمران صاحب پھر میں تیاری کروں وہاں جانے کی"۔ کامران
ے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا تو کامران اٹھا اور سر ہلاتا ہوا واپس مڑ

"یہ کیا احمقانہ منصوبہ سوچا ہے تم نے۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب
ہو گیا۔ طیارے سے پیراشوٹ کے ذریعے پہاڑی پر چھلانگیں
گے اور برف کو پگھلا کر پانی بنا دیں گے۔ نانسنس۔ کیا ہوا
تمہیں"...... کامران کے باہر جاتے ہی جولیا نے آنکھیں نکالتے
ئے کہا۔

"ہاں عمران صاحب یہ واقعی احمقانہ منصوبہ ہے"...... صفدر
کہا۔

"ہاں۔ اب جب عقل ساتھ چھوڑ جائے تو پھر تم کیا چاہتے ہو کیا
ت کو بھی جواب دے دوں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں بلکہ سچ بتاؤ کہ تمہارے ذہن میں کیا پلان ہے۔ یہ تو شاید
کامران کی وجہ سے بات بنائی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"اور کیا بتاؤں۔ اب زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے"۔ عمران
بناتے ہوئے کہا۔

"بس بس۔ زیادہ ڈرامہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اصل بات
...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ماؤنٹین ہاک طیارے سے ہم رابندر تو پہنچیں گے اور پھر وہاں

سے ایم وی تھری ہیلی کاپٹر اڑائیں گے۔ اس کے علاوہ اور کوئی چاہ نہیں ہے"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

" اوہ۔ اوہ۔ واقعی۔ یہ واقعی بہترین حل ہے۔ ویری گڈ"۔ تنو نے اچھلتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی سب نے اس انداز میں سر ہلا دیئے جیسے بات اب ان سب کی سمجھ میں آ گئی ہو۔

ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کرنل ٹھاکر لکڑی کے بنے ہوئے ایک ھوٹے سے احاطے میں کسی زخمی شیر کی طرح ٹہل رہا تھا۔ لکڑی کا یہ حاطہ کشنور نامی پہاڑی کے دامن میں واقع ایک چھوٹے سے پہاڑی یلے سے کچھ فاصلے پر بنا ہوا تھا۔ احاطے کے اندر ایک طرف ایک ھوٹا سا ہیلی کاپٹر بھی موجود تھا۔ کرنل ٹھاکر کو چتالی میں ہی اطلاع ل چکی تھی کہ اس کے نائب کو ایک چیک پوسٹ پر ہلاک کر دیا گیا ے اور ملٹری انٹیلی جنس کے ہیلی کاپٹر کو اڑا کر پلاسن کی طرف لے نے والے پاکیشائی ایجنٹ تھے۔ گو اس نے سیکرٹ سروس کے یف شاگل کو اس بارے میں خود ہی اطلاع دی تھی لیکن پھر شاگل ے اس سے رابطہ نہ کیا تھا البتہ بعد میں اس کے آدمیوں نے اسے ل رپورٹ دی تھی کہ پاکیشائی ایجنٹوں نے پلاسن میں ایئر فورس یزائل اڈا تباہ کر دیا تھا اور اس کے بعد ملٹری انٹیلی جنس کا ہیلی

کاپٹر بھی ساگن سے کافی فاصلے پر ایک پہاڑی سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا تھا اور کرنل ٹھاکر کو یہ اطلاع بھی مل گئی تھی کہ پاکشیائی ایجنٹ ساگن نامی قصبے کے قریب کسی جگہ چھپے ہوئے ہیں جس پر اس نے شاگل سے دوبارہ رابطہ کیا تو اسے پتہ چلا کہ شاگل ساگن سے تقریباً بیس کلو میٹر دور ایک پہاڑی سڑک پر زخمی حالت میں پڑا ہوا پایا گیا ہے اور اس کے سینے میں گولی لگی تھی لیکن اس زخم سے باقاعدہ گولی نکال لی گئی تھی بلکہ اس پر انتہائی ماہرانہ انداز میں بینڈیج بھی کی گئی تھی۔ شاگل ہوش میں آنے کے بعد فوراً کسی قریبی قصبے میں پہنچا اور پھ وہاں سے اس نے صدر صاحب کو تمام صورت حال بتائی جس پ وہاں موجود ایک فوجی چھاؤنی کے افسروں کو شاگل کا علاج کرنے ک حکم دیا گیا اور شاگل کو اس چھاؤنی میں لے جایا گیا اور پھر وہاں اس ک باقاعدہ علاج کیا گیا اور ابھی تک شاگل اس فوجی چھاؤنی میں موجو ہے جبکہ کافرستان سے سیکرٹ سروس کی ٹیم جو شاگل کے ساتھ پلاسن پہنچی تھی وہ میزائل اڈے کی تباہی کے ساتھ ہی ہلاک ہو گ تھی اور پھر صدر مملکت نے خصوصی طور پر ان پاکیشیائی ایجنٹوں ک ہلاکت کا ٹاسک کرنل ٹھاکر کے ذمے لگا دیا تھا اور اسے حکم دیا تھا ک وہ فوج کی مدد سے ساگن کی ناکہ بندی کر کے وہاں سے انہیں برآ کرائیں اور انہیں ہلاک کر دیں۔ چنانچہ کرنل ٹھاکر چتالی سے پہنچا اور اس نے اس احاطہ میں ملٹری انٹیلی جنس کا سب ہیڈ کوار قائم کر کے فوج کی مدد سے ساگن کا گھیراؤ کر لیا لیکن فوج

روست چیکنگ کے باوجود ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا کہیں سراغ نہ ملا اور فوجی دستے بے نیل و مرام واپس چلے گئے تھے لیکن کرنل ٹھاکر یقین تھا کہ یہ لوگ بہرحال یہیں چھپے ہوئے ہیں کیونکہ وہ جس کی کاپٹر پر آئے تھے وہ بھی ساگن سے کچھ فاصلے پر تباہ ہوا تھا اور پھر اگل پر بھی حملہ ساگن میں ہی کیا گیا تھا اور شاگل نے جو کچھ صدر احب کو بتایا تھا اس کے مطابق عمران اور اس کے ساتھی یہاں دی مشکبار کی آزادی کی تحریک کے کسی خفیہ اڈے میں چھپے ے ہیں اور اس نے ان کا سراغ لگا لیا تھا لیکن پھر اس پر حملہ کر دیا یا۔ اس سے بھی کرنل ٹھاکر کے شبہ کو تقویت ملی تھی۔ گو اس ے کو ٹریس نہ کیا گیا تھا لیکن کرنل ٹھاکر نے نہ صرف اپنی تنظیم ے خاص افراد کو مختلف جگہوں پر معلومات حاصل کرنے کے لئے وایا تھا بلکہ اس نے یہاں مخصوص مواصلاتی نظام بھی قائم کر دیا ا تاکہ اگر کوئی ٹرانسمیٹر یا فون کال ہو تو اسے بھی چیک کیا جا سکے ن ابھی تک نہ ہی ان لوگوں کے بارے میں کوئی اطلاع ملی تھی ر نہ ہی کسی فون یا ٹرانسمیٹر کال کے بارے میں کچھ پتہ چلا اس لئے بے چینی کے عالم میں مسلسل ٹہل رہا تھا کیونکہ اب صدر صاحب نے تمام تر ذمہ داری براہ راست اس پر ڈال دی تھی اور یہ اس کے ے ایک لحاظ سے چیلنج تھا لیکن اسے احساس ہو رہا تھا کہ اگر اسی رح وقت گزرتا رہا تو پھر وہ اس چیلنج کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ وہ یہی یں سوچتا ہوا ٹہل رہا تھا کہ اچانک احاطے کا بیرونی دروازہ کھلا تو

وہ چونک کر اس طرف دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے وہ اندر آتے ہوئے ایک نوجوان کو دیکھ کر چونک پڑا۔ یہ کیپٹن رمیش تھا۔ مواصلاتی سنٹر کا انچارج۔ یہ مواصلاتی سنٹر اس احاطے سے ہٹ کر ایک پہاڑی غار میں قائم کیا گیا تھا۔ کیپٹن رمیش کی اس طرح بذات خود آمد سے اسے احساس ہو گیا تھا کہ کوئی اہم بات ہوئی ہے ورنہ وہ ٹرانسمیٹر پر بھی بات کر سکتا تھا۔

"کیا بات ہے کیپٹن رمیش"...... کرنل ٹھاکر نے کیپٹن رمیش کے قریب آتے ہی سرد لہجے میں پوچھا۔

"سر۔ ایک انتہائی خفیہ کال کیچ کی گئی ہے۔ میں اس بارے میں آپ سے بات کرنے آیا ہوں"...... کیپٹن رمیش نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اس کے لئے خود آنے کی کیا ضرورت تھی۔ فون پر بھی تو بات ہو سکتی تھی"...... کرنل ٹھاکر نے سخت لہجے میں کہا۔

"سر آپ کو بریف کرنا ضروری تھا"...... کیپٹن رمیش نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا بتاؤ کیا رپورٹ ہے"...... کرنل ٹھاکر نے کہا۔

"سر جو کال کیچ کی گئی ہے وہ کافرستان کے سپیشل مواصلاتی سیٹلائٹ سے منسلک ہے۔ اس سیٹلائٹ سے جو صرف ریڈ کالز کے لئے مخصوص ہے"...... رمیش نے جواب دیا تو کرنل ٹھاکر بے اختیار اچھل پڑا۔

"ریڈ کالز۔ تمہارا مطلب ہے صرف ٹاپ حکام کی ٹاپ سیکرٹ کالز"...... کرنل ٹھاکر نے کہا۔

"یس سر"...... رمیش نے جواب دیا۔

"کیا کال ہے۔ بتاؤ"...... کرنل ٹھاکر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سر۔ ایک فون کال کیچ کی گئی ہے لیکن اس فون کال میں جو گفتگو ہوئی ہے وہ سمجھ نہیں جا رہی"...... رمیش نے کہا۔

"کیا کوڈ میں ہے"...... کرنل ٹھاکر نے پوچھا۔

"نو سر۔ البتہ فون خصوصی ساخت کا ہے جو الفاظ کو اس انداز میں گڈمڈ کر دیتا ہے کہ لفظ سمجھ میں نہیں آ رہے لیکن میں نے ایس آر ایس سسٹم پر اسے مانیٹر کرنے کے لئے کہہ دیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ کسی حد تک اس گفتگو کو ہم سمجھ لینے میں کامیاب ہو جائیں گے"...... رمیش نے کہا۔

"تو پھر اب یہاں کیوں آئے ہو۔ پہلے اسے چیک کرتے پھر آتے"...... کرنل ٹھاکر نے کہا۔

"میں یہ بتانے آیا ہوں سر کہ یہ کال ساگن کے علاقے سے کی گئی ہے اور کال کازکوہ میں رسیو کی گئی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ کازکوہ میں ایئر فورس کا خاصا بڑا اڈا موجود ہے جہاں انتہائی جدید ترین جنگی طیارے موجود ہیں"...... کیپٹن رمیش نے کہا تو کرنل ٹھاکر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت پریشانی کے تاثرات ابھر

آئے تھے۔

"اوہ۔ اوہ پھر تو اس کال کو ضرور سنا جانا چاہئے۔ یہ بے حد اہم ہے"...... کرنل ٹھاکر نے کہا۔

"یس سر۔ میرا بھی یہی خیال ہے"...... کیپٹن رمیش نے کہا۔

"اوکے پھر تم جاؤ اور جیسے ہی اس کال کے بارے میں معلومات حاصل ہوں مجھے بتانا"...... کرنل ٹھاکر نے کہا تو کیپٹن رمیش نے اثبات میں سر ہلایا اور واپس مڑ گیا جبکہ کرنل ٹھاکر اب احاطے کے اندر بنے ہوئے کمرے میں جا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ساگن سے کازکوہ کال کیوں کی گئی ہو گی"...... کرنل ٹھاکر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک خیال کے آتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے سامنے میز پر موجود سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور اس پر دو نمبر پریس کر دیئے۔ یہ نمبر اس کے مواصلاتی سنٹر کے تھے۔

"یس"...... ایک آواز سنائی دی۔

"کرنل ٹھاکر بول رہا ہوں۔ کیپٹن رمیش پہنچ گیا ہے"۔ کرنل ٹھاکر نے کہا۔

"یس سر۔ آ رہے ہیں سر۔ یہ لیجئے بات کیجئے سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو کیپٹن رمیش۔ کازکوہ اڈے کے ایئر کمانڈر کا نمبر کیا ہے۔ میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں"...... کرنل ٹھاکر نے کہا۔

"یس سر۔ میں ابھی دیکھ کر بتاتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا۔

"تم اس کال کو چیک کراؤ ہر قیمت پر"...... کرنل ٹھاکر نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے چند لمحوں بعد ہاتھ ہٹایا تو ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ کازکوہ ایم آر سی سنٹر"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"چیف آف ملٹری انٹیلی جنس کرنل ٹھاکر بول رہا ہوں۔ ایئر کمانڈر سے بات کراؤ"...... کرنل ٹھاکر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ ایئر کمانڈر جے سنگھ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کرنل ٹھاکر بول رہا ہوں۔ یہ بتائیں کہ آپ کے اڈے میں کیا ایم وی تھری ٹائپ کے ہیلی کاپٹر بھی ہوتے ہیں"...... کرنل ٹھاکر نے کہا۔

"ایم وی تھری ہیلی کاپٹر۔ اوہ نہیں۔ وہ تو رابندر ٹو ایئر بیس پر ہیں۔ یہاں تو نہیں ہیں اور یہاں تو وہ ہیلی کاپٹر ایک طرف گن شپ ہیلی کاپٹر بھی موجود نہیں ہیں۔ یہاں صرف جنگی طیارے ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے شکریہ"...... کرنل ٹھاکر نے مطمئن لہجے میں کہا اور اس

کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر ایک پھر بیزاری کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اب اسے اس کال کوئی دلچسپی نہ رہی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سوائے ایم ڈی تھری ہیلی کاپٹر کے اور کوئی ہیلی کاپٹر یا طیارہ پلاسن چوٹی پر موجود اڈے کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا لیکن تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل ٹھاکر نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیپٹن رمیش بول رہا ہوں سر۔ کال کے الفاظ کو کسی حد تک سمجھ لیا گیا ہے اور یہ کال ایک بار نہیں بلکہ دو بار کی گئی ہے۔ مکمل طور پر تو سمجھ نہیں آ سکی لیکن کسی حد تک بات سمجھ میں آ گئی ہے"...... کیپٹن رمیش نے کہا۔

"کیا بات ہوئی ہے"...... کرنل ٹھاکر نے پوچھا۔

"سر وہاں کازکوہ ایئر فورس اڈے میں کوئی جدید ترین طیارہ آزمائشی پرواز کے لئے موجود ہے جس کا نام ماؤنٹین ہاک ہے۔ اس طیارے کے بارے میں باتیں ہو رہی تھیں۔ میرا خیال ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ اس طیارے کو حاصل کرنا چاہتے ہیں"...... کیپٹن رمیش نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ تم غلط سمجھے ہو۔ وہ طیارہ حاصل کر کے کیا کریں گے۔ طیارے کی مدد سے وہ اپنا مشن مکمل نہیں کر سکتے"...... کرنل ٹھاکر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ اس جدید ترین طیارے کو کسی رح اپنے مشن میں استعمال کر سکتے ہوں اور اگر نہ بھی کر سکتے ہوں ہمارے لئے یہ اہم موقع ہے کہ ہم کازکوہ اڈے کو گھیر لیں اور یہ گ جیسے ہی وہاں پہنچیں انہیں ہلاک کر دیں"...... کیپٹن رمیش نے کہا۔

"تو کیا یہ بات یقینی ہے کہ یہ لوگ وہاں پہنچیں گے"۔ کرنل کر نے کہا۔

"یس سر۔ کال سے تو یہی پتہ چلتا ہے۔ ان کا کوئی آدمی وہاں ے پر موجود ہے"...... کیپٹن رمیش نے کہا۔

"لیکن اڈے کی تو اپنی سیکورٹی ہے وہ لوگ وہاں سے کیسے طیارہ صل کر سکتے ہیں"...... کرنل ٹھاکر نے کہا۔

"وہ سیکرٹ ایجنٹ ہیں سر اس لئے وہ سیکورٹی سے بھی ٹکرا سکتے ں"...... کیپٹن رمیش نے کہا۔

"اوہ پھر ہمیں خود کوئی اقدام نہیں کرنا چاہئے۔ مجھے صدر صاحب رپورٹ دینی چاہئے پھر وہ جیسے حکم دیں۔ اوکے تم میری کال کا تظار کرو"...... کرنل ٹھاکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یڈل دبایا اور پھر ہاتھ ہٹانے اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے بر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز ائی دی۔

" چیف آف ملٹری انٹیلی جنس کرنل ٹھاکر بول رہا ہوں۔ صدر صاحب کو ایک اہم رپورٹ دینی ہے "...... کرنل ٹھاکر نے کہا۔

" ہولڈ آن کریں "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں "...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوبارہ وہی آواز سنائی دی۔

" یس "...... کرنل ٹھاکر نے کہا۔

" صدر صاحب سے بات کریں "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" سر۔ میں کرنل ٹھاکر بول رہا ہوں سر "...... کرنل ٹھاکر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" یس۔ کیا بات ہے "...... صدر صاحب نے باوقار لہجے میں پوچھا تو کرنل ٹھاکر نے کال ٹریس ہونے سے لے کر اب تک کی ساری رپورٹ تفصیل سے بتا دی۔

" اوہ۔ تو یہ لوگ وہاں سے ماؤنٹین ہاک طیارہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن کیوں۔ یہ جنگی طیارہ انہیں کیا فائدہ دے سکتا ہے "۔ صدر صاحب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔ اگر آپ کہیں تو ہم اس اڈے کے گرد پھیل جائیں اور ان لوگوں کو ہلاک کرنے کی کوشش کریں "...... کرنل ٹھاکر نے کہا۔

" وہاں ایئر فورس سنٹر کے اپنے حفاظتی انتظامات ہیں۔ تمہاری وہاں موجودگی سے معاملات الجھ بھی سکتے ہیں اس لئے تم لوگ وہاں مت جاؤ۔ میں انہیں کہہ دیتا ہوں۔ وہ ہوشیار رہیں گے " صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل ٹھاکر نے رسیور رکھ دیا۔ پھر چند لمحوں بعد اس نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

" یس سر "...... دوسری طرف سے کیپٹن رمیش کی آواز سنائی دی۔

" کرنل ٹھاکر بول رہا ہوں۔ میری صدر صاحب سے بات ہو گئی ہے۔ انہوں نے ہمیں وہاں جانے سے منع کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہماری وہاں موجودگی سے معاملات الجھ سکتے ہیں اس لئے وہ اس اڈے کی سیکورٹی کو مزید الرٹ کر دیں گے البتہ اور کوئی کال ہو تو تم نے اسے چیک کرنا ہے "...... کرنل ٹھاکر نے کہا۔

" یس سر "...... کیپٹن رمیش نے کہا اور کرنل ٹھاکر نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

جیپ تیزی سے پہاڑی راستوں پر چکر کاٹتی ہوئی پلاسن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر شاگل موجود تھا۔ شاگل اب بالکل ٹھیک ہو چکا تھا اور اس نے فوجی چھاؤنی جہاں اس کا علاج کیا گیا تھا وہاں سے کافرستان سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کال کر کے اپنے سیکشن کے شعبے کے پندرہ افراد کو پلاسن میں کال کر لیا تھا اور اس وقت وہ اس فوجی جیپ کے ذریعے اس چھاؤنی سے پلاسن جا رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی جہاں بھی ہوں گے بہرحال وہ ایک بار پھر پلاسن ہی پہنچیں گے اور اس بار اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ بہرحال انہیں ٹریس کر لے گا اس لئے وہ پلاسن کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک جیپ میں موجود ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی۔ شاگل نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ کرنل ٹھاکر کالنگ۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر سے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل ٹھاکر کی آواز سنائی دی تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

"یس۔ شاگل اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے چھاؤنی کال کی تھی تاکہ آپ سے بات ہو سکے۔ انہوں نے بتایا کہ آپ جیپ میں واپس پلاسن جا رہے ہیں اور جیپ میں اسپیشل ٹرانسمیٹر موجود ہے جس کی فریکونسی انہوں نے مجھے بتا دی ہے اس لئے میں نے اس فریکونسی پر کال کی ہے۔ اوور"...... کرنل ٹھاکر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو شاگل کے چہرے پر ابھر آنے والے حیرت کے تاثرات ختم ہو گئے۔

"کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔ اوور"...... شاگل نے کہا۔

"ہاں۔ ہمارے خصوصی سنٹر نے پاکیشیائی ایجنٹوں کی ایک کال پکڑی ہے۔ یہ کال ساگن سے کی جا رہی تھی اور کازکوہ میں وصول کی جا رہی تھی۔ اس کے مطابق کازکوہ کے ایئر فورس کے اڈے سے وہ لوگ وہاں موجود جدید ترین ماؤنٹین ہاک طیارہ اڑانے کی سازش کر رہے تھے جس پر میں نے صدر صاحب کو رپورٹ دی تو صدر صاحب نے مجھے وہاں کام کرنے سے روک دیا کیونکہ ان کے خیال کے مطابق ہماری وہاں موجودگی سے کنفوزیشن پیدا ہو سکتی ہے البتہ انہوں نے کہا ہے کہ وہ کازکوہ ایئر سنٹر کی سیکورٹی کو ریڈ الرٹ کر

دیں گے۔ پھر مجھے خیال آیا اور میں نے سوچا کہ آپ کو بھی بتا دوں اس لئے میں نے چھاؤنی جہاں آپ کا علاج ہو رہا تھا وہاں کال کی تھی۔ اوور"۔ کرنل ٹھاکر نے کہا۔

" ماؤنٹین ہاک جنگی طیارہ حاصل کرنے کی سازش۔ لیکن اس طیارے کے حاصل کرنے سے انہیں کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اوور"۔ شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی بات تو میری اور صدر صاحب کی سمجھ میں نہیں آ رہی۔ ویسے پہلے مجھے خیال آیا تھا کہ کہیں وہاں ایم وی تھری ہیلی کاپٹر موجود نہ ہوں لیکن میں نے سنٹر سے کنفرم کیا ہے۔ وہاں سوائے جنگی طیاروں کے کوئی عام ہیلی کاپٹر بھی موجود نہیں ہے۔ اوور"۔ کرنل ٹھاکر نے کہا۔

"کیا یہ بات کنفرم ہے کہ کازکوہ سے وہ لوگ واقعی طیارہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اوور"...... شاگل نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات کنفرم ہے۔ اوور"...... کرنل ٹھاکر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بہرحال پلاسن جا رہا ہوں۔ اگر یہ لوگ طیارہ حاصل بھی کر لیں گے تو اسے استعمال تو پلاسن پر ہی کریں گے۔ میں ان سے وہاں نمٹ لوں گا۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے تازہ ترین معلومات مجھے مہیا کر دی ہیں۔ اوور"...... شاگل نے کہا۔

" اوکے۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف

دیا۔

" کازکوہ یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے"...... شاگل نے نوجوان ائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

" وہ تو دوسری طرف ہے جناب۔ کافی فاصلے پر ہے"...... ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ کیا یہاں قریب کوئی ایسا اڈا ہے جہاں سے ہیلی کاپٹر سکے۔ میں کازکوہ جانا چاہتا ہوں"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ یہاں سے قریب ایک چھوٹا سا ایئر سنٹر ہے وہاں سے کاپٹر مل سکتا ہے"...... ڈرائیور نے کہا۔

"تو پھر چلو وہاں"...... شاگل نے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد شاگل ایک ہیلی کاپٹر میں سوار کوہ کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ہیلی کاپٹر کوہ کے ایئر سنٹر کی رینج میں داخل ہوا تو ہیلی کاپٹر میں موجود میٹر سے کال آنا شروع ہو گئی۔

"ہیلو ہیلو۔ کازکوہ ایئر سنٹر۔ ہیلی کاپٹر میں کون سوار ہے۔"...... ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

"چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں۔ میں کوہ ایئر سنٹر پر آ رہا ہوں۔ کون ہے ایئر کمانڈر۔ اس سے میری بات ۔ اوور"...... شاگل نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہیلو۔ ایئر کمانڈر جے سنگھ بول رہا ہوں۔ کیا آپ خود اس ہیلی

کاپٹر میں موجود ہیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے حیرت بھری آ
سنائی دی۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے میری روح ٹرانسمیٹر پر تم سے بات ک
رہی ہے۔ نانسنس۔ اوور"...... شاگل نے یکلخت پھٹ پڑنے وا
لہجے میں کہا۔

"اوہ سوری سر۔ لیکن یہ تو عام سا ہیلی کاپٹر ہے۔ سیکرٹ سروس
مخصوص ہیلی کاپٹر نہیں ہے اس لئے مجھے حیرت ہوئی تم
اوور"...... جے سنگھ نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں کازکوہ ایئرپورٹ پہنچ رہا ہوں انتہائی اہم مشن پر۔ و
تفصیل سے بات ہو گی۔ اوور"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور شاگل نے
ہی اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد
کاپٹر ایئر سنٹر کے ایک مخصوص حصے میں اتر گیا۔ جے سنگھ وہاں ش
کے استقبال کے لئے بذات خود موجود تھا۔

"آپ کی آمد ہمارے لئے باعث فخر ہے سر"...... جے سنگھ
قدرے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"شکریہ۔ تم اچھے آدمی ہو میں صدر صاحب سے کہہ کر تمہا
مزید ترقی کروا دوں گا"...... شاگل نے اپنی عادت کے مطابق ا
تعریف سنتے ہی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو جے سنگھ کے چہر
مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے جناب۔ دفتر میں پہنچتے ہی جے سنگھ نے پہلے سے بھی زیادہ خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"میں ڈیوٹی پر ہوں اور ڈیوٹی کے دوران میں کچھ نہیں پیتا پلاتا۔ تم یہ بتاؤ کہ تمہارے ایئر سنٹر پر ماؤنٹین ہاک نامی جنگی طیارہ موجود ہے"...... شاگل نے کہا تو جے سنگھ بے اختیار اچھل پڑا۔

"یس سر۔ وہ آزمائشی پرواز کے لئے بھجوایا گیا تھا لیکن پھر اعلیٰ حکام نے اس پرواز کو تا حکم ثانی معطل کر دیا ہے"...... جے سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

"کیا یہاں اس طیارے کا کوئی ماہر موجود ہے جو اس کی تمام خصوصیات سے واقف ہو"...... شاگل نے پوچھا۔

"یس سر۔ کیپٹن جانسن موجود ہے سر۔ وہ طیارے کا خصوصی ماہر ہے اور اسی لئے یہاں بھیجا گیا ہے تاکہ وہ کسی بھی ممکنہ گڑبڑ کو ٹھیک کر سکے"...... جے سنگھ نے کہا۔

"اسے بلاؤ یہاں"...... شاگل نے کہا تو جے سنگھ نے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"جے سنگھ بول رہا ہوں۔ کیپٹن جانسن کو آفس بھیجو"...... جے سنگھ نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر باقاعدہ ایئر فورس کی یونیفارم موجود تھی۔ اس نے اندر آکر جے سنگھ اور شاگل

کو باقاعدہ سیلوٹ کیا کیونکہ سارے ایئر سنٹر کو معلوم ہو چکا تھا کہ شاگل کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔

" بیٹھو کیپٹن جانسن"...... شاگل نے سر ہلا کر سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تھینک یو سر"...... کیپٹن جانسن نے کہا اور کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

" کیپٹن جانسن۔ ماؤنٹین ہاک طیارہ کیا کسی ہیلی کاپٹر کی طرح کسی پہاڑی پر اتر سکتا ہے"...... شاگل نے کیپٹن جانسن سے کہا۔

" نو سر۔ یہ تو جنگی طیارہ ہے سر۔ یہ کیسے کسی پہاڑی پر اتر سکتا ہے"...... کیپٹن جانسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" دیکھو کیپٹن جانسن۔ پاکیشیائی ایجنٹ اس ایئر سنٹر سے ماؤنٹین ہاک طیارہ اڑانے کی سازش کر رہے ہیں اور ان کا مشن یہ ہے کہ وہ پلاسن چوٹی جو کہ تقریباً اٹھارہ ہزار فٹ بلند ہے، پر اتر کر وہاں ایک مخصوص اڈے کو تباہ کر سکیں۔ میں اسی لئے یہاں آیا ہوں کہ آخر وہ کس لئے یہ طیارہ اڑانا چاہتے ہیں"...... شاگل نے کہا۔

" نہیں سر۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے سر۔ البتہ یہ طیارہ اٹھارہ ہزار فٹ کیا اٹھائیس ہزار فٹ کی بلندی پر بھی اڑ سکتا ہے اور اسے انتہائی تیزی سے اڑایا جا سکتا ہے لیکن بہرحال یہ کسی پہاڑی چوٹی پر تو کیا کسی وادی میں بھی نہیں اتر سکتا"...... کیپٹن جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پھر وہ خاص طور پر یہ طیارہ کیوں حاصل کرنا چاہتے ہیں"۔ اگل نے کہا۔

" سر۔ میں اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں"...... کیپٹن جانسن نے ایک بار پھر بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

" اس میں کس قسم کی گنیں موجود ہوتی ہیں"...... شاگل نے چھا تو اس کی تفصیل کیپٹن جانسن نے بتا دی۔

" اوہ نہیں۔ ان سے تو کسی صورت بھی یہ اڈا تباہ نہیں ہو سکتا۔ کے تم جا سکتے ہو"...... شاگل نے کہا تو کیپٹن جانسن اٹھا اور سلام یا اور پھر واپس چلا گیا۔

" یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ماؤنٹین ہاک طیارہ تو یہاں موجود ہے م پاکیشیائی ایجنٹ اسے کیسے حاصل کر سکتے ہیں"...... کیپٹن نسن کے جانے کے بعد جے سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور گل نے اسے ملٹری انٹیلی جنس کی طرف سے مخصوص کال یچ نے اور پھر اسے بتانے کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

" لیکن سر یہاں تو انتہائی سخت حفاظتی اقدامات ہیں۔ چند ایجنٹ اں کیسے اتنا بڑا کام کر سکتے ہیں۔ یہ تو صریحاً خودکشی کے مترادف گا"...... جے سنگھ نے کہا۔

" وہ انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ وہ تمہارے بس کے ں ہیں اس لئے میں خود یہاں آیا ہوں۔ تم چل کر مجھے اپنی حفاظتی ظامات کا معائنہ کراؤ تاکہ میں انہیں مزید بہتر کرنے کے بارے

میں تمہیں ہدایات دے سکوں"...... شاگل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... جے سنگھ نے بھی اٹھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر شاگل کے آگے بڑھتے ہی وہ مؤدبانہ انداز میں اس کے پیچھے چلتا ہوا آفس کے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

عمران اور اس کے ساتھی کاز کوہ جانے کے لئے تیار ہو چکے تھے کہ مران اندر داخل ہوا۔

" سر۔ گل شاہ کی طرف سے ایک اہم اطلاع موصول ہوئی ہے"...... کامران نے کہا تو عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار نک پڑے۔

" کیسی اطلاع"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" سر۔ گل شاہ نے اطلاع دی ہے کہ کافرستان سیکرٹ سروس کا یف شاگل ایک ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچا ہے اور اس نے وہاں بتایا ہے پاکیشیائی ایجنٹ ایئر سنٹر پر ریڈ کرنے والے ہیں اور وہاں سے تین ہاک طیارہ اڑانے کی کوشش کریں گے۔ اس نے بتایا ہے ملٹری انٹیلی جنس نے ایک مخصوص کال نہ صرف کیچ کر لی تھی بلکہ ے سن بھی لیا گیا تھا اور شاگل نے قریبی فوجی چھاؤنی سے مسلح

فوجیوں کا ایک بڑا دستہ وہاں منگوا لیا ہے اور اس کے ساتھ س [illegible] ماؤنٹین ہاک طیارے کو بھی کیمو فلاج کر دیا گیا ہے اور اس ک [illegible] خصوصی حفاظت کی جا رہی ہے"...... کامران نے تیز تیز لہجے می [illegible] ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ پھر تو وہاں جانا فضول ہے۔ شاگل نے ایک دستہ ک [illegible] ہمارے وہاں پہنچنے تک پوری فوجی چھاؤنی ہی طلب کر لیتی ہے اور ہ [illegible] وہاں خواہ مخواہ کے الجھاؤ میں پھنس جائیں گے"...... عمران نے ایک [illegible] طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" اسی لئے تو کہتی ہوں کہ شاگل کا خاتمہ کر دو۔ اب دیکھو اگر اس [illegible] ہلاک کر دیا جاتا تو اب یہ مسئلہ تو سامنے نہ آتا"...... جولیا نے ہون [illegible] بھینچتے ہوئے کہا۔

" اب واقعی مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو رہا ہے۔ بہرحال اب ت [illegible] آگے کی بات سوچنی ہے"...... عمران نے کہا۔

" میرا خیال ہے عمران صاحب کہ اس طرح ساری زندگی ہم [illegible] بھٹکتے ہی رہیں گے۔ ہمیں ایم وی تھری ہیلی کاپٹروں کے اڈے پر ہی [illegible] ریڈ کرنا چاہیئے"...... صفدر نے کہا۔

" نہیں۔ وہاں حالات اس سے بھی زیادہ سنگین ہوں گے [illegible] کامران تم جا سکتے ہو اور ہمارا پروگرام فی الحال منسوخ سمجھو"۔ عمران [illegible] نے کہا تو کامران سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

" عمران صاحب۔ ہمیں واپس پاکیشیا جانا چاہیئے۔ وہاں سے [illegible]

[illegible] وصی انتظامات کر کے پھر آنا چاہیے"...... صفدر نے کہا۔

" آنے جانے میں اتنا وقت لگ جائے گا کہ پھر واپس آنے کا فائدہ [illegible] نہیں ہو گا"...... عمران نے جواب دیا۔

" تو پھر آخر کیا کیا جائے۔ یہ تو لاینحل مشن بن گیا ہے"...... جولیا [illegible] نے جھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

" ہاں۔ اب تو واقعی یہی نظر آتا ہے کہ یہ لاینحل مسئلہ ہے اور [illegible] ب ایسی صورت پیش آ جائے تو اماں بی کا حکم ہے کہ ایسے وقت [illegible] اللہ تعالیٰ سے رجوع کیا جائے کیونکہ تمام بند دروازے کھولنے پر [illegible] قادر ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور [illegible] کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

" تم کیا کرنا چاہتے ہو"...... جولیا نے کہا۔

" وضو کر کے دو نفل نماز پڑھنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا [illegible] اس طرف کو بڑھتا چلا گیا جہاں پانی وغیرہ موجود تھا۔

" عمران صاحب درست کہہ رہے ہیں۔ واقعی اس موقع پر دعا ہی [illegible] جا سکتی ہے"...... صفدر نے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی [illegible] ت ہوتی کامران اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک مقامی آدمی [illegible] ا۔ عمران جو اس وقت پانی والے حصے کے قریب موجود تھا کامران [illegible] اس کے پیچھے آنے والے کو دیکھ کر مڑ گیا۔

" عمران صاحب۔ اللہ تعالیٰ کو شاید مجاہدین کی آزادی پر رحم آ گیا [illegible] ے"...... کامران نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران اور اس کے

ساتھی کامران کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

"کس پر رحم"...... عمران نے ان کی طرف بڑھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس آدمی کا نام بلال ہے اور یہ پلاسن کی اس چوٹی تک پہنچنے کا ایسا راستہ جانتا ہے جس کے بارے میں اور کوئی نہیں جانتا"۔ کامران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ ویری گڈ"...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے کامران اور بلال کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تو عمران خود بھی دری پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

"بلال پلاسن گاؤں کا رہنے والا ہے اور اتفاق سے یہ یہاں آیا اور ہمارے ایک ساتھی سے ملنے یہاں آگیا۔ یہ پلاسن میں تحریک آزادی کا رکن ہے۔ میں یہاں سے واپس گیا تو میری اس سے ملاقات ہو گئی۔ پلاسن کا سن کر میں نے ویسے ہی اس سے اڈے تک پہنچنے کے لئے کسی راستے کی بات کی تو اس نے بتایا کہ وہ ایسا راستہ جانتا ہے جس پر میں اسے فوراً آپ کے پاس لے آیا ہوں۔ میں نے آپ کے بارے میں اسے بتا دیا ہے"...... کامران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی اس اڈے تک پہنچنے کا کوئی راستہ ہے بلال صاحب"...... عمران نے اس بار براہ راست بلال سے مخاطب ہو کر

کہا۔

"بالکل ہے جناب۔ لیکن یہ راستہ اس قدر پر خطر ہے کہ اس پر سفر کرنا انتہائی جان جوکھوں کا کام ہے"...... بلال نے جواب دیا۔

"کیا تم اس راستے کی تفصیل بتا سکتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ لیکن اگر نقشہ موجود ہوتا تو زیادہ آسانی ہو جاتی"۔ بلال نے کہا۔

"میں لے آتا ہوں نقشہ"...... کامران نے اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑا اور باہر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"بلال صاحب۔ یہ راستہ کس قسم کا ہے جبکہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ پلاسن پہاڑی کسی پنسل کی طرح سیدھی ہے اور آدھی پہاڑی برف سے ڈھکی رہتی ہے اور چوٹی پر تو ہر وقت برفانی طوفان چلتے رہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے ابھی تک یقین نہ آ رہا ہو کہ ایسا کوئی راستہ بھی ہو سکتا ہے کیونکہ اب تک مسلسل ٹکریں مارنے کے باوجود وہ کوئی راستہ تلاش نہ کر سکے تھے جبکہ اب یہ آدمی کہہ رہا ہے کہ راستہ موجود ہے۔

"آپ کی بات درست ہے جناب۔ واقعی ایسا ہے لیکن قدرت کے اپنے کام ہوتے ہیں۔ یہ راستہ قدرتی ہے اور ایک کریک کی صورت میں آدھی پہاڑی تک چکر کاٹتا ہوا چلا جاتا ہے اور پھر باقی آدھی پہاڑی میں یہ پہاڑی کے اندر سے اوپر جاتا ہے اور وہی حصہ سب سے خطرناک ہے"...... بلال نے جواب دیا۔

"کیا آپ اس راستے سے کبھی چوٹی پر گئے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"یس سر۔ میں اپنے والد کے ساتھ دو بار جا چکا ہوں۔ دراصل پلاسن میں ہمارا قبیلہ سب سے قدیم قبیلہ ہے اور ہم قدیم عرصے سے اس علاقے میں رہتے آئے ہیں اس لئے یہاں پہاڑیوں میں راستے ہمارے دیکھے بھالے ہیں"...... بلال نے کہا۔

"لیکن اوپر خوفناک سردی سے بچاؤ آپ کیسے کرتے تھے"۔ عمران نے پوچھا۔

"اس پہاڑی کے دامن میں ایک جڑی بوٹی وافر مقدار میں ملتی ہے۔ اس بوٹی کا رس اگر مخصوص مقدار میں پی لیا جائے تو ایک مخصوص وقت تک انسانی جسم سردی سے محفوظ ہو جاتا ہے"۔ بلال نے کہا۔

"لیکن آپ وہاں کیا کرنے جاتے رہے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"چوٹی پر برف کے اندر ایک خاص قسم کی جڑی بوٹی پیدا ہوتی ہے جسے ہماری مقامی زبان میں شکا کو کہا جاتا ہے۔ اس بوٹی کے رس سے مقامی طور پر دوا بنائی جاتی ہے جسے شکا کو دوا کہا جاتا ہے اور یہ دوا اس علاقے میں پائی جانے والی ایک انتہائی خوفناک مرض کا انتہائی اکسیر علاج ہے۔ اس بیماری کو بھی شکا کو ہی کہا جاتا ہے۔ اس بیماری سے انسان کا جسم تیزی سے گلنے سڑنے لگ جاتا ہے اور اس کا علاج سوائے اس شکا کو دوا کے اور نہیں ہے اس لئے قدیم دور سے اس جڑی بوٹی کی انتہائی مانگ رہی ہے اور ابھی تک بھی ہے کیونکہ جس کو یہ بوٹی مل جائے وہ اس کی دوا تیار کر لیتا ہے اور اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے وہ امیر بن جاتا ہے"...... بلال نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب تو وہاں اڈا بن چکا ہے۔ کیا اس اڈے کی وجہ سے یہ راستہ بند نہیں ہو گیا"...... عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ یہ اڈا ایک سائیڈ پر بنایا گیا ہے۔ پوری پہاڑی پر نہیں بنایا گیا"...... بلال نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے کامران اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک رول شدہ نقشہ تھا۔ اس نے وہ نقشہ عمران کے سامنے دری پر کھول دیا اور بلال اس نقشے پر جھک گیا۔ وہ چند لمحے غور سے اس نقشے کو دیکھتا رہا پھر اس نے اپنی انگلی نقشے پر ایک جگہ رکھ دی۔

"یہ پلاسن ہے جناب"...... بلال نے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا۔

"یہ اس کے ساتھ دوسری پہاڑی ہے جس کا نام ساگان ہے"۔ بلال نے ساتھ والی پہاڑی کے نشان پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا۔

"یہ ساگان پہاڑی اور پلاسن پہاڑی آدھی سے زیادہ جڑی ہوئی ہیں۔ اس کے بعد علیحدہ ہو جاتی ہیں لیکن ساگان کی بلندی پلاسن سے

تقریباً آدھی سے زیادہ کم ہے"…… بلال نے کہا۔

"پھر"…… عمران نے کہا۔

"جناب پہلے یہ راستہ ساگان پہاڑی سے شروع ہوتا ہے اور جہ جا کر ساگان پہاڑی پلاسن پہاڑی سے علیحدہ ہوتی ہے وہاں سے راستہ پلاسن میں داخل ہو جاتا ہے اور پھر کچھ اوپر جانے کے بعد راستہ پہاڑی کے اندر کی طرف چلا جاتا ہے اور پھر اوپر پہنچ جا ہے"…… بلال نے کہا۔

"گڈ۔ لیکن یہ کس قسم کا راستہ ہے"…… عمران نے مط انداز میں کہا تو بلال نے راستے کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ جب تک یہ راستہ پہاڑی کے اندر داخل نہیں ہوتا یہ پہاڑی کے گرد گھومتا ہوا اوپر جاتا ہے اور جب یہ پہاڑ کے اندر داخل ہو جاتا ہے تو پھر اس راستے پر چڑھنے کے لئے باقاع رسے استعمال کرنے پڑتے ہیں"…… عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ اندرونی راستہ انتہائی خطرناک ترین راستہ ہے" بلال نے کہا۔

"جب تم اور تمہارے والد وہاں پہنچ سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ مہربا کرے گا"…… عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ہی مہربانی ہے عمران صاحب کہ جس کو ہ لاینحل سمجھ رہے تھے وہ اچانک حل ہو گیا ہے"…… صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ واقعی وہی ذات ہر بند دروازے کو کھولنے پر قادر ہے

دیکھا ابھی ہم نے صرف دعا مانگنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کر دی۔ بہرحال اب پہلے شکرانے کے نفل پڑھنے ہوں گے اور پھر اللہ تعالیٰ سے اس مشن کی کامیابی کی دعا مانگوں گا کیونکہ اس وقت پوری تحریک آزادی کے لاکھوں مجاہدین کی زندگیاں اس مشن کے ساتھ منسلک ہو چکی ہیں"…… عمران نے کہا اود سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

شاگل کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ کاز کوہ اڈے کے آفس میں کسی زخمی شیر کی طرح ٹہل رہا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور جے سنگھ اندر داخل ہوا۔

"اس نے زبان کھول دی ہے جناب"...... جے سنگھ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا بتایا ہے اس نے"...... شاگل نے پوچھا۔

"وہ مسلمان ہے جناب۔ اس کا اصل نام گل شاہ ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے ساگن کے اڈے کے انچارج کامران کو آپ کی یہاں آمد اور ساری کارروائی کی رپورٹ دی ہے اور اب وہ لوگ یہاں نہیں آ رہے"...... جے سنگھ نے جواب دیا۔

"ہاں۔ انہیں ہلاک کرنے کا ایک اچھا موقع ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ کیا وہ زندہ ہے"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ ابھی زندہ ہے البتہ شدید تشدد کر کے اس کی زبان ی مشکل سے کھلوائی ہے۔ انتہائی سخت جان آدمی ثابت ہوا ہے"۔ جے سنگھ نے کہا۔

"بہرحال یہ اچھا ہوا کہ اسے چیک کر لیا گیا تھا ورنہ ہم یہاں بیٹھے انتظار ہی کرتے رہ جاتے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس انچارج سے یہ معلوم کیا جائے کہ اب ان لوگوں کا کیا پروگرام ہے"...... شاگل نے کہا۔

"ایک صورت میں ایسا ہو سکتا ہے جناب کہ گل شاہ خود اسے ل کر کے پوچھے لیکن وہ شاید ایسا نہ کرے"...... جے سنگھ نے کہا۔

"اوہ۔ آؤ میرے ساتھ۔ میں اس سے وعدہ کروں گا کہ اسے زندہ ھوڑ دیا جائے گا اور اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ ھے یقین ہے کہ وہ اس پر رضامند ہو جائے گا"...... شاگل نے کہا اور جے سنگھ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آفس سے نکل کر تلف راہداریوں سے گزر کر ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچے جہاں وار کے ساتھ ایک مضبوط جسم کا آدمی زنجیروں سے جکڑا ہوا نیم بے ہوشی کے عالم میں موجود تھا۔ اس کا جسم کوڑوں کی ضربوں سے ولہان ہو رہا تھا۔ وہاں دو آدمی موجود تھے۔

"اسے پانی پلاؤ"...... شاگل نے ایک آدمی سے کہا اور وہ سر ہلاتا وا مڑا۔ اس نے الماری کھولی۔ اس میں سے پانی کی بوتل نکال کر وہ

زنجیروں میں جکڑے ہوئے اس آدمی کی طرف بڑھا اور پھر اس
ایک ہاتھ سے اس کے بال پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کو اٹھایا اور دوسرے
ہاتھ سے کھلی ہوئی بوتل کا دہانہ اس کے منہ سے لگا دیا۔ اس آدمی
نے اس طرح پانی پینا شروع کر دیا جیسے پیاسا اونٹ پانی پیتا ہے۔
جب بوتل ختم ہو گئی تو وہ آدمی پیچھے ہٹ گیا لیکن اب اس آدمی
حالت پہلے سے کافی بہتر ہو گئی تھی۔

"تمہارا نام گل شاہ ہے"...... شاگل نے اس سے مخاطب ہو
کہا۔

"ہاں۔ میرا نام گل شاہ ہے"...... اس آدمی نے جواب
ہوئے کہا۔

"مجھے جانتے ہو"...... شاگل نے کہا۔ اس کا لہجہ خاصا نرم تھا۔

"ہاں۔ تم کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل ہو"۔ گل
شاہ نے جواب دیا۔

"سنو۔ میں تم سے بطور چیف وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم ہمارے
ساتھ تعاون کرو تو نہ صرف تمہارے زخموں کی بینڈیج کر دی جا
گی بلکہ تمہیں زندہ بھی چھوڑ دیا جائے گا"...... شاگل نے کہا تو گل
شاہ نے چونک کر شاگل کی طرف دیکھا۔

"کس قسم کا تعاون"...... گل شاہ نے حیرت بھرے لہجے
کہا۔

"تم ساگن اڈے کے انچارج کو کال کرو اور اس سے معلوم

پاکیشیائی ایجنٹ ادھر نہیں آ رہے تو اب ان کا کیا پروگرام
"...... شاگل نے کہا۔

"وہ نہیں بتائے گا"...... گل شاہ نے جواب دیا۔

"تم کوشش تو کرو۔ اگر میں نے دیکھا کہ تم نے درست
شش کی ہے تو پھر بھی میں اپنا وعدہ پورا کروں گا"...... شاگل نے

"ٹھیک ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں"...... گل شاہ نے کہا۔

"گڈ"...... شاگل نے کہا اور پھر وہ جے سنگھ سے مخاطب ہوا۔

"جے سنگھ۔ گل شاہ کو زنجیروں سے آزاد کر کے اس کے زخموں
بینڈیج کراؤ اور پھر اسے طاقت کے انجکشن وغیرہ لگا کر آفس میں
لے آؤ"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر"...... جے سنگھ نے جواب دیا تو شاگل مڑا اور تیز تیز قدم
اتا اس کمرے سے نکل کر دوبارہ راہداریوں میں سے ہوتا ہوا واپس
س پہنچ گیا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد جے سنگھ گل شاہ کے ساتھ آفس
داخل ہوا تو اب گل شاہ کی حالت کافی سے زیادہ سنبھل چکی
ی۔ اس کے زخموں کی بینڈیج کر دی گئی تھی۔

"بیٹھو گل شاہ"...... شاگل نے نرم لہجے میں کہا اور گل شاہ ایک
ی پر بیٹھ گیا۔

"تم کسی خاص ٹرانسمیٹر پر کال کرتے ہو شاید"...... شاگل نے
شاہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں۔ وہ ٹرانسمیٹر میری الماری کے خفیہ خانے میں موجود ہے"...... گل شاہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ ٹرانسمیٹر لے آؤ"...... شاگل نے جے سنگھ سے کہا اور جے سنگھ بغیر کوئی جواب دیئے باہر چلا گیا۔

"تم فکر مت کرو گل شاہ۔ میرا نام شاگل ہے اور میں جو وعدہ کرتا ہوں وہ بہرحال پورا کرتا ہوں"...... شاگل نے اپنے مزاج کے خلاف انتہائی نرم لہجے میں گل شاہ سے مخاطب ہو کر کہا اور گل شاہ نے جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جے سنگھ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر گل شاہ کی طرف بڑھا دیا اور خود بھی ساتھ پڑی ہوئی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ گل شاہ نے ٹرانسمیٹر لے کر اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ گل شاہ کالنگ۔ اوور"...... گل شاہ نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ کامران اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کامران۔ عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کا اب کیا پروگرام ہے۔ اوور"...... گل شاہ نے کہا۔

"وہ اب کازکوہ نہیں آ رہے۔ میں نے پہلے بھی تمہیں بتایا تھا کہ شاید اب وہ وہاں نہ آئیں اور اب انہوں نے حتمی طور پر ارادہ ترک کر دیا ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"لیکن پھر مشن کیسے مکمل ہو گا۔ اوور"...... گل شاہ نے کہا۔

"اللہ تعالیٰ نے مدد کر دی ہے۔ اب انشاء اللہ مشن مکمل ہو جائے گا۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل اور جے سنگھ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔ شاگل نے آنکھیں پھاڑ کر گل شاہ کو اشارہ کیا کہ وہ اس کی تفصیل معلوم کرے۔

"وہ کیسے۔ اوور"...... گل شاہ نے پوچھا۔

"پلاسن پہاڑی پر جو اڈا ہے وہاں تک پہنچنے کا کوئی راستہ ہی نہیں تھا لیکن اب اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے آدمی سے ملوا دیا ہے جو ایک خفیہ راستے کے بارے میں جانتا ہے۔ اب عمران صاحب اور ان کے ساتھی اس راستے کے ذریعے اپنا مشن مکمل کریں گے۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گل شاہ نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اس سے دوبارہ بات کرو اور اس سے اس راستے کی پوری تفصیل پوچھو"...... شاگل نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"اتنا بھی اس نے مجھے بتا دیا ہے۔ مزید تفصیل وہ نہیں بتائے گا"...... گل شاہ نے جواب دیا۔

"میں کہہ رہا ہوں پوچھو اس سے۔ یہ میرا حکم ہے۔ سمجھے۔ مجھے اس راستے کی تفصیل چاہیئے۔ ہر قیمت پر اور ہر صورت میں"۔ شاگل کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو گیا تھا۔

"میں کہہ رہا ہوں وہ نہیں بتائے گا۔ مجھے اس کی فطرت کا اندازہ ہے"...... گل شاہ بھی اپنی بات پر اڑ گیا تھا۔

"تم۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم میرے حکم کی تعمیل نہ کرو نانسنس"۔ شاگل نے یکلخت غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ گل شاہ یا جے سنگھ کچھ سمجھتے شاگل نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے کمرہ ریوالور کے دھماکوں اور گل شاہ کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ گل شاہ کئی گولیاں سینے پر کھا کر چیختا ہوا کرسی سمیت پشت کے بل نیچے جا گرا تھا۔

"نانسنس۔ میرے حکم کی تعمیل نہ کر رہا تھا۔ نانسنس"۔ شاگل نے اس کے نیچے گرنے کے بعد ریوالور واپس جیب میں ڈالتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا جبکہ جے سنگھ دم سادھے خاموش بیٹھا ہوا تھا اور گل شاہ چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا تھا۔

"اب میری یہاں ضرورت نہیں رہی اس لئے میں واپس پلاسن جا رہا ہوں"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ لیکن اس کا کیا ہو گا۔ یہ تو صریحاً قتل ہے جناب"۔ جے سنگھ نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔ وہ فوجی تھا اس لئے ظاہر ہے اس کے ذہن میں یہ تصور بھی نہ تھا کہ اس طرح بھی کسی کو ہلاک کیا جا سکتا ہے۔

"نانسنس۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں سیکرٹ سروس کا

یف ہوں اور چیف کسی بھی غدار کو اس کی غداری کی سزا خود بھی ے سکتا ہے"...... شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ لیکن بہرحال مجھے تو اعلیٰ حکام کو اس کی رپورٹ نا ہو گی کیونکہ بہرحال قانون کے مطابق کوئی آفیسر کسی کو اس ھراز میں براہ راست تو ہلاک نہیں کر سکتا"...... جے سنگھ نے کہا۔

"تم۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم میری رپورٹ کرو گے۔ میری۔ یف آف سیکرٹ سروس کی"۔ شاگل نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور س کے ساتھ ہی ایک بار پھر اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا اور پھر اس سے پہلے کہ گل شاہ کی طرح جے سنگھ سنبھلتا شاگل نے اس پر ئر کھول دیا اور جے سنگھ بھی گل شاہ کی طرح گولیاں کھا کر چیختا ہوا رسی سمیت فرش پر گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

"نانسنس۔ میری رپورٹ کرے گا۔ نانسنس"...... شاگل نے راتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ریوالور اس نے دوبارہ جیب یں رکھا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تاکہ اڈے کے سرے افراد کو بلا کر ان کو بتا سکے کہ یہ دونوں ہی آپس میں ملے ئے تھے اور غدار تھے اور پوچھ گچھ کے دوران جے سنگھ نے اس پر یوالور نکال لیا تھا جس پر اس نے اپنے تحفظ کے لئے ان دونوں کو ک کر دیا۔

رات کا گہرا اندھیرا ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔ آسمان پر سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی پلاسن کے ساتھ جڑ ہوئی دوسری پہاڑی ساگان کے دامن میں واقع ایک بڑے سے غ میں موجود تھے۔ انہوں نے چونکہ ٹارچ نہ جلائی تھی اس لئے غار کے اندر بھی گھپ اندھیرا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسموں پ کافرستانی فوج کی یونیفارم تھی۔ ان یونیفارمز کا بندوبست کامران نے کیا تھا اور وہ رات کے اندھیرے میں بلال کی رہنمائی میں ساگ سے روانہ ہو کر تقریباً آدھی رات کے بعد یہاں پہنچے تھے۔ عمران ا اس کے ساتھی تو رات کی اس گہری تاریکی میں ہی پہاڑی پر چڑ چاہتے تھے لیکن بلال نے یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ راستہ چونک قدرتی ہے اور اس راستے میں انتہائی پیچ و خم ہونے کے ساتھ سا راستہ اس قدر پر خطر ہے کہ رات کے وقت کسی صورت بھی اس

ستے پر چلا نہیں جا سکتا ورنہ سب کے ہلاک ہونے کا یقینی خدشہ ہے مران نے صبح ہونے تک اس غار میں رات گزارنے کا فیصلہ کر لیا اور اس فیصلے کے تحت وہ سب اس غار میں موجود تھے البتہ صفدر کیپٹن شکیل غار سے باہر نکل کر چٹانوں کی اوٹ میں جا بیٹھے تھے کسی بھی ممکنہ خطرے کا بروقت سد باب کیا جا سکے۔

"صبح کے وقت تو دور سے ہمیں چیک کیا جا سکتا ہے"...... جولیا بلال سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مس صاحبہ اصل ٹارگٹ تو پلاسن پہاڑی ہے جبکہ ہم نے ان پر سفر کرنا ہے اور یہ بات فوجیوں کو نہیں معلوم کہ ساگان ڑی کی طرف سے پلاسن پہاڑی کے اندر تک کوئی راستہ جاتا ہے۔ ں تک پلاسن کا تعلق ہے تو وہاں پہنچنے کے بعد بس تھوڑا سا سفر باہر کرنا ہو گا جبکہ باقی تمام سفر اندرونی طرف کا ہے اس لئے مجھے ن ہے کہ ہم کسی کی نظروں میں آئے بغیر اطمینان سے پلاسن کے ے تک پہنچ جائیں گے"...... بلال نے تفصیل سے جواب دیتے ے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر صبح تک انہوں نے طرح مختلف بات چیت میں وقت گزارا اور جب صبح کی ہلکی ہلکی نی ماحول پر پھیلنے لگی تو وہ سفر کے لئے تیار ہو گئے۔ عمران اور یا کے علاوہ باقی ساتھیوں نے سیاہ رنگ کے بڑے بڑے تھیلے ی پشت پر باندھ رکھے تھے اور دور مار مخصوص ساخت کی مشین ں ان سب کے ہاتھوں میں تھیں البتہ بلال خالی ہاتھ تھا اور پھر

بلال کی رہنمائی میں ان سب نے ایک تنگ و پیچ دار پہاڑی راستے
بلندی کی طرف سفر کرنا شروع کر دیا۔

"خدا کا شکر ہے کہ اتنی ٹکریں مارنے کے بعد آخرکار مشن پر کام
شروع ہوا"...... صفدر نے کہا۔

"اس بار واقعی ہم ہر طرف سے مایوس ہو گئے تھے"...... کیپٹ
شکیل نے کہا۔

"یہ غلطی عمران کی ہے ورنہ اگر ہم سیدھے رابندر ٹو ایئر بیس
ریڈ کر دیتے اور وہاں سے ایم وی تھری ہیلی کاپٹر حاصل کر لیتے
ہمیں خواہ مخواہ اتنی ٹکریں نہ مارنی پڑتیں اور مشن بھی کب کا مکمل
چکا ہوتا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ عمران صاحب نے درست کام کیا تھا۔ اول تو رابندر
ایئر بیس پر ہمیں بے پناہ جدوجہد کرنی پڑتی۔ دوسری بات یہ کہ وہ
سے اگر ہم مخصوص ہیلی کاپٹر حاصل بھی کر لیتے تو وہ بہرحال سی
پروف تو نہ ہوتا اور رابندر ٹو ایئر بیس سے یہاں پلاسن تک اس
کاپٹر کو ایک ہزار بار تباہ کیا جا سکتا تھا اور اس کی باقاعدہ ہدایات
جاری کر دی گئی تھیں"...... جولیا نے عمران کی حمایت کرتے ہو
کہا۔

"یہ سب خواہ مخواہ کی سوچیں ہیں۔ زیادہ لمبی سوچیں آدمی کو ک
کام کا نہیں چھوڑتیں۔ جو ہوتا دیکھا جاتا"...... تنویر نے اپنی فط
کے مطابق جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ سب ایک دوسرے کے

چلتے ہوئے باتیں کر رہے تھے جبکہ ان سے تھوڑا آگے عمران، بلال
کے ساتھ چل رہا تھا۔

"لمبی سوچیں نہیں بلکہ اسے اندیشہ ہائے دور و دراز کہا جاتا
ہے"...... عمران نے مڑ کر مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی
وہ ایک بار پھر آگے بڑھ گیا۔

"اس کے کان تو شیطان کی طرح لمبے ہیں۔ فاصلہ دیکھیں۔ اس
کے باوجود وہ ہماری باتیں سن رہا ہے"...... تنویر نے کہا تو جولیا
سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ کیا پلاسن پہاڑی کا یہ خفیہ راستہ
ب بھی موجود ہو گا یا نہیں"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو
سب بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیوں نہیں ہو گا"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"اس لئے کہ کافرستان نے جب یہاں اڈا بنایا ہو گا تو ظاہر ہے
س پہاڑی کا پوری طرح سروے کیا گیا ہو گا۔ اب یہ تو نہیں ہو گا کہ
نہوں نے باہر سے بنا بنایا اڈا لا کر یہاں رکھ دیا ہو گا اور اس سروے
ں لامحالہ یہ راستہ بھی سامنے آ گیا ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا
بے اختیار سب کے چہروں پر تشویش کے تاثرات پھیلتے چلے گئے
ونکہ کیپٹن شکیل کی بات میں واقعی وزن تھا۔

"بات تو تمہاری واقعی قابل غور ہے لیکن کیا اس بات پر عمران
نے غور نہیں کیا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"لازماً کیا ہو گا لیکن میرا خیال ہے کہ وہ اب ہر طرف سے مایوسی کی وجہ سے دیکھا جائے گا پر عمل کر رہے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ میرے ذہن میں یہ بات آئی تھی اور میں نے یہ بات بلال سے کی تھی لیکن بلال نے بتایا ہے کہ اڈا ایک سائیڈ پر بنایا گیا ہے جبکہ راستہ دوسری سائیڈ پر ہے"...... عمران نے مڑ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی ہو سکتا ہے عمران صاحب کہ اس اڈے کے اندر سے اس راستے کو باقاعدہ چیک کیا جاتا ہو"...... صفدر نے کہا۔

"ہونے کو تو سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن اگر ہم واقعی ہونے یا نہ ہونے کے چکر میں پڑ جائیں تو پھر کام آگے نہیں بڑھ سکتا۔ خدا خدا کر کے یہ امکان سامنے آیا ہے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہاں تک پہنچا تو جائے پھر جو ہو گا دیکھ لیا جائے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں کے مسلسل چلنے کے بعد وہ ساگان پہاڑی کے اندرونی حصے میں داخل ہو گئے کیونکہ راستہ اب اندر داخل ہو چکا تھا۔ پھر کافی اونچائی پر جا کر وہ ایسی جگہ پر پہنچے جہاں سے دونوں پہاڑیاں ایک دوسرے سے ملی ہوئی تھیں لیکن اب جس جگہ وہ پہنچے تھے وہاں راستے میں ایک خاصا بڑا خلا تھا اور ظاہر ہے یہ اس لحاظ سے انتہائی خطرناک تھا کہ ایک تنگ سے راستے سے چھلانگ لگا کر دوسرے تنگ سے راستے پر قدم جمانا خاصا مشکل کام تھا۔ معمولی سی لغزش سے وہ

سینکڑوں فٹ کی گہرائی میں گر سکتے تھے۔ وہ سب اس خلا کی ایک سائیڈ پر کھڑے تھے۔

"کیا یہ خلا اب پیدا ہوا ہے یا پہلے سے ہے"...... عمران نے بلال کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب۔ پہلے تو نہیں تھا۔ یہ تو میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں"۔ بلال نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"خلا بھی خاصا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے درمیان کا کوئی بڑا پتھر وٹ کر نیچے گر گیا ہو اور جس کی وجہ سے یہ خلا پیدا ہوا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"پتھر نہیں بلکہ چٹان کہو۔ بہرحال اب اسے پار کرنا ہے"۔ مران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور سب نے اثبات میں سر ہلا یئے۔

"میرا خیال ہے کہ چھلانگ لگا کر اسے پار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ہت بڑا رسک ہے کیونکہ لمبی چھلانگ کے بعد تنگ راستے پر پیر جمانا ریباً ناممکن ہے اور پھر پکڑنے کی بھی کوئی چیز موجود نہیں ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم سب پیچھے ہٹ جاؤ۔ پہلے میں چھلانگ لگاؤں گا"۔ تنویر نے یا اور آگے بڑھنے لگا۔

"جوش میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ انتہائی خطرناک مرحلہ ہے۔ معمولی سی کوتاہی کا نتیجہ بھیانک نکلے گا اس لئے جو کچھ کرنا ہو گا

سوچ سمجھ کر کرنا ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ پہلے دوسری طرف کم
پھینکی جائے پھر اس رسی کو کمر سے باندھ کر چھلانگ لگائی جائے تاک
اگر آدمی گرنے بھی لگے تو سنبھل جائے"...... جولیا نے کہا۔

" لیکن دوسری طرف پہاڑی چٹانیں بالکل ہموار ہیں۔ کمند
پھنسے گی"...... صفدر نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ ہمیں کوئی اور طریقہ سوچنا ہو گا۔ بہ
چھلانگ نہیں لگائی جا سکتی"...... اب تک خاموش کھڑے عمر
نے کہا۔

" اور کیا طریقہ ہو سکتا ہے"...... سب نے چونک کر کہا۔

" نیچے سے کوئی بڑی چٹان لا کر اس خلا پر رکھنا ہو گی"...... عمر
نے کہا۔

" اوہ نہیں عمران صاحب۔ یہ خاصا بڑا خلا ہے۔ اتنی بڑی چٹ
نیچے سے نہیں لائی جا سکتی"...... صفدر نے کہا۔

" رسی کی مدد سے اوپر تو کھینچی جا سکتی ہے"...... عمران نے کہا

" میرے ذہن میں ایک طریقہ آیا ہے"...... اچانک جولیا نے کہا

" یہی کہ اڑتے ہوئے دوسری طرف پہنچ جائیں"...... عمران
کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" نہیں بلکہ چھلانگ لگانے والی رسی کا ایک سرا اپنی کمر سے بان
گیا جائے اور دوسرا سرا اپنی طرف کسی چٹان کے ساتھ باندھ
جائے پھر چھلانگ لگائی جائے تاکہ اگر دوسری طرف قدم جم نہ سک

تب بھی نیچے گرنے سے بچا جاسکے"...... جولیا نے کہا۔

" صاحب۔ آپ لوگ یہاں ٹھہریں میں ابھی واپس آتا ہوں"۔
بلال نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

" تم کہاں جانا چاہتے ہو"...... عمران نے کہا۔

" میں کوئی اور راستہ یا کریک وغیرہ تلاش کرتا ہوں"...... بلال
نے کہا اور تیزی سے واپس مڑنے لگا۔

" اور راستہ نہیں ہے۔ میں نے پہلے ہی چیک کر لیا ہے اس لئے
خواہ مخواہ وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے البتہ اب ہمیں
دوسرا کام کرنا ہو گا۔ صفدر تمہارے تھیلے میں زیرو ایکس بم موجود
ہے وہ نکالو"...... عمران نے کہا۔

" بم۔ کیا مطلب۔۔ اس سے تو مزید خلا پیدا ہو جائے گا"۔ جولیا
نے کہا۔

" ہمیں یہاں سے چٹان توڑ کر باہر جانا ہو گا۔ باہر سے پہاڑیاں
ملی ہوئی ہیں اس لئے ہم زیادہ آسانی سے دوسری طرف پہنچ جائیں گے
ور پھر دوسرا بم استعمال کر کے دوبارہ اندرونی راستے پر پہنچ جائیں
گے"...... عمران نے کہا تو سب نے سر ہلا کر اس کی تجویز کی تائید کر
ی اور پھر صفدر نے اپنی پشت سے تھیلا اتارا۔ اسے کھولا اور اس
ں سے ایک بم نکالا۔ اس کے پیچھے ٹیپ لگا کر اس نے چٹان کے
ساتھ اسے چپٹا دیا اور پھر وہ سب تیزی سے مڑ کر کافی پیچھے آ گئے تو
فدر نے تھیلے میں سے بم کا ڈی چارجر نکال کر اس کا بٹن آن کر

دیا۔ دوسرے لمحے ایک خوفناک اور لرزا دینے والا دھماکہ ہوا اور ان سب کو یوں لگا جیسے ایک لمحے کے لئے ان کے قدموں کے نیچے سے زمین غائب ہو گئی ہو لیکن یہ احساس صرف ایک لمحے کے لئے تھا۔ دوسرے لمحے وہاں بیرونی روشنی کسی سیلاب کی طرح اندر آنے لگی۔ جس جگہ بم چپکایا گیا تھا وہاں خاصا بڑا سوراخ ہو گیا تھا۔ جب دھماکے کی وجہ سے پتھر گرنے بند ہوئے تو وہ سب آگے بڑھے اور پھر ایک ایک کر کے وہ سب اس سوراخ سے باہر آ گئے۔ باہر سے واقعی دونوں پہاڑیاں آپس میں ملی ہوئی تھیں لیکن کوئی باقاعدہ راستہ موجود نہیں تھا۔ البتہ کٹی پھٹی چٹانوں کی وجہ سے بہرحال وہ آگے بڑھ سکتے تھے۔ چنانچہ وہ سب بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھتے چلے گئے لیکن کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ سب ایک بار پھر رک گئے کیونکہ آگے پلاسن پہاڑی کسی سلیٹ کی طرح سیدھی اور سپاٹ تھی اور اوپر سے برفانی حصہ بھی کافی قریب آ گیا تھا۔

"اب یہاں بھی بم لگاؤ"...... عمران نے ایک جگہ ہاتھ رکھتے ہوئے صفدر سے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھیلے میں سے ایک اور بم نکال کر اس نے اس جگہ پر لگایا اور پھر پیچھے ہٹ کر اس نے جب ڈی چارجر آن کیا تو ایک بار پھر خوفناک دھماکہ ہوا اور اس جگہ جہاں بم لگایا گیا تھا ایک کافی بڑا سوراخ ہو گیا۔ عمرا سب سے پہلے آگے بڑھا ور پھر اس نے اس سوراخ میں سے دوسر طرف جھانکا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ اور اطمینان سا پھیل گ

کیونکہ اب وہ خلا کو پار کر کے دوسری طرف پہنچ چکے تھے۔ عمران اس سوراخ سے دوسری طرف چلا گیا تو اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی ایک ایک کر کے دوبارہ اندر پہنچ گئے۔ اب وہ پلاسن پہاڑی کے اندرونی راستے پر موجود تھے۔

"ویری گڈ۔ یہ واقعی قابل عمل حل تھا"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ عمران کے ذہن میں نجانے یہ انوکھے حل کہاں سے آ اتے ہیں"...... تنویر نے بھی اپنی عادت کے مطابق تعریف کرتے وئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔ عمران بھی بے اختیار سکرا دیا تھا۔

"عمران صاحب ان دھماکوں کی آوازیں پہاڑیوں میں کافی دور سنائی دی گئی ہوں گی۔ ایسا نہ ہو کہ پہاڑیوں میں موجود فوجی ھر آنکلیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"وہ زیادہ سے زیادہ باہر چیکنگ کرتے رہیں گے۔ اندر کی طرف کی توجہ نہیں جائے گی"...... عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے ت میں سر ہلا دیا اور پھر اسی طرح باتیں کرتے ہوئے وہ بلندی کی بڑھتے چلے گئے۔

"میرا خیال ہے کہ ہم اس وقت برفانی زون میں داخل ہو رہے کیونکہ یہاں پہلے کی نسبت سردی زیادہ ہے"...... اچانک عمران ہا۔

"جی ہاں صاحب۔ باہر ہر طرف برف ہی برف ہو گی اور اگر ہم نے اس جڑی بوٹی کا استعمال نہ کیا ہوا ہوتا تو شاید ہم سردی سے جم جاتے"...... بلال نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اندرونی راستے کی وجہ سے انہوں نے ٹارچیں روشن کر رکھی تھیں اور ان ٹارچوں کی مدد سے وہ راستے کو بڑے محتاط انداز میں طے کرتے ہوئے اوپر بلندی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے کہ اچانک ایک جگہ راستہ گھوم کر یکلخت بند ہو گیا اور اب یوں لگتا تھا کہ جیسے راستے کے سامنے اچانک دیوار آ گئی ہو۔

"یہ کیا ہوا۔ یہاں تو راستہ بند نہ تھا"...... بلال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب یہ راستہ خصوصی طور پر بند کیا گیا ہے"۔ عمران نے اس دیوار نما چٹان کو جس نے راستہ بند کر دیا تھا غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کا خیال ہے کہ یہ دیوار اب بنائی گئی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ اس پر بھی بم آزمانا پڑے گا۔ تمہارے تھیلے میں کافی تعداد میں بم موجود ہیں"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب پیچھے ہٹ گئے تو صفدر نے بم اس دیوار سے لگایا اور پھر پیچھے ہٹ کر اس نے مخصوص ڈی چارجر کی مدد سے اسے فائر کیا تو ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی دیوار کا کافی سارا حصہ ٹوٹ کر نیچے گرنے لگ گیا۔ جب کچھ دیر بعد دھماکے کے ثرات ختم ہوئے تو وہ آگے بڑھے لیکن یہ دیکھ کر ان سب کے چہرے ٹک گئے کہ دیوار کا وہ حصہ کافی سے زیادہ ٹوٹ پھوٹ گیا تھا اس کے باوجود دوسری طرف کوئی خلا نمودار نہ ہوا تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اب پوری پہاڑی ٹھوس ہے جبکہ پہلے راستے والا کریک نیچے سے یہاں تک پہاڑی کے اندر گھومتا ہوا اوپر آیا تھا۔

"بلال تم تو کہہ رہے تھے کہ یہ پہاڑی کی چوٹی تک راستہ جاتا ہے جبکہ یہ تو بند ہے"...... عمران نے بلال سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پہلے تو جاتا تھا صاحب۔ میں دو بار اپنے والد کے ساتھ گیا ہوں"...... بلال نے جواب دیا۔

"اچھی طرح یاد کرو کہ اڈا بننے کے بعد بھی گئے تھے یا نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ پہلے تم نے ویسے ہی اندازے سے کہہ دیا ہو"...... عمران نے کہا۔

"مجھے اچھی طرح یقین ہے صاحب۔ یہ ٹھوس دیوار اڈے کے بعد ھی موجود نہ تھی"...... بلال نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے عمران صاحب کہ اسے بعد میں خصوصی طور پر بند یا گیا ہو"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اب کیا کیا جائے۔ اب تو ہم نہ آگے کے رہے اور نہ ے کے"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ایک اور بم استعمال کیا جائے۔ ہو سکتا ہے

کہ بات بن جائے"...... صفدر نے کہا۔

"چلو یہ بھی کر دیکھو"...... عمران نے کہا تو صفدر نے دوسرا بم
بھی فائر کر دیا لیکن اس بار بھی نتیجہ ان کے حق میں نہ نکلا کیونکہ
ٹھوس دیوار کا کافی حصہ بموں کی وجہ سے ٹوٹ جانے کے باوجود اس
کا ٹھوس پن بہرحال موجود تھا۔

"اب کیا کیا جائے"...... جولیا نے کہا۔

"ایک ہی حل ہے کہ اب باہر نکلا جائے اور بموں سے بیرونی
حصہ پھاڑا جائے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن باہر تو خوفناک سردی ہو گی عمران صاحب۔ وہاں یہ جڑی
بوٹی بھی ہمارے کام نہ آسکے گی"...... بلال نے کہا۔

"تو پھر تم بتاؤ کہ کیا کیا جائے"...... عمران نے کہا لیکن بلال
ظاہر ہے کیا بتا سکتا تھا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے عمران صاحب کہ یہ دیوار اس اڈے کی
ہو"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں مس جولیا۔ اڈا تو ابھی کافی دور ہے ابھی تو ہم نے ایک
چوتھائی راستہ طے کیا ہے اور چوٹی تو اس سے بھی زیادہ او
ہے"...... بلال نے کہا۔

"سپر میگاٹ ڈائنامیٹ استعمال کرو صفدر۔ اب اس کے سوا
کوئی حل نہیں ہے"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں
ہلا دیا اور پھر وہ سب تیزی سے واپس مڑ کر کافی نیچے آگئے۔ تھوڑی

صفدر بھی ان کے ساتھ شامل ہوا اور پھر اس نے سپر میگٹ
نامیٹ کو چارج کر دیا اور پھر اس قدر ہولناک اور خوفناک
ناک ہوا کہ انہیں اپنے آپ کو سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ یوں محسوس
رہا تھا جیسے پوری پہاڑی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑ گئی ہو۔ ہر طرف
پتھروں کی بارش سی ہونے لگ گئی تھی لیکن وہ سب پہلے سے ہی
اس ردعمل کی توقع کر رہے تھے اس لئے وہ سب دیوار نما
نوں کے ساتھ چپکے ہوئے تھے اور اسی وجہ سے پتھروں کی بارش
بچ گئے تھے۔ کافی دیر بعد جب گڑگڑاہٹ اور پتھروں کی بارش رکی
سب تیزی سے آگے بڑھنے لگے اور پھر یہ دیکھ کر وہ بے اختیار
ں پڑے کہ اس بار راستے کی دیوار درمیان سے ٹوٹ چکی تھی اور
وہاں موجود خلا میں سے دوسری طرف جانے والا کریک نظر آنے
گیا تھا۔

"ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ مصنوعی رکاوٹ تھی"۔
ن نے کہا اور پھر وہ ایک ایک کر کے اس خلا کو عبور کر کے
ری طرف پہنچ گئے۔ اب وہاں راستہ پھر آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

"عمران صاحب اس رکاوٹ کا مطلب ہے کہ انہیں اس راستے کا
ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ظاہر ہے ورنہ وہ اسے بلاک کرنے کی کوشش کیوں کرتے"۔
ن نے کہا۔

"پھر تو اب وہ پوری طرح ہوشیار ہو گئے ہوں گے اور پھر سپ

میگاٹ ڈائنامیٹ کے دھماکے کو بھی انہوں نے مانیٹر کر لیا گا"...... صفدر نے کہا۔

"دیکھو۔ بہرحال اب سوائے آگے جانے کے ہمارے پاس ک چارہ بھی تو نہیں ہے"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات می ہلا دیئے۔ اسی طرح باتیں کرتے ہوئے وہ مسلسل اوپر بڑھے چ رہے تھے کہ اچانک سب سے آگے جاتا ہوا بلال رک گیا۔ اس رکتے ہی وہ سب بھی رک گئے۔

"کیا ہوا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"عمران صاحب اگلا موڑ مڑنے کے بعد ہم اس اڈے کی سائیڈ ہو کر آگے بڑھیں گے"...... بلال نے کہا۔

"کیا اڈے کی کوئی خاص نشانی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ سرخ رنگ کی دیوار سی اوپر تک جاتی دکھائی د ہے"...... بلال نے کہا۔

"اوہ۔ تو اسے ریڈ بلاکس سے بنایا گیا ہے۔ پھر تو ہمارے پا موجود اسلحہ اس کے لئے بے کار ثابت ہو گا"...... عمران نے اک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ریڈ بلاکس پر تو ایٹم بم بھی اثر نہیں کرتا"...... صفدر نے ک

"تو کیا تمہارا خیال تھا کہ یہ اڈا عام پتھروں سے بنایا گی گا"...... جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا کیونکہ اسے بھی احس ہو گیا تھا کہ ان کی ساری محنت بے کار جا رہی ہے۔

"ہاں۔ میرا خیال تھا کہ عام پہاڑی پتھر استعمال کیا گیا ہو گا۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ وہاں تک پہنچیں تو سہی"...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب ایک بار پھر آگے بڑھنے لگے اور پھر واقعی راستہ ایک موڑ مڑ کر جیسے ہی سیدھا ہوا انہیں ایک سائیڈ سے تقریباً دوسری سائیڈ تک ریڈ بلاکس کی بنی ہوئی سپاٹ دیوار نظر آنے لگ گئی۔ راستہ آگے جا کر گھومتا ہوا اس دیوار کی سائیڈ سے آگے جاتا دکھائی دے رہا تھا۔

"بہرحال اتنا ہوا کہ ہم اڈے تک تو پہنچ گئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہاں تک آنے کا فائدہ تو نظر نہیں آ رہا"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں فائدہ نظر نہیں آ رہا۔ تم اڈے کا نام ہی فائدہ رکھ لو۔ پھر تو تمہیں فائدہ واضح طور پر نظر آنے لگ جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ہمارے پاس سپر میگاٹ ڈائنامیٹ اور دوسرے بموں کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ ان سب کو اکٹھا کر کے فائر کیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ بات بن جائے"...... صفدر نے کہا۔

"آج تک تجویز کی بات تو نہیں بن سکی تو تمہاری کیا بنے گی۔ یہ ریڈ بلاکس ہیں ان پر واقعی اس کا کوئی اثر نہ ہو گا البتہ تم سب کا بوجھ ضرور ہلکا ہو جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب کیا کیا جائے"...... جولیا نے کہا۔

"اس بارے میں البتہ سوچنا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب اب اس کے سوا اور کوئی حل نہیں ہے کہ ہم ان ڈائنامیٹس کی مدد سے پہاڑی سے باہر جائیں اور اس اڈے کے راستے کو تلاش کریں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن باہر خوفناک برفانی طوفان اور برف ہی برف ہو گی۔ اول تو باہر جاتے ہی ہمارے جسموں میں دوڑنے والا خون بھی جم جائے گا اور اگر خون میری طرح ڈھیٹ ہی ثابت ہوا تب بھی اب باہر رات پڑ چکی ہو گی اور اڈے کے دروازے پر بھی بہرحال ہمارے لئے استقبالیہ روشنیاں تو نہ جلائی گئی ہوں گی"...... عمران نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہم پورا دن سفر میں رہے ہیں لیکن مجھے زیادہ تھکاوٹ تو محسوس نہیں ہو رہی"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ اسی جڑی بوٹی کا اثر ہے جو ہم نے سردی سے بچنے کے لئے استعمال کی تھی ورنہ جس قدر ہم نے فاصلہ طے کیا ہے اور چڑھائی چڑھی ہے اب تک ہماری ہڈیاں بھی تھک کر چور ہو چکی ہوتیں"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا یہ جڑی بوٹی بیرونی سردی سے ہمارا تحفظ نہیں کرے گی"...... صفدر نے کہا۔

"پہاڑی کے اندر اور باہر کے موسم میں زمین آسمان کا فرق ہو گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب کیا جائے"...... صفدر نے کہا۔

"سوائے صبر کرنے کے اور کیا ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب ایک حل میری سمجھ میں آیا ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اچھا۔ کون سا حل"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ریڈ بلاکس کے درمیان رخنوں پر اگر ڈائنامیٹ فائر کیا جائے تو یقیناً کچھ اچھا نتیجہ نکل آئے گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں۔ درمیانی رخنوں میں بھی ریڈ بلاکس کا آمیزہ ہی استعمال کیا جاتا ہے اس لئے اچھا یا برا کوئی بھی نتیجہ نہ نکلے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو ہو سکتا ہے کہ دھماکہ اس قدر زیادہ کیا جائے کہ وہ چیک کر لیں اور پھر ہمیں پکڑنے کے لئے یا ہلاک کرنے کے لئے وہ کوئی کارروائی کریں اور اس کارروائی کے لئے انہیں بہرحال اسے کسی نہ کسی انداز میں کھولنا پڑے گا"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ ادھر سے یہ کسی صورت بھی نہیں کھل سکتا کیونکہ ریڈ بلاکس سے تعمیر شدہ اڈوں میں ایسے خفیہ راستے رکھے ہی نہیں جا سکتے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ہم آگے بڑھ کر اس پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ جائیں اور پھر وہاں

سے واپس آئیں"...... تنویر نے کہا۔

"لیکن مسئلہ تو وہی باہر کے موسم کا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"یہ ایم وی تھری ہیلی کاپٹر آخر کہیں آ کر نکلتا تو ہو گا"...... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ارے ہاں۔ لازماً اس کے لئے باقاعدہ ہیلی پیڈ بنایا گیا ہو گا ورنہ تو وہ یہاں اتر ہی نہیں سکتا"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"برف اور طوفان میں ہیلی پیڈ کیسے بنایا جا سکتا ہے۔ لازماً اس ہیلی کاپٹر میں بھی کوئی ایسی خصوصیت ہو گی کہ وہ برف پر بھی اتر سکتا ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن پھر ہیلی کاپٹر میں سوار افراد اس قدر خوفناک سردی میں باہر کیسے آتے ہوں گے اور اڈے کا راستہ کیسے کھلتا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"شاید ہیلی کاپٹر کے اندر سے خصوصی کال کی جاتی ہو گی اور وہ راستہ کھول دیا جاتا ہو گا اور میرا خیال ہے کہ ہیلی کاپٹر براہ راست اس اڈے کے اندر جا کر اترتا ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ یقیناً ایسا ہی ہوتا ہو گا"...... جولیا نے جواب دیا۔

"کیپٹن شکیل تمہارے بیگ میں ایکس ون ایکس کا خصوصی ٹرانسمیٹر موجود ہے وہ مجھے دو، ہو سکتا ہے کہ کوئی بات بن جائے"۔ عمران نے کہا۔

"کیا کرو گے اس ٹرانسمیٹر سے"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"ایسے اڈوں کی ایک خاص انداز کی فریکونسی ہوتی ہے اس لئے
شش کی جا سکتی ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں
ہلا دیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر لے کر اس پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ

"ہیلو ہیلو شاگل کالنگ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس۔
ہ"...... عمران نے شاگل کی آواز اور لہجے میں بار بار کال دیتے
ئے کہا لیکن جب کافی دیر تک کال کرنے کے باوجود دوسری طرف
ے رابطہ نہ ہوا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے ایک اور فریکونسی
جسٹ کی اور پھر کال کرنا شروع کر دیا لیکن اس بار بھی ناکامی
ئی تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر
کر کے اسے واپس کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا دیا۔

"اب کیا کیا جائے۔ یہاں تو آکسیجن کی بھی خاصی کمی ہے۔
نس لینا بھی مشکل ہو رہا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں باہر نکلنا چاہئے۔ اب اس کے سوا اور
ئی صورت نہیں ہے"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن باہر کی سردی تو ہمیں چند لمحوں میں ہی لے ڈوبے گی۔
رے پاس سنو بائٹ سے بچنے کا مکمل سامان بھی نہیں ہے"۔
ران نے کہا۔

"صاحب اگر آپ واقعی باہر برف میں جانا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو
وع کا گوشت کھانا ہو گا"...... اچانک بلال نے کہا تو سب بے

اختیار چونک پڑے۔

"یربوع۔ وہ کیا ہوتا ہے"...... عمران نے حیران ہو کر پو
کیونکہ یہ نام اس کے لئے یکسر نیا تھا۔

"جناب یہ اس جگہ کا جانور ہے۔ صرف اتنی بلندی پر اس
خوفناک برف میں ہی پایا جاتا ہے۔یہاں کی مقامی زبان میں ا
یربوع کہا جاتا ہے"...... بلال نے جواب دیا۔

"کس طرح کا جانور ہوتا ہے یہ"...... عمران نے اشتیاق بھر
لہجے میں پوچھا کیونکہ اس قدر بلندی اور خوفناک سردی میں عج
کسی جانور کی موجودگی اس کے لئے واقعی ایک نئی بات تھی۔

"جناب یہ جانور جنگلی بلے سے بڑا ہوتا ہے۔پہاڑی کے اندر
حصے میں لگنے والی مخصوص ساخت کی گھاس کھاتا ہے۔ اس
اگلے دانت ہوتے ہیں۔ اس کی کچلیاں نہیں ہوتیں۔ ویسے یہ در
نہیں ہے۔ خرگوش سے مشابہ ہوتا ہے اس لئے حلال جانور ہے
جب کسی حد تک برف پگھلتی ہے تو یہ پہاڑی کے اندرونی طرف
چٹانوں میں بنے ہوئے اپنے بل میں سے نکلتا ہے۔ پھلتا پھولتا اور مو
تازہ ہو جاتا ہے۔ گھاس کو اپنے بل میں جمع کرتا رہتا ہے۔ جب
برف زیادہ ہو جاتی ہے اور سردی خوفناک انداز میں بڑھ جاتی ہے
یہ اپنے بل میں گھس جاتا ہے اور پھر چھ سات ماہ تک نیم بے ہو
کی حالت میں پڑا رہتا ہے۔ کچھ تھوڑی بہت گھاس جو وہ بل میں جمع
کر لیتا ہے وہی کھاتا رہتا ہے۔ اس کا گوشت انتہائی مزے دار ہو

ہے اور انتہائی گرم ہوتا ہے اور اس کے گوشت میں قدرتی طور پر یہ
خاصیت ہے کہ اس کا گوشت کھانے والا طویل عرصے تک انتہائی
خوفناک ترین سردی میں اس طرح گھومتا پھرتا رہتا ہے کہ جیسے وہ
سردی کی بجائے موسم بہار میں پھر رہا ہو"...... بلال نے پوری
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا یہ تمہیں مل جائے گا اور پھر اس کا گوشت پکائیں گے
کیسے"...... عمران نے کہا۔

"میں اس کی مخصوص خوشبو سے اسے ڈھونڈ نکالوں گا اور اس کے
بل میں اتنی خشک گھاس مل جائے گی کہ اس پر اسے پکایا جا سکتا
ہے"...... بلال نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر یہ حلال جانور ہے اور اس کی یہ خاصیت ہے تو
ضرور ڈھونڈو اسے"...... عمران نے کہا تو بلال تیزی سے آگے بڑھا
اور پھر اڈے کی سرخ دیوار کراس کر کے دوسری طرف جاتے ہوئے
راستے سے گزر کر ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

"عمران صاحب ہم نے طویل عرصہ تک تو بہرحال اس خوفناک
سردی میں نہیں رہنا اس لئے ایسا نہ ہو کہ جب ہم واپس جائیں تو
پھر اس یربوع کا گوشت ہمارے لئے مسئلہ بن جائے"...... صفدر نے
کہا۔

"فی الحال یہ مسئلہ تو حل ہو پھر اسے بھی حل کر لیں گے"۔
عمران نے کہا۔

"عمران صاحب بلال پڑھا لکھا اور سمجھ دار آدمی ہے اس لئے اس سے یہ ضرور پوچھ لینا چاہئے کہ اس خوفناک سردی میں ہم ہیڈ ریڈیا کا تو شکار نہ ہو جائیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ بیماری انتہائی سردی کی ہوتی ہے۔ جب سردی ہی نہ لگے گی تو ہیڈ ریڈیا کیسے ہو جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس خوفناک سردی میں کئی بیماریاں انسان کو ہو سکتی ہیں"۔ جولیا نے کہا۔

"ایک تو ہیڈ ریڈیا ہے اس سے سر میں درد ہوتا ہے اور پھر یہ درد بڑھتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ سر میں پانی جمع ہو جاتا ہے اور انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ چیسٹ ریڈیا ہے۔ اس سے پھیپھڑوں میں پانی بھر جاتا ہے۔ سانس کی تکلیف ہوتی ہے اور سنو بائٹ کے بارے میں تو عام لوگ بھی جانتے ہیں۔ اس سے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں درد کرنے لگتی ہیں۔ اس کے بعد رنگ نیلا پڑ جاتا ہے۔ آخر میں سیاہ ہو جاتا ہے اور پھر گوشت گل سڑ کر ختم ہو جاتا ہے یا اسے کاٹنا پڑتا ہے"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"سنو بلائنڈنس بھی تو خاصی خوفناک بیماری ہے عمران صاحب"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ برف کے گلیشئر پر چلتے ہوئے جب سورج کی کرنیں پڑتی ہیں تو وہ منعکس ہو کر انسان کی آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہیں یا بینائی کم کر دیتی ہیں۔ بہرحال اس کا علاج مخصوص عینکیں ہوتی ہیں

پھر سورج کی شعاعوں کے انعکاس سے اپنے آپ کو بچانا پڑتا ہے"۔ مران نے جواب دیا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"ویسے مجھے سانس لینے میں جو تنگی محسوس ہو رہی تھی ویسی تنگی ب محسوس نہیں ہو رہی"...... جولیا نے کہا۔

"اب پھیپھڑوں نے کم آکسیجن میں بھی اپنے آپ کو ایڈجسٹ کر ہے۔ یہ قدرت کا نظام ہے کہ انسانی جسم ہر قسم کے ماحول میں نے آپ کو ایڈجسٹ کر لینے کی صلاحیت رکھتا ہے"...... عمران نے یا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد بلال واپس آیا س کے ایک ہاتھ میں ایک موٹے جنگلی بلے جتنا خرگوش نما جانور ا اور دوسرے ہاتھ میں گھاس تھی۔

"تو یہ ہے یربوع۔ یہ تو نیم بے ہوش سا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ اسی لئے تو آسانی سے پکڑا گیا ہے ورنہ یہ کہاں ہاتھ نے والا تھا"...... بلال نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر عمران کے کہنے نویر نے اپنے تھیلے میں سے بڑا چاقو نکال کر یربوع کو ذبح کیا اور س کی کھال اتار کر اس کے گوشت کے پارچے کئے جبکہ صفدر اور ٹن شکیل نے بلال سے لے کر گھاس کو لائٹر کی مدد سے جلایا اور یربوع کے گوشت کو اس پر بھونا گیا۔ نمک بھی ان کے پاس ود تھا کیونکہ بعض اوقات سخت سردی میں بلڈ پریشر کم ہو جاتا ہے س وقت نمک کا استعمال کیا جاتا ہے اس لئے نمک بھی چھڑک دیا ور پھر عمران نے ایک پارچہ کھانا شروع کر دیا۔ یربوع کا گوشت

واقعی بے حد لذیذ تھا اور پھر سب نے گوشت کھایا اور گوشت کھ کے بعد ان کے جسم یکلخت خاصے گرم ہو گئے لیکن یہ گرمی بہر قابل برداشت تھی۔

"اس کا اثر کتنی دیر تک رہے گا"...... عمران نے پوچھا۔

"تقریباً بہتر گھنٹے جناب"...... بلال نے جواب دیا۔

"اور اگر اس دوران ہمیں نیچے جانا پڑا۔ تب"...... عمران جولیا والا سوال بلال سے پوچھا۔

"کچھ نہیں ہو گا۔ جسم کا درجہ حرارت کچھ اور بڑھ جائے گا بہرحال قابل برداشت ہو گا"...... بلال نے جواب دیا اور عمران اثبات میں سرہلا دیا۔

"عمران صاحب میرے خیال میں اب باہر جانے کی کار شروع کر دی جائے"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن باہر تو رات ہو گی"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں اور یہ ہمارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اس طرح سورج شعاعوں کے انعکاس سے ہم بچ جائیں گے۔ آسمان صاف ہو گا لئے برف میں بذات خود اتنی چمک ہو گی کہ ہم آسانی سے دیکھ گے اور پھر ٹارچیں بھی ہمارے پاس موجود ہیں"...... عمران جواب دیا۔

"لیکن ٹارچوں کی روشنی دور سے چیک بھی تو کی جا سکتی تنویر نے کہا۔

نہیں۔ اس قدر بلندی پر ٹارچوں کی روشنی نیچے سے چیک نہ ہو اور اگر ہو گی بھی ہی تو وہ کیا کر لیں گے"...... عمران نے کہا ب نے اثبات میں سرہلا دیئے اور پھر سب نے اپنی پشت سے اتارے۔ ان میں موجود مختلف قسم کے بموں اور سپر میگاٹ یٹ سٹکس ملا کر اس کا باقاعدہ بنڈل تیار کیا گیا اور پھر عمران دی پر بنڈل ایک چٹان میں موجود ایک سوراخ میں رکھ دیا

تو اب ہمیں آگے جا کر اس دیوار کی اوٹ میں ہونا پڑے گا ورنہ تا ہے کہ اڑنے والے پتھر ہمارا قیمہ بنا دیں"...... عمران نے کہا ب تیزی سے چلتے ہوئے اڈے کی سرخ دیوار کی سائیڈ سے ہو کر ے اور پھر دیوار کی سائیڈ سے ہو کر اوپر جانے والے راستے پر س انداز میں کھڑے ہو گئے کہ کوئی پتھر ان تک نہ پہنچ سکے۔ نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ڈی چارجر کا بٹن آن کیا تو اس پر ک کا بلب جل اٹھا۔ عمران نے اثبات میں سرہلایا کیونکہ زرد جلنے کا مطلب تھا کہ ان ریڈ بلاکس میں مخصوص انداز میں شدہ چارجر کام کر رہا ہے۔ عمران نے دوسرا بٹن پریس کیا تو نگ کا بلب جلا اور پھر بجھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی انتہائی گڑگڑاہٹ کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں اور پھر انتہائی اور کان پھاڑ ٹائپ کا دھماکہ ہوا۔ یہ دھماکہ اس قدر شدید ن کے جسم بے اختیار لرزنے لگے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے پوری

پہاڑی لرز اٹھی ہو یا قریب ہی کہیں انتہائی خوفناک آتش
پھٹ پڑا ہو۔ وہ سب دیوار کا سہارا لے کر کھڑے رہے۔ وہاں
پتھروں اور چٹانوں کی خوفناک بارش ہو رہی تھی لیکن پھر یہ
آہستہ آہستہ ختم ہوتا چلا گیا اور جب وہاں ایک بار پھر خاموشی
ہو گئی تو وہ آگے بڑھے اور دیوار کی سائیڈ سے نکل کر جب وہ
کی طرف آئے تو یہ دیکھ کر ان کے چہروں پر اطمینان
مسکراہٹ ابھر آئی کہ ان کا مقصد پورا ہو گیا تھا۔ وہاں
بیرونی دیوار کا کافی بڑا حصہ اڑ گیا تھا ورنہ انہیں خدشہ تھا کہ اگر
نہ ہو سکا تو پھر ان کے پاس مزید اسلحہ موجود نہ تھا۔ بہرحال
سوراخ سے باہر آئے تو ان کے پیر برف میں دھنسنے لگے لیکن
صرف گھٹنوں تک ہوا۔ پھر وہ جم کر کھڑے ہو گئے۔ باہر واقعی
تھی لیکن ہر طرف چاند کی چاندنی پھیلی ہوئی تھی اور سفید برف
اس چاندنی میں چاندی کی طرح چمک رہی تھی۔ چوٹی تو بہت
تھی اور وہاں برفانی طوفان بھی موجود تھا لیکن یہاں سکون
حیرت انگیز بات یہ تھی کہ اس قدر بلندی اور انتہائی خوفناک
کے باوجود انہیں صرف معمولی سی سردی کا احساس ہو رہا تھا۔

"اب اس اڈے کا راستہ کیسے تلاش کیا جائے گا"۔ جولیا

"میرے پیچھے آؤ۔ میرے ذہن میں ایک آئیڈیا موجود
انتہائی احتیاط کرنا کیونکہ کچھ معلوم نہیں کہ کہاں برف کتنی
کہاں کتنی سخت اور کہاں کوئی کھائی ہو اور کہاں گھاٹی"......

نے کہا اور پھر اس نے آہستہ آہستہ آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ بلال اور عمران کے دوسرے ساتھی بھی آہستہ آہستہ اس کے پیچھے چل رہے تھے۔ وہ واقعی احتیاط سے کام لے رہے تھے۔ عمران آگے بڑھ رہا تھا لیکن وہاں ہر طرف سوائے برف کے اور کچھ نظر نہ آ رہا تھا کہ اچانک عمران کے جسم کو ایک جھٹکا لگا اور وہ نیچے کی طرف تیزی سے برف میں اس طرح ڈوبنے لگا جیسے انسان دلدل میں ڈوبتا ہے لیکن اس سے پہلے کہ وہ زیادہ نیچے جاتا تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے اس کا بازو پکڑا اور عمران کو واپس کھینچنے لگا۔ صفدر بھی ساتھ شامل ہو گیا اور عمران کا جسم واپس اوپر کی طرف اٹھنے لگا۔

"احتیاط سے۔ انتہائی احتیاط سے"...... جولیا نے بے اختیار ہو کر کہا لیکن دوسرے لمحے اچانک ان سب کے قدموں تلے یکلخت ہلکا سا دھماکہ ہوا اور برف کا وہ حصہ یکلخت تڑخ کر پھٹا اور دوسرے لمحے وہ سب اس ٹوٹے ہوئے حصے میں اس طرح گرنے لگے جیسے وہ کسی انتہائی گہرے کنوئیں میں گر رہے ہوں۔ ان سب کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن ان کی کوئی کوشش بھی کامیاب نہ ہو سکی اور چند لمحوں بعد ان سب کے احساسات جیسے برف میں ڈوب کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منجمد ہو گئے۔

شاگل پلاسن میں اپنے اس اڈے پر موجود تھا جسے وہ پہلے استعمال کرتا رہا تھا۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ سامنے رکھی ہوئی میز پر ایک ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ شاگل ساگن سے یہاں پہنچا تھا اور پھر اس کی کال پر کافرستان کے دارالحکومت سے اس کے ایکشن شعبے کے چوبیس مسلح اور تربیت یافتہ افراد بھی یہاں پہنچ گئے تھے اور شاگل نے ان کی ڈیوٹی پلاسن کی پہاڑی کے گرد اس انداز میں لگائی تھی کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی پلاسن پہاڑی پر چڑھنے کے لئے وہاں پہنچیں تو ان کا خاتمہ کیا جاسکے۔ شاگل کو اس کال کی مدد سے جو گل شاہ نے اس کے کہنے پر ساگن کے تحریک آزادی کے خفیہ اڈے کے لیڈر کامران سے کی تھی، سے معلوم ہو چکا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی کسی مقامی آدمی کی مدد سے پلاسن پہاڑی کی چوٹی پر واقع اڈے کی طرف جانے کا پروگرام بنائے ہوئے ہیں اور وہ مقامی آدمی جس کا

م بلال بتایا گیا تھا کسی ایسے خفیہ راستے کو جانتا ہے جس کی مدد ے وہ اس اڈے تک پہنچ سکتے ہیں اس لئے شاگل نے یہ سارا پلان تایا تھا لیکن صبح سے لے کر اب شام ہونے کے قریب ہو گئی تھی کن ابھی تک عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کسی قسم ی کوئی اطلاع نہ ملی تھی اس لئے وہ بے حد حیران تھا کہ اگر وہ پلاسن ہیں پہنچے تو پھر آخر وہ کہاں چلے گئے ہیں جبکہ اور بھی کسی طرف سے ن کے بارے میں کوئی اطلاع موصول نہ ہو رہی تھی۔ دوپہر کو اگل ایک بھرپور نیند لے بھی چکا تھا لیکن اب اس کے صبر کا پیمانہ اقعی آہستہ آہستہ لبریز ہوتا جا رہا تھا۔ چنانچہ کچھ دیر بعد اس نے انسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک اسی وقت ٹرانسمیٹر سے ل آنا شروع ہو گئی اور شاگل نے چونک کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر یا۔

"ہیلو ہیلو۔ اشوک کالنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے اس ے ایکشن شعبے کے انچارج اشوک کی آواز سنائی دی۔

"یس شاگل اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے ں کہا۔

"باس۔ پاکیشائی ایجنٹ تو یہاں دور دور تک موجود نہیں ہیں کن ابھی مجھے ایک حیرت انگیز اطلاع ملی ہے کہ پلاسن کے ساتھ اقع دوسری پہاڑی کے ایک غار میں ایسے شواہد موجود ہیں جن سے تہ چلتا ہے کہ یہاں کچھ لوگ کافی دیر تک رہے ہیں۔ اوور"۔ اشوک

نے کہا۔

"وہاں وہ لوگ کیا کرنے جا سکتے ہیں نانسنس۔ وہاں مقامی لوگ رہے ہوں گے۔ میں نے تمہیں پلاسن پہاڑی کے بارے میں حکم دیا تھا یا کسی اور پہاڑی کے بارے میں۔ پہاڑیاں تو یہاں ہر طرف موجود ہیں۔ اوور"...... شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس۔ یہ دونوں پہاڑیاں نیچے سے تو الگ الگ ہیں اور ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر ہیں لیکن اوپر جا کر یہ دوسری پہاڑی پلاسن پہاڑی سے مل جاتی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ خفیہ راستہ پلاسن کی بجائے اس دوسری پہاڑی سے اوپر جاتا ہو اور پھر اوپر جا کر یہ راستہ پلاسن پہاڑی میں منتقل ہو جاتا ہو۔ اوور"...... اشوک نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ بات واقعی ہو سکتی ہے۔ اس لئے تو وہ تمہیں دکھائی نہیں دے رہے۔ تم کسی آدمی کو جیپ دے کر بھیجو میں خود وہاں کا جائزہ لینا چاہتا ہوں۔ اوور"...... شاگل نے اس بار اشتیاق بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اشوک کی بات اس کی سمجھ میں بھی آ گئی تھی۔

"یس باس۔ میں کرشن کو بھیج رہا ہوں۔ اوور"...... اشوک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے اونچی پہاڑیوں کی چوٹیوں پر آدمی بٹھائے ہوئے ہیں یا نہیں جو پلاسن پہاڑی کو چیک کر سکیں۔ اوور"...... شاگل نے کہا۔

"یس باس۔ آٹھ افراد مختلف پہاڑیوں کی چوٹیوں پر موجود ہیں اور وہاں طاقتور دوربینوں سے مسلسل پلاسن پہاڑی کو چیک کر رہے ہیں۔ اوور"...... اشوک نے کہا۔

"اوکے۔ بھیج دو کرشن کو۔ اوور اینڈ آل"...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا لیکن چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے دوبارہ کال آنا شروع ہو گئی تو اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ کالنگ۔ اوور" ۔ دوسری طرف سے بھاری آواز سنائی دی تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

"یس۔ شاگل اٹنڈنگ یو۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس۔ اوور"...... شاگل نے بھی پورے رعب و دبدبے سے بھرپور لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پریذیڈنٹ صاحب سے بات کیجئے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس سر۔ شاگل بول رہا ہوں۔ اوور"...... شاگل کا لہجہ اس بار بے حد مؤدبانہ ہو گیا۔

"پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں اب تک کوئی رپورٹ مجھ تک نہیں پہنچی۔ وجہ۔ اوور"...... صدر نے باوقار لہجے میں کہا تو شاگل نے پوری تفصیل سے اب تک کے تمام واقعات بتا دیئے۔

"اوہ۔ یہ تو بری خبر ہے کہ یہ خطرناک لوگ نہ صرف ابھی تک

زندہ ہیں بلکہ اب انہوں نے پلاسن پہاڑی کے اڈے تک کا کوئی خفیہ راستہ بھی ڈھونڈ لیا ہے۔ اوور"...... صدر کے لہجے میں گہری تشویش تھی۔

"جناب۔ پہاڑی بے حد بلند ہے اس لئے وہ لاکھ سر پٹکیں اول تو اوپر تک پہنچ ہی نہیں سکتے اور اگر پہنچ بھی جائیں تو ظاہر ہے وہاں کی خوفناک سردی میں ان کا خاتمہ ہو جائے گا اور پھر میرے آدمی یہاں چوکنا حالت میں موجود ہیں۔ ہم ان کے اوپر جانے سے پہلے ہی ان کا شکار کر لیں گے۔ اوور"...... شاگل نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہر حال اب اس لئے حکومت مطمئن ہے کہ اڈے کے سائنس دانوں نے اطلاع دی ہے کہ وہ اس مشین سے معلومات حاصل کرنے کے قریب پہنچ گئے ہیں اور امید ہے کہ آئندہ چند گھنٹوں میں ایسا ہو جائے گا اس کے باوجود تمہیں اور تمہارے آدمیوں کو ہر حالت میں چوکنا رہنا ہو گا۔ اوور"...... صدر نے کہا۔

"یس سر۔ اوور"...... شاگل نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کے الفاظ سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر کمرے سے نکل کر وہ چھوٹے سے صحن سے گزر کر احاطے کے بیرونی دروازے پر پہنچ گیا۔ چند لمحوں بعد ایک جیپ اس کے قریب آ کر رکی تو شاگل اچھل کر جیپ کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"چلو"...... اس نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے

صرف اثبات میں سر ہلایا اور ایک جھٹکے سے جیپ آگے بڑھا دی۔ مختلف پہاڑی راستوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک پہاڑی کے دامن میں پہنچے تو ڈرائیور نے جیپ روک دی۔ شاگل اچھل کر نیچے اترا تو ایک طرف موجود اشوک نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسے سیلوٹ کیا۔

"کہاں ہے وہ غار۔ دکھاؤ مجھے"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ آئیے سر"...... اشوک نے کہا اور پھر اس کی رہنمائی میں شاگل ایک پہاڑی غار میں پہنچا تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہاں واقعی ایسے شواہد موجود تھے کہ جیسے یہاں کچھ لوگ کافی دیر تک موجود رہے ہوں۔

"کیا یہاں سے کوئی ایسی چیز ملی ہے کہ جس سے یہ بات کنفرم ہو سکے کہ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں رہے ہیں"...... شاگل نے پوچھا۔

"نو سر۔ البتہ فوجی بوٹوں کے نشانات ضرور موجود ہیں"۔ اشوک نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہاں کافرستانی فوج کے لوگ آرام کرتے رہے ہوں"...... شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا اور مڑ کر واپس دہانے کی طرف بڑھا لیکن پھر جیسے ہی وہ باہر آیا اس کی نظریں ایک طرف چٹان پر پڑیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑا اور تیزی سے اس چٹان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اشوک اس کے پیچھے تھا۔

"اوہ۔ دو آدمی یہاں بھی موجود رہے ہیں۔ اوہ۔ یہ رومال"۔ شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر نیچے پڑا ہوا ایک

رومال اٹھا لیا۔ سفید رنگ کا چھوٹا سا مگر عام سا رومال تھا۔ شاگل اسے کچھ دیر تک اس انداز میں دیکھتا رہا جیسے یہ رومال ابھی کسی سکرین میں بدل جائے گا اور پھر اس سکرین پر اسے تمام مناظر نظر آنے لگ جائیں گے لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ رومال کے کونے میں ایک چھوٹا سا سٹیکر لگا ہوا تھا۔ اس نے سٹیکر کو غور سے دیکھا اور دوسرے لمحے وہ اچھل پڑا۔

" اوہ۔ اوہ۔ یہاں عمران اور اس کے ساتھی رہے ہیں۔ اوہ۔ اوہ"۔ شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

" وہ کیسے جناب"...... اشوک نے حیران ہو کر پوچھا۔

" یہ دیکھو یہ سٹیکر۔ اس پر فرم کا نام لکھا ہوا ہے اور نیچے میڈ ان پاکیشیا بھی درج ہے"...... شاگل نے اس طرح فخریہ انداز میں رومال اشوک کی طرف بڑھا دیا جیسے اس کی اس تحقیقات پر یقیناً اسے ڈاکٹریٹ کی ڈگری مل جائے گی۔

" اوہ یس سر۔ واقعی سر۔ آپ کی ذہانت اور دوربینی کا جواب نہیں"...... اشوک نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

" گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ تم اچھے آدمی ہو۔ ویری گڈ۔ تم نے اس غار کو دریافت کیا ہے اور تمہاری بات درست ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی یقیناً کسی خفیہ راستے سے اوپر گئے ہیں۔ اس راستے کو تلاش کرو"...... شاگل نے کہا۔

" جناب۔ تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ بہرحال یہ راستہ

پہاڑی کے باہر ہی ہو گا۔ اندر تو نہیں ہو سکتا ہم انہیں چیک کر رہے ہیں اور جیسے ہی وہ نظر آئیں گے دور مار گنوں کی مدد سے ان کا خاتمہ کر دیں گے"...... اشوک نے جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا۔

" لیکن اب تک تمہارے آدمیوں کو وہ نظر نہیں آئے۔ کیوں"۔ شاگل نے کہا۔

" ابھی تک ہم کنفرم نہیں تھے سر کہ یہ واقعی وہی لوگ ہیں۔ اب ہم کنفرم ہو چکے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم جے پوہل پر اڈا بنا لیں۔ وہاں سے برفانی حصے تک زیادہ آسانی سے چیکنگ کی جا سکتی ہے"...... اشوک نے کہا۔

" ٹھیک ہے چلو۔ کہاں ہے یہ جے پوہل"...... شاگل نے بھی اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

" میں انتظامات کراتا ہوں تاکہ آپ کے شایان شان انتظام ہو سکے"...... اشوک نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔ چونکہ وہ شاگل کی فطرت سے واقف تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ اسے کس انداز میں ڈیل کیا جا سکتا ہے۔

" گڈ۔ تم واقعی اچھے آدمی ہو۔ ٹھیک ہے کراؤ انتظامات۔ میں اس دوران غار کا ایک بار پھر اچھی طرح جائزہ لے لوں"...... شاگل نے کہا اور تیزی سے واپس غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے غار میں داخل ہو کر اس طرح غار کا جائزہ لینا شروع کر دیا جیسے اسے یقین ہو کہ وہ ابھی کسی پتھر کے پیچھے سے عمران کو دریافت کر لے گا

لیکن کافی دیر تک جائزہ لینے کے بعد جب کچھ نہ ملا تو اس نے ایک طویل سانس لیا اور پھر غار سے باہر آگیا۔ اشوک وہاں موجود نہیں تھ اور نہ ہی وہ جیپ اور ڈرائیور کرشن موجود تھا۔ شاگل کو وہاں کھڑے ہوئے کافی دیر ہو گئی تو اشوک ایک طرف سے آتا دکھائی دیا۔

"یہ جیپ کہاں گئی"...... شاگل نے اس سے پوچھا۔

"سر انتظامات کے لئے بھجوائی ہے۔ ابھی آنے والی ہے سر۔ میں نے مختلف پوزیشنوں پر موجود اپنے گروپ کے آدمیوں کو آپ کے جے پوہل پر مرکز بنانے اور وہاں موجود رہنے کی اطلاع دینے گیا تھا تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ آپ بنفس نفیس وہاں موجود ہوں گے"...... اشوک نے کہا۔

"تو کیا پیدل چل کر گئے تھے تم"...... شاگل نے چونک کر پوچھا۔

"نو سر۔ ادھر قریب ہی ہمارا سامان ہے اور ٹرانسمیٹر بھی۔ میں ٹرانسمیٹر پر اطلاع دینے گیا تھا"...... اشوک نے جواب دیا تو شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جیپ بھی آگئی۔

"چلیئے جناب"...... اشوک نے کہا۔

"کیا تم میرے ساتھ نہیں چلو گے"...... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں ساتھ جاؤں گا لیکن سر آپ پہلے جیپ میں سوار ہوں گے تو میں سوار ہو سکتا ہوں"...... اشوک نے کہا تو شاگل کے

ہرے پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"گڈ۔ تم واقعی اچھے آدمی ہو۔ اگر تم نے یہاں کوئی کارکردگی کھائی تو میں تمہیں اپنا نمبر ٹو بھی بنا سکتا ہوں"...... شاگل نے جیپ کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر"...... اشوک نے پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"چلیں سر"...... ڈرائیور نے کہا۔

"ہاں چلو۔ کیا میرا سامان لے لیا گیا ہے ناں"...... اشوک نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... ڈرائیور نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ آگے بڑھا دی اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے انتہائی خطرناک ور تنگ راستے پر جیپ چلانے کے بعد ایک موڑ پر لے جا کر ڈرائیور نے جیپ روک دی۔

"کیا ہوا"...... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر یہاں سے پیدل اوپر جانا ہو گا"...... ڈرائیور نے کہا تو شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر جیپ سے نیچے اتر آیا۔ عقبی طرف سے شوک بھی نیچے آگیا۔

"تم سامان لے آؤ کرشن"...... اشوک نے ڈرائیور سے کہا۔

"یس سر"...... ڈرائیور نے جواب دیا اور جیپ سے نیچے اتر کر جیپ کی عقبی طرف مڑ گیا۔

"آئیے سر"...... اشوک نے کہا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا

دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ دو سو فٹ چڑھائی چڑھنے کے بعد وہ ایک اور جگہ پہنچ گئے یہاں باقاعدہ ایک ٹینٹ نصب تھا اور وہاں دو آدمی موجود تھے۔ انہوں نے شاگل کو سلام کیا تو شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"سر دیکھیں یہاں سے پلاسن پہاڑی کا منظر کس قدر واضح نظر آ رہا ہے"...... اشوک نے پلاسن پہاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اچھا ہے"...... شاگل نے کہا اور پھر وہ ٹینٹ میں داخل ہو گیا۔ وہاں موجود آدمی نے کرسیاں سیدھی کیں تو شاگل ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم اب چیکنگ شروع کر دو۔ ٹرانسمیٹر کہاں ہے"...... شاگل نے کہا تو اشوک نے ایک طرف رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھا کر میز پر رکھ دیا اور پھر اشوک باہر نکل گیا۔

"تم بھی جاؤ میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں"...... شاگل نے وہاں موجود ایک آدمی سے کہا۔

"سر آپ کے آرام کرنے کے لئے ٹینٹ کے عقبی حصے میں فولڈنگ بیڈ موجود ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ گڈ۔ یہ اشوک واقعی بہت سمجھ دار آدمی ہے۔ کہاں ہے بیڈ"...... شاگل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ادھر سر۔ آئیے سر"...... اس آدمی نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

شاگل اس کے پیچھے تھا اور پھر وہ ٹینٹ کے ایک علیحدہ حصے میں پہنچ گیا۔ وہاں واقعی لوہے کا ایک فولڈنگ بیڈ موجود تھا۔

"گڈ۔ اب تم جا سکتے ہو۔ کوئی خاص بات ہو تو مجھے اطلاع دے دینا"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر"...... اس آدمی نے جواب دیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"سنو"...... اچانک شاگل نے کہا۔

"یس سر"...... اس آدمی نے مڑتے ہوئے کہا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... شاگل نے پوچھا۔

"موہن سر"...... نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جاؤ"...... شاگل نے کہا تو موہن مڑ کر واپس چلا گیا توشاگل بیڈ پر لیٹ گیا اور چونکہ چڑھائی چڑھنے کی وجہ سے وہ تھک گیا تھا اس لئے لیٹتے ہی اسے نیند آ گئی لیکن پھر اچانک کسی نے اسے جھنجوڑ دیا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھ کھڑا ہوا اور آنکھیں کھلتے ہی اسے موہن ر آیا۔

"سر جلدی آیئے۔ ایجنٹ چیک ہو گئے ہیں"...... موہن نے کہا تو اگل بے اختیار اچھل کر کھڑا ہوا اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا ٹینٹ ے باہر آیا۔ یہاں اشوک نائٹ ٹیلی سکوپ آنکھوں سے لگائے کھڑا

"سر۔ وہ دیکھیں۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ۔ وہ دیکھیں۔ جہاں

دونوں پہاڑیاں مل رہی ہیں وہاں" ...... اشوک نے دوربین شاگل
کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو شاگل نے جلدی سے دوربین اس سے
لے کر آنکھوں سے لگائی اور پھر چند لمحوں بعد ہی اسے دور پہاڑی پ
سائے سے نظر آنے لگ گئے۔ اس نے دوربین کو اور زیادہ طاقتو
کرنے والا بٹن گھمایا تو یہ سائے بڑے ہوتے چلے گئے۔

"اوہ ہاں۔ یہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں لیکن انہوں نے کافرستانی فوج کی یونیفارم پہنی ہوئی ہے۔ یہ کہاں سے آئے ہیں او کیسے اتنی بلندی پر پہنچ گئے ہیں۔ یہ پہلے کیوں چیک نہی ہوئے" ...... شاگل نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر۔ یہ پہاڑی کی اندرونی طرف سے باہر آئے ہیں۔ یہ شاید اندرونی طرف سے کسی قدرتی کریک کے ذریعے یہاں تک پہنچے ہیں۔ اچانک پہاڑی کا وہ حصہ ٹوٹ گیا اور پھر ایک ایک کر کے یہ باہر گئے"۔ اشوک نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ان پر فائر کھول دو۔ ختم کر دو انہیں" ...... شاگل نے چیخ ہوئے کہا۔

"نہیں سر۔ فاصلہ بہت زیادہ ہے۔ وہاں تک گن کی رینج ہی نہی ہے" ...... اشوک نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر کال کرو۔ جلدی کرو" ...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا

"یس سر" ...... اشوک نے کہا اور تیزی سے بھاگتا ہوا ٹینٹ ک اندرونی حصے کی طرف بڑھ گیا۔ شاگل اب خاموش کھڑا غور س

ہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ اور انتہائی محتاط انداز میں آگے بڑھ ہے تھے۔

"میں ابھی تمہارا شکار کھیلوں گا۔ ابھی۔ فکر مت کرو۔ اس بار ہاری موت یقینی ہے" ...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ اس علاقے میں ہیلی کاپٹر کی پرواز ممنوع ہے"۔ اچانک وک نے واپس آکر کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ہم یہ ہیلی کاپٹر دشمن کے خاتمے کے لئے ب کر رہے ہیں۔ کون ہے جس نے یہ جرأت کی ہے۔ بولو۔ گل نے یکلخت غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"ایئر فورس سنٹر ساگن کے ایئر کمانڈر نے جناب" ...... اشوک ے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"چلو میرے ساتھ میں دیکھتا ہوں کہ وہ کیسے انکار کرتا ہے۔ نسنس" ...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ کر ے کی طرف بڑھ گیا۔ اشوک مؤدبانہ انداز میں اس کے پیچھے تھا لیکن سے پہلے کہ وہ خیمے میں داخل ہوتے انہیں دور سے دھماکے کی سنائی دی تو وہ دونوں ہی تیزی سے مڑے اور شاگل نے گلے میں ہوئی طاقتور نائٹ ٹیلی سکوپ آنکھوں سے لگائی اور پھر چند لمحوں جب اس جگہ پر اس کی نظریں جم گئیں جہاں عمران اور اس کے ی موجود تھے تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں پہاڑی کی نی دیوار میں ایک بڑا سا سوراخ نظر آنے لگ گیا تھا اور عمران اور

اس کے ساتھی اب اس سوراخ کی طرف بڑھ رہے تھے اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ایک ایک کر کے وہ اس سوراخ میں داخل ہو کر نظروں سے غائب ہو گئے۔

" اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ تو پوری پہاڑی کو اڑا رہے ہیں" ...... شاگل نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" پوری پہاڑی کو۔ وہ کیسے سر" ...... اشوک نے حیران ہو کر کہا۔

" وہ پہاڑی میں سوراخ کر کے باہر آئے ہیں اور اب سوراخ کر کے واپس اندر چلے گئے ہیں۔ یہ پہاڑی یقیناً اندر سے کھوکھلی ہو گ اور وہ لازماً اندر بم نصب کر کے واپس آ جائیں گے اور پھر پور پہاڑی کو اڑا دیں گے" ...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

" اوہ نہیں جناب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنی بڑی پہاڑی ک مکمل طور پر اڑایا جا سکے۔ نہیں سر۔ ایسا تو ناممکن ہے" ...... اشوک نے کہا۔

" کیا مطلب۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ میں احمق ہوں۔ کیوں"۔ شاگل نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

" نہیں سر۔ میرا خیال ہے کہ پوری پہاڑی اندر سے کھوکھلی نہ ہو سکتی البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی کریک اندر ایسا موجود ہو جو تک چلا گیا ہو جس جگہ سے وہ باہر نکلے ہیں وہاں کریک بند ہو گیا گا اس لئے وہ باہر آ گئے اور پھر جہاں سے کریک آگے شروع ہو رہا

وہاں سے وہ دوبارہ اندر داخل ہو گئے" ...... اشوک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ہونہہ۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن اب کیا کیا جائے۔ کس طرح انہیں پکڑا جائے۔ اب تو ہیلی کاپٹر کی مدد سے بھی کچھ نہیں ہو سکتا" ...... شاگل نے کہا۔

" جناب مواصلاتی سنٹر کے بارے میں تفصیلات معلوم کریں۔ ان کا اصل مقصد تو اسے تباہ کرنا ہے اگر وہ تباہ نہیں ہو سکتا تو پھر جناب لامحالہ یہ واپس آئیں گے اور پھر انہیں آسانی سے ختم کیا جا سکتا ہے" ...... اشوک نے کہا۔

" وہ مجھے معلوم ہے۔ میں نے پہلے ہی معلوم کر لیا ہے۔ وہ ریڈ بلاکس کا بنا ہوا ہے اس پر تو ایٹم بم بھی اثر نہیں کر سکتا البتہ وہاں لب اندر موجود سائنس دانوں کو بہرحال ہوشیار کرنا ہو گا۔ آؤ میرے ساتھ " ...... شاگل نے کہا اور تیزی سے خیمے میں داخل ہو گیا۔ اس نے میز کے قریب موجود کرسی پر بیٹھ کر میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس کالنگ۔ اوور" ...... شاگل نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

" یس۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ۔ اوور" ...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

" پریذیڈنٹ صاحب سے بات کرائیں۔ اٹ از ایمرجنسی۔

اوور"۔ شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ ویٹ فار کال۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس۔ اوور"...... چند لمحوں بعد صدر صاحب کی باوقار آواز سنائی دی۔

"سر۔ شاگل بول رہا ہوں۔ پلاسن سے سر۔ انتہائی اہم بات سامنے آئی ہے"...... شاگل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے پہاڑی سے باہر آنے اور پھر بلندی پر جاکر دوبارہ اندر جانے کی پوری تفصیل بتاکر اوور کہہ دیا۔

"ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ باوجود ہماری کوششوں کے پلاسن اڈے تک پہنچنے کی کامیاب کوشش کر رہے ہیں۔ اوور" صدر نے کہا۔

"لیکن سر۔ اڈا تو ریڈ بلاکس کا بنا ہوا ہے اور بند ہے۔ وہ اسے توڑ سکیں گے اور نہ ہی اس میں داخل ہو سکیں گے البتہ اب انہیں اڈے کے اندر سے مارک کر کے ختم کیا جا سکتا ہے اس لئے اگر آپ اڈے کے سیکورٹی انچارج کی فریکونسی عنایت کر دیں اور انہیں ہدایت کر دیں کہ وہ مجھ سے رابطہ رکھیں تو اندر سے وہ اور باہر سے ہم مل کر ان کا یقینی خاتمہ کر دیں گے اس طرح وہ دونوں طرف سے پھنس جائیں گے اور ان کے پاس زندہ رہنے کا کوئی چانس نہ رہے گا۔ اوور"...... شاگل نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ یہ واقعی بہترین تجویز ہے۔ آپ فو

ے بھی مدد حاصل کر سکتے ہیں۔ فریکونسی ملٹری سیکرٹری آپ کو بتا ے گا اور باقی تفصیل بھی۔ آپ دس منٹ بعد ملٹری سیکرٹری کو ل کر سکتے ہیں۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور س کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کیا اور پھر کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھ کر اس نے ہاتھ سیدھا لیا اور پھر دس منٹ کے انتظار کے بعد اس نے دوبارہ ٹرانسمیٹر آن ۔ فریکونسی پہلے سے ہی اس پر ایڈجسٹ تھی۔ ٹرانسمیٹر آن ہوتے اس نے بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ اٹنڈنگ یو سر۔ اوور"...... چند س بعد ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"صدر صاحب نے آپ کو ہدایات دے دی ہیں۔ اوور"۔ شاگل کہا۔

"یس سر۔ اڈے کے سیکورٹی انچارج کرنل شرما کو بھی آپ سے طے اور تعاون کے بارے میں حکم دے دیا گیا ہے اور ساگن ایئر ے کے ایئر کمانڈر سیٹھی کو بھی ہدایات دے دی گئی ہیں کہ وہ سے مکمل تعاون کریں۔ آپ اڈے کی مخصوص فریکونسی نوٹ کر ۔ اوور"...... ملٹری سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نسی بتا دی۔

"اوکے۔ اوور"...... شاگل نے کہا۔

"صدر صاحب نے حکم دیا ہے کہ ہر اہم واقعہ کے بارے میں آپ

انہیں ساتھ ساتھ رپورٹ دیں گے۔ اوور "...... ملٹری سیکرٹری نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ صدر صاحب کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ اوور اینڈ آل "...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اس پر وہ فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی جو ملٹری سیکرٹری نے بتائی تھی اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس کالنگ کرنل شرما۔ اوور "...... شاگل نے بڑے بارعب لہجے میں بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

" یس۔ کرنل شرما سیکورٹی انچارج پلاسن سنٹر اٹنڈنگ یو۔ اوور "۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

" کرنل شرما۔ پاکیشیائی ایجنٹ پہاڑی کے اندرونی طرف سے کسی کریک کے ذریعے اڈے کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ کیا آپ اس کریک کے بارے میں جانتے ہیں۔ اوور "...... شاگل نے کہا۔

" ہاں جناب۔ ایک قدرتی راستہ اڈے تک پہنچ کر اور پھر ایک سائیڈ سے ہو کر اوپر چوٹی تک جاتا ہے لیکن ہمارے اڈے کو وہ کس طرح بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ ہمارا اڈا ریڈ بلاکس سے ب ہوا ہے اور اس کا کوئی خفیہ راستہ نہیں ہے اس لئے چاہے وہ کچھ بھ کر لیں وہ اڈے کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔ اوور "...... کرنل شر نے کہا۔

" وہ پہلے کسی بم کی مدد سے پہاڑی کی بیرونی سائیڈ توڑ کر باہر نکلے اور پھر آگے بڑھ کر انہوں نے پھر پہاڑی کی سائیڈ توڑ کر وہ اندر گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کے پاس انتہائی طاقتور بم موجود ہیں اس لئے یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ اڈے کے قریب سے پہاڑی کی سائیڈ دیوار توڑ کر باہر آجائیں اور پھر اڈے کے مین دروازے کو توڑ کر اندر داخل ہو جائیں۔ اوور "...... شاگل نے کہا۔

" جناب ایسا ہونا ناممکن ہے۔ اڈے کے باہر برف کی تہیں اور پھر خوفناک برفانی طوفان ہیں۔ باہر کوئی انسان ایک لمحے کے لئے بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ ایم وی تھری ہیلی کاپٹر ہی صرف اڈے کے اندر آجا سکتا ہے کیونکہ اس میں خصوصی انتظامات ہوتے ہیں اور پھر اس ہیلی کاپٹر کو براہ راست اڈے کے اندر اتارا جاتا ہے اور پھر اڈا بند کر کے ہیٹنگ کو بڑھا کر اور کنٹرول کر کے ہیلی کاپٹر سے آدمی باہر آ سکتا ہے اور دوسری بات یہ کہ فرض کیا کہ وہ کسی طرح باہر آ بھی جائیں تو دروازے کے سامنے خصوصی انتظامات ہیں۔ وہاں برف کی تہہ کے نیچے گہرائیاں ہیں۔ اس برف کو اڈے کے اندر سے صرف ایک بٹن دبا کر توڑا جا سکتا ہے اور پھر وہاں چاہے پوری فوج ہی کیوں نہ موجود ہو اسے ان گہرائیوں میں گرایا جا سکتا ہے جہاں سے وہ کسی صورت بھی زندہ نہیں نکل سکتے اس لئے آپ قطعی بے فکر رہیں۔ وہ خود ہی ٹکریں مار کر واپس چلے جائیں گے۔ نیچے آپ ان سے آسانی سے نپٹ سکتے ہیں۔ اوور "...... کرنل شرما نے تفصیل

پڑے گا اور پھر ہم ان کا شکار کھیلیں گے"...... شاگل نے ساتھ کھڑے اشوک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... اشوک نے جواب دیا۔

"میں دوبارہ آرام کرنے جا رہا ہوں۔ ایک آدمی کی یہاں ڈیوٹی لگا دو اگر کال آئے تو وہ مجھے بتا دے گا"...... شاگل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... اشوک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور شاگل کرسی سے اٹھا اور اندرونی حصے کی طرف بڑھ گیا۔ ایک بار تو اس کو خیال آیا کہ وہ واپس اپنے اڈے پر چلا جائے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا کیونکہ کال آنے پر فوری طور پر اس کا یہاں واپس پہنچنا مشکل ہوتا اور اگر اس کے فوری نہ پہنچنے کی وجہ سے کوئی گڑبڑ ہو گئی تو صدر صاحب بھی اس کے خلاف کورٹ مارشل کا حکم دے سکتے ہیں اس لئے اس نے وہیں وقت گزارنے کا فیصلہ کر لیا۔ بستر پر لیٹ کر وہ کافی دیر تک عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں سوچتا رہا لیکن پھر اسے نیند آ گئی۔ نجانے وہ کتنی دیر سوتا رہا کہ اس کے کانوں میں موہن کی آواز پڑی تو اس کی آنکھیں کھل گئیں۔

"کیا بات ہے"...... اس نے آنکھیں کھولتے ہی ساتھ کھڑے موہن کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹرانسمیٹر کال آئی ہے جناب"...... موہن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو شاگل ایک جھٹکے سے اٹھا اور دوڑتا ہوا بیرونی حصے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹرانسمیٹر سے کال آ رہی تھی۔ شاگل نے جلدی سے کرسی پر بیٹھ کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو کرنل شرما کالنگ۔ اوور"...... کرنل شرما کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... شاگل نے اپنی عادت کے مطابق باقاعدہ اپنا عہدہ بتاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ پاکیشیائی ایجنٹ اس خوفناک سردی میں نجانے کس طرح اڈے کے سامنے پہنچ گئے حالانکہ وہ کافرستانی فوج کی عام سی یونیفارم میں تھے لیکن اس کے باوجود آپ کی کال کی وجہ سے ہم ہوشیار تھے اور میں نے انہیں نیچے گہرائی میں گرا دیا ہے اور اب تک وہ لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہوں گے۔ آپ نے حکم دیا تھا کہ آپ کو فوری اطلاع دی جائے اس لئے میں آپ کو کال کر رہا ہوں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کرنل شرما نے کہا۔

"ویری گڈ کرنل شرما۔ یہ تو آپ نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اوہ۔ لیکن یہاں تو گہری رات ہو گئی ہے۔ اب رات کو کیسے گہرائیوں سے ان کی لاشیں نکالی جائیں گی۔ اوور"...... شاگل نے باہر اندھیرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ رات کو تو اس راستے پر آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کا گزرنا مشکل ہے اس لئے اب صبح کو ہی ان کی لاشیں نکالی جا سکتی ہیں۔ اوور"...... کرنل شرما نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ یہ انتہائی رسک ہے۔ یہ لوگ حد درجہ خطرناک ہیں۔ ضروری نہیں کہ یہ گہرائیوں میں گر کر واقعی لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہوں اگر یہ زندہ رہ گئے تو صبح تک لامحالہ یہ سنبھل چکے ہوں گے اس لئے میں یہ آپریشن فوری طور پر کرنا چاہتا ہوں تاکہ اگر یہ زندہ ہیں تو میں ان کا خاتمہ کر سکوں۔ اوور"...... شاگل نے کہا۔

"نو سر۔ آپ رات کے وقت ان گہری گہرائیوں میں کسی صورت بھی نہیں اتر سکتے۔ آپ کو ہر صورت صبح کا انتظار کرنا ہو گا کیونکہ مجھے خود آپ کے ہمراہ جانا ہو گا ورنہ آپ لوگ راستہ اوپن ہونے کے باوجود دن کو بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ اوور"...... کرنل شرما نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ایسا ممکن ہے کہ یہ لوگ ان گہرائیوں میں گرنے کے باوجود زندہ رہ جائیں۔ اوور"...... شاگل نے ذہن میں موجود خدشے کو سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"نو سر۔ یہ گہرائیاں پتھریلی ہیں اس لئے ان میں گرنے کے بعد تو شاید انسانی لاشیں بھی سلامت نہ رہ سکیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان گہرائیوں کی چورائی کتنی ہے۔ اوور"...... شاگل نے وکیلوں کے انداز میں باقاعدہ جرح کرتے ہوئے کہا۔

"چوڑائی تو کافی ہے لیکن جناب یہ سب پتھریلی ہیں۔ اوور"۔ کرنل شرما نے اس بار قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان گہرائیوں کی تہہ میں کیا ہے۔ پانی یا برف وغیرہ تو نہیں ہے۔ اوور"...... شاگل نے ایک اور سوال کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم نہیں جناب کیونکہ میں خود کبھی ان کی تہہ میں نہیں اترا۔ اوور"...... کرنل شرما نے جواب دیا۔

"تو پھر تمہیں ان گہرائیوں کے بارے میں تفصیلات کا کیسے علم ہے۔ اوور"...... شاگل نے چونک کر پوچھا۔

"جناب۔ میرے پاس باقاعدہ نقشہ ہے جس میں یہ گہرائیاں دکھائی گئی ہیں اور ان کے بارے میں تفصیلات بھی موجود ہیں۔ اوور"...... کرنل شرما نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اگر آپ بضد ہیں تو صبح کو ہی سہی۔ لیکن یہ راستہ کہاں سے اوپن ہو گا اور مجھے کس چیز پر وہاں پہنچنا ہو گا۔ اوور"...... شاگل نے کہا۔

"جناب یہ خصوصی راستہ پلاسن پہاڑی کی جڑ سے اوپن ہوتا ہے۔ اوور"...... کرنل شرما نے کہا۔

"تو پھر تم کیسے نیچے آؤ گے۔ اوور"...... شاگل نے چونک کر پوچھا۔

"میرے پاس خصوصی ایئر پیراشوٹ موجود ہے جناب جس کی ردے میں آسانی سے نیچے آسکتا ہوں اور واپس اوپر جا سکتا ہوں۔ وور"...... کرنل شرما نے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

" ایئر پیراشوٹ۔ وہ کیا ہوتا ہے۔ اوور"...... شاگل نے حیران ہو کر پوچھا۔

" جناب یہ غبارے کی طرز کا خصوصی پیراشوٹ ہوتا ہے۔ اس میں خصوصی انداز میں ہوا بھری جاتی ہے تو یہ دس بارہ آدمیوں کو اٹھا کر بیس پچیس ہزار فٹ کی بلندی تک سیدھا جا سکتا ہے اور پھر نیچے بھی اتر سکتا ہے۔ یہ خصوصی پیراشوٹ ایمرجنسی کے لئے ایکریمیا سے منگوائے گئے ہیں۔ اوور"...... کرنل شرما نے کہا۔

" اوکے آپ صبح کو راستہ اوپن کر کے ایئر پیراشوٹ سے نیچے آئیں گے اور ہم نیچے آپ کا انتظار کریں گے۔ اوور"... شاگل نے کہا۔

" یس سر۔ اوور"...... اس بار کرنل شرما نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور شاگل نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ ایک بار سے خیال آیا کہ وہ صدر صاحب کو اس بارے میں اطلاع کر دے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں اپنے قبضے میں لے کر ہی انہیں اطلاع دینا چاہتا تھا۔ وہ اشوک کی طرف مڑ گیا جو باہر ہی موجود تھا۔

" اشوک"..... شاگل نے کہا۔

" یس سر"...... اشوک نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پلاسن پہاڑی کے گرد مکمل گھیرا ڈال دو۔ ہو سکتا ہے کہ لوگ زندہ بچ گئے ہوں اور باہر نکلنے کی کوشش کریں۔ اگر ایسا ہو

نے ان کا خاتمہ کرنا ہے"...... شاگل نے کہا۔

" یس سر"...... اشوک نے کہا اور شاگل سر ہلاتا ہوا اٹھا اور واپس وصی حصے کی طرف بڑھ گیا کیونکہ اسے بہرحال اب صبح تک ظار تو کرنا ہی تھا۔

کرنل شرما پلاسن پہاڑی کے اوپر بنے ہوئے خصوصی اڈے اندر اپنے مخصوص سیکورٹی کیبن میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ لمبے قد بھاری جسم کا آدمی تھا۔ اس کے سامنے ٹرانسمیٹر پڑا ہوا تھا اور وہ وقت دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑے اس طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے انتہائی پریشان ہو کہ اچانک کیبن میں ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر د ہوا تو کرنل شرما نے چونک کر ہاتھ ہٹائے اور آنے والے کو دیکھ پھر احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا بات ہے کرنل شرما۔ کیا پریشانی ہے"...... ادھیڑ عمر ق نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی پریشانی نہیں ہے سر۔ کافرستان سیکرٹ سروس کے چی شاگل نے مجھے پریشان کر دیا ہے"...... کرنل شرما نے مسکر ہوئے

کیا۔ کون شاگل۔ کیا کہہ رہے ہو"...... آنے والے نے چونک جائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور میز کی سائیڈ پر پڑی ہوئی کرسی گیا تو کرنل شرما بھی واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل جناب۔ اس سے ابھی میٹر پر بات ہو رہی تھی۔ اس نے سوالات کر کے میرا ناطقہ بند یا ہے۔ وہ کسی صورت مطمئن ہی نہیں ہو رہا تھا"...... کرنل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

لیکن مسئلہ کیا ہے۔ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف کا تم ابطہ اور ٹرانسمیٹر پر گفتگو کیوں اور کس سلسلے میں ہو رہی ...... آنے والے نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

سر۔ آپ تو اپنے کاموں میں مصروف رہتے ہیں اس لئے آپ کو کا علم نہیں ہے۔ وادی مشکبار کے مجاہدین سے جو مشین کر کے یہاں پہنچائی گئی ہے اور جس کی میموری علیحدہ کرنے پر م کر رہے ہیں یہ اس کا سلسلہ ہے"...... کرنل شرما نے کہا۔

س کا سلسلہ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ تم ذرا تفصیل سے و"...... اس بار اس ادھیڑ عمر نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

سر پہلے صدر صاحب کی کال آئی۔ انہوں نے بتایا کہ اس اڈے کرنے کی غرض سے پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں پلاسن اڈے کرنے کی کوشش میں مصروف ہے اور کافرستان سیکرٹ ان کے خلاف یہاں کام کر رہی ہے اس لئے میں کافرستان

سیکرٹ سروس کے چیف سے مکمل تعاون کروں۔ اس کے بعد میری شاگل صاحب سے بات ہوئی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ پاکیشیائی ایجنٹ کسی پراسرار راستے سے پہاڑی کے اندر سے کسی قدرتی کریک کے ذریعے اڈے تک پہنچنے والے ہیں۔ میں نے انہیں بتایا کہ ایسا ممکن نہیں ہے اگر ممکن بھی ہو تو وہ اڈے کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے کیونکہ یہ اڈا ریڈ بلاکس سے بنا ہوا ہے جس پر ایٹم بم بھی اثر نہیں کر سکتا اور اس اڈے کے دروازے تک وہ پہنچ نہیں سکتے کیونکہ باہر انتہائی خوفناک سردی ہے اور اگر پہنچ بھی جائیں تو ہم اڈے کے اندر سے انہیں برف توڑ کر گہری گہرائیوں میں گرا سکتے ہیں۔ انہوں نے مجھے محتاط رہنے کے لئے کہا تو میں محتاط ہو گیا اور میں نے اڈے کے دروازے کے سامنے والے حصے کو سکرین پر اوپن کر دیا اور جب پھر یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اچانک ایک عورت اور پانچ مرد عام سی فوجی وردیوں میں برف پر چلتے ہوئے اڈے کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ وہ مخصوص لباس بھی نہ تھے اس کے باوجود یوں لگ رہا تھا جیسے خوفناک سردی کا پر کوئی اثر نہ ہو رہا ہو۔ میں نے انہیں دیکھتے ہی فوراً مخصوص استعمال کیا اور انہیں گہری کھائی میں گرا دیا۔ اس کے بعد میں شاگل صاحب کو کال کر کے اس بارے میں بتایا تو وہ پنجے میرے پیچھے پڑ گئے کہ وہ ابھی اور اسی وقت لاشیں اس کھائی سے نکالیں گے اور میں راستہ اوپن کر دوں لیکن سر آپ جانتے ہیں رات کے وقت وہاں جانا موت کو دعوت دینا ہے اس لئے میں نے انکار کر دیا۔ وہ بڑی مشکل سے مانے ہیں کہ صبح کو یہ کارروائی کی جائے۔ وہ میرا پیچھا ہی نہ چھوڑ رہے تھے۔ ان کے سوالوں کے جواب دے دے کر میں تنگ آ گیا تھا اس لئے کال آف ہونے پر میں دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھا ہوا تھا"...... کرنل شرما نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ لوگ ایم وی تھری ہیلی کاپٹر پر آئے تھے"...... ادھیڑ عمر نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ کرنل شرما کوئی جواب دیتا سامنے پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل شرما نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کرنل شرما بول رہا ہوں"...... کرنل شرما نے کہا۔

"یس سر۔ ڈاکٹر راٹھور میرے آفس میں تشریف فرما ہیں"...... دوسری طرف سے بات سننے کے بعد کرنل شرما نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور ادھیڑ عمر کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر راٹھور بول رہا ہوں"...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

"گڈ۔ ٹھیک ہے۔ کام جاری رکھو۔ میں چند منٹ میں آ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے بات سننے کے بعد ڈاکٹر راٹھور نے کہا اور پھر رسیور خود ہی کریڈل پر رکھ دیا۔

"ہاں۔ کیا وہ لوگ ہیلی کاپٹر پر آئے تھے"...... ڈاکٹر راٹھور نے دوبارہ کرنل شرما سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں سر۔ وہ پہاڑی کی اندرونی طرف سے باہر آئے تھے اور نیچے سے پیدل اوپر پہنچے تھے"...... کرنل شرما نے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس قدر بلندی پر وہ نیچے سے پیدل اوپر آئیں"...... ڈاکٹر راٹھور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اسی بات پر تو مجھے خود حیرت ہے۔ بہرحال ہوا ایسا ہی ہے"۔ کرنل شرما نے جواب دیا۔

"اور تم کہہ رہے ہو کہ وہ عام یونیفارمز میں تھے"...... ڈاکٹر راٹھور نے کہا۔

"یس سر"...... کرنل شرما نے جواب دیا۔

"تمہارے پاس ان کی فلم تو موجود ہو گی"...... ڈاکٹر راٹھور نے کہا۔ وہ اس اڈے کا انچارج اور سب سے سینئر سائنس دان تھا۔

"یس سر ہے"...... کرنل شرما نے جواب دیا۔

"مجھے دکھاؤ۔ مجھے تمہاری بات پر قطعاً یقین نہیں آ رہا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی انسان اس قدر خوفناک سردی میں عام لباس میں چند لمحے بھی زندہ رہ سکے اور تم کہہ رہے ہو کہ وہ باقاعدہ چل بھی رہے تھے"...... ڈاکٹر راٹھور نے کہا۔

"یس سر۔ آپ ابھی خود دیکھ لیں گے"...... کرنل شرما نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے میز پر پڑی ہوئی ایک چھوٹی سی مشین کے مختلف بٹن یکے بعد دیگرے پریس کرنے شروع کر دیئے۔ سامنے دیوار پر ایک بڑی سی سکرین موجود تھی جو دھماکے سے روشن

ہو گئی اور اس پر منظر بدلنے لگے۔ پھر ایک منظر ساکت ہو گیا۔ یہ برف کا منظر تھا۔

"جناب یہ اڈے کے دروازے کے سامنے کا منظر ہے"۔ کرنل شرما نے کہا اور ڈاکٹر راٹھور نے منہ سے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلایا تو کرنل شرما نے ایک اور بٹن پریس کر دیا اور پھر ہاتھ پیچھے کر لیا۔ چند لمحوں بعد منظر بدلا اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر راٹھور بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ ایک پہاڑی کے سوراخ سے ایک عورت اور پانچ مرد باری باری باہر نکل رہے تھے۔ وہ کافرستانی فوج کی عام یونیفارم پہنے ہوئے تھے اور ان میں سے تین نے اپنی پشت پر تھیلے باندھے ہوئے تھے۔ وہ برف پر اس انداز میں چل رہے تھے جیسے انہیں واقعی سردی کا احساس تک نہ ہو۔

"حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ بلکہ قطعی ناقابل یقین۔ یہ کس قسم کے انسان ہیں"...... ڈاکٹر راٹھور کے منہ سے نکلا۔

"یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں جناب"...... کرنل شرما نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے کہہ رہا ہو کہ اب دیکھا میری بات سچی تھی یا نہیں۔

"یہ تو واقعی دروازے کی طرف بڑھ رہے ہیں"...... ڈاکٹر راٹھور نے کہا۔

"جی ہاں۔ میں چونکہ پہلے ہی ہوشیار تھا اس لئے میں نے ایکس

وے کھول کر انہیں نیچے کھائی میں گرا دیا"...... کرنل شرما نے ایک بار پھر فاتحانہ لہجے میں کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد برف ٹوٹی اور وہ سب یکے بعد دیگرے برف میں غائب ہو گئے تو کرنل شرما نے ہاتھ بڑھا کر سکرین آف کر دی۔

"کیا ہم خود اس کھائی سے ان کی لاشیں نکال سکتے ہیں"۔ ڈاکٹر راٹھور نے کہا۔

"یس سر۔ لیکن اس کے لئے ہمیں خصوصی لفٹ اوپن کرنی پڑے گی"...... کرنل شرما نے کہا۔

"سنو۔ تم ان لوگوں کو خصوصی لفٹ کے ذریعے اوپر لے آؤ۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کوئی زندہ ہو۔ میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں"...... ڈاکٹر راٹھور نے کہا۔

"کون سی بات سر"...... کرنل شرما نے چونک کر پوچھا۔

"میں ان سے وہ راز معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں اس قدر خوفناک سردی کیوں نہیں لگ رہی تھی۔ یہ واقعی دنیا کا حیرت انگیز راز ہے اور یہ راز اگر مل گیا تو سمجھو یہ ایٹم بم سے بھی بڑا انکشاف ہو گا کہ انتہائی بلند ترین چوٹیوں پر بھی عام سے انداز میں تحقیقاتی کام ہو سکے گا"...... ڈاکٹر راٹھور نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن سر۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ انہیں اڈے میں لے آنا خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے"...... کرنل شرما نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"اوہ یو نانسنس۔ احمق ہو۔ مردہ حالت میں یہ ہمارا کیا بگاڑ لیں گے۔ نانسنس۔ تم فوجی ہو کر اس قدر خوفزدہ ہو"...... ڈاکٹر راٹھور نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف کی وجہ سے کہہ رہا ہوں سر"...... کرنل شرما نے کہا۔

"تم ان کی فکر مت کرو۔ میں خود ان سے نمٹ لوں گا تم انہیں زندہ یا مردہ حالت میں یہاں منگواؤ"...... ڈاکٹر راٹھور نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"سر۔ ان میں سے جو زندہ ہو صرف اسی کو یہاں لایا جائے۔ لاشیں تو کچھ نہ بتا سکیں گی"...... کرنل شرما نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ سب کو یہاں لے آؤ۔ ہو سکتا ہے کہ جسے ہم لاشیں سمجھیں وہ زندہ ہوں اور نجانے یہ راز ان میں سے کس کو معلوم ہو۔ البتہ حفاظتی انتظامات تم خود کر لینا"...... ڈاکٹر راٹھور نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... کرنل شرما نے جواب دیا تو ڈاکٹر راٹھور سر ہلاتا ہوا کیبن سے باہر چلا گیا۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو چند لمحوں تک اس کی آنکھوں میں غبار سا چھایا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ منظر صاف ہوتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں وہ منظر ابھر آیا جب برف ٹوٹی تھی اور وہ اپنے ساتھیوں سمیت اس برف میں کسی گہری کھائی میں گر گیا تھا اور یہ منظر ابھرتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اب اس کا شعور پوری طرح جاگ اٹھا تھا۔ اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا اور اس کے ذہن میں یکلخت دھماکے سے ہونے لگے کیونکہ وہ کسی کھائی کی بجائے ایک کمرے کے فرش پر پڑا ہوا تھا۔ کمرہ چھوٹا سا تھا لیکن صاف ستھرا تھا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے اسے معلوم ہوا کہ اس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے ہتھکڑی میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں جیسے یکلخت خوشگوار لہریں سی دوڑتی چلی گئیں کیونکہ اس کے سارے ساتھی بلال سمیت وہاں نہ صرف موجود تھے بلکہ وہ سب صحیح سلامت تھے۔ عمران کا اپنا جسم بھی صحیح سلامت تھا اور کسی قسم کا درد یا ٹوٹ پھوٹ اسے محسوس نہ ہو رہی تھی۔ وہ گھسٹ کر پیچھے ہٹا اور دیوار کے ساتھ پشت لگا کر بیٹھ گیا۔ اس کی انگلیوں نے تیزی سے ہتھکڑی کے بٹن کو تلاش کیا اور دوسرے لمحے ہلکی سی کلک کی آواز کے ساتھ ہی ہتھکڑی کھل گئی لیکن اس سے پہلے کہ وہ ہتھکڑی اتارتا کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان پلاسٹک کی دو کرسیاں اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس کی نظریں جیسے ہی عمران پر پڑیں وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"تمہیں ہوش آ گیا۔ وہ کیسے"...... اس نوجوان نے سامنے فرش پر کرسیاں رکھتے ہوئے کہا۔

"میں خود بھی سوچ رہا ہوں کہ کیسے ہوش آیا۔ بہرحال ہم لوگ تو کھائی میں گرے تھے پھر یہاں کیسے پہنچ گئے اور یہ کون سی جگہ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم اس وقت پلاسن پہاڑی پر بنے ہوئے مواصلاتی اڈے میں ہو۔ تم سب واقعی خوش قسمت ہو کہ نیچے گہرائی میں گرنے کی بجائے تم سب تھوڑا نیچے برف کی تہہ میں پھنس گئے تھے اس لئے تم زندہ بھی بچ گئے اور تمہیں وہاں سے آسانی سے نکال بھی لیا گیا۔ اب ڈاکٹر راٹھور تم سے بات کریں گے"...... اس نوجوان نے جواب دیا اور پھر تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اسی لمحے ساتھ پڑے

ہوئے صفدر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوتے دکھائی دیئے اور چند لمحوں بعد صفدر نے آنکھیں کھول دیں۔ عمران خاموش بیٹھا رہا تاکہ صفدر پوری طرح ہوش میں آجائے البتہ اس نے کلائی سے ہتھکڑی کھول کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لی تھی مگر اس نے دونوں ہاتھ پیچھے اسی انداز میں رکھے ہوئے تھے جیسے ابھی تک وہ ہتھکڑی میں جکڑے ہوئے ہوں۔ وہ چاہتا تو اٹھ کر دروازے کے ساتھ کھڑا ہو جاتا اور اندر آنے والوں کو سنبھال لیتا لیکن اس نے یہ ارادہ اس لئے نہیں کیا تھا کہ اس کے سارے ساتھی ابھی تک ہوش میں نہیں آئے تھے اور وہ بہرحال دشمن کے اڈے میں تھے۔

"عمران صاحب۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ ہم کہاں ہیں۔ یہ۔ یہ"...... صفدر کی آواز سنائی دی تو عمران نے مسکراتے ہوئے ساری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ خدایا تیرا شکر ہے۔ واقعی مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقتور ہے"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر گھسٹتا ہوا دیوار کے ساتھ پشت لگا کر بیٹھ گیا۔

"ہتھکڑی کھول لو لیکن اسے ظاہر نہ کرنا"...... عمران نے فرانسیسی زبان میں کہا کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ اس کی آواز کہیں سنی نہ جا رہی ہو اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ایک ایک کر کے سارے ساتھی ہوش میں آگئے اور جب صفدر اور عمران نے انہیں تفصیل بتائی تو وہ سب ہی خدا کا شکر بجا لائے اور عمران نے انہیں بھی فرانسیسی زبان میں ہتھکڑیاں کھولنے کا کہہ دیا تھا البتہ بلال کو اس نے کچھ نہیں کہا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ اول تو وہ فرانسیسی زبان سمجھتا ہی نہ ہو گا اور اگر سمجھ بھی لے تو ہتھکڑی کھولنا شاید اس کے بس میں نہ ہو کیونکہ اس کے لئے خصوصی ٹریننگ کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اسی لمحے بلال کے ساتھ بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے سر جھکا کر بلال کے کان میں سرگوشی کی اور بلال نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ وہ دونوں اس کے سامنے موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے اور انہیں اس طرح غور سے دیکھنے لگے جیسے پہلی بار انسانوں کو دیکھ رہے ہوں۔

"کتنی ٹکٹ بھر کر آئے ہو"...... عمران نے مسکرا کر کہا تو وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے چونک کر کہا۔

"تم ہمیں اس طرح دیکھ رہے ہو جیسے چڑیا گھر میں پنجروں میں بند جانوروں کو لوگ دیکھتے ہیں اس لئے پوچھ رہا تھا کہ کتنی ٹکٹ بھر کر آئے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو تم ان کے لیڈر ہو۔ کیا نام ہے تمہارا"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ آداب مہمان نوازی کے خلاف ہے کہ پہلے میزبان اپنا تعارف کرانے کی بجائے مہمانوں کا تعارف پوچھے۔ پہلے اپنا تعارف کراؤ پھر ہم بھی کرا دیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ڈاکٹر راٹھور ہے اور میں اس خصوصی سنٹر کا انچارج سائنس دان ہوں اور یہ یہاں کا سیکورٹی آفیسر کرنل شرما ہے"۔ اس ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

"میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر راٹھور اور کرنل شرما دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

"ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی۔ کیا مطلب۔ کیا تم سائنس دان ہو"...... ڈاکٹر راٹھور نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سائنس دان تو آپ جیسے لوگ ہو سکتے ہیں۔ میں تو سائنس کا صرف طالب علم ہوں۔ ویسے میں آج کل مکھیوں اور مچھروں پر ریسرچ کر رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ مکھیوں اور مچھروں پر ریسرچ۔ کیا مطلب"...... ڈاکٹر راٹھور نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"مکھیوں اور مچھروں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ آدم سے بھی پہلے اس زمین پر موجود تھے اور آج تک موجود ہیں اس لئے یہ ایک لحاظ سے اس دنیا کی قدیم ترین مخلوق ہے جو آج تک نہ صرف زندہ ہے بلکہ اس نے انسانوں کا ہر دور میں ناطقہ بند کئے رکھا ہے اور آج

بھی جبکہ انسان ترقی کی انتہائی منزلوں پر پہنچ چکا ہے وہ ان مکھیوں اور مچھروں سے نجات حاصل نہیں کر سکا اس لئے میں ان پر ریسرچ کر رہا ہوں کہ آخر ان میں ایسی کیا حیاتیاتی خصوصیت ہے جو انہیں کروڑوں اربوں سالوں سے ہر قسم کے موسم میں زندہ رکھے ہوئے ہے"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر راٹھور بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اوہ۔ اسی لئے تم نے وہ راز حاصل کر لیا کہ تم لوگ موسم سے بے نیاز ہو گئے ہو"...... ڈاکٹر راٹھور نے کہا تو اس بار اس کی بات سن کر عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا اب تم نے مجھے بھی مکھی اور مچھر سمجھ لیا ہے"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ تمہیں یہاں کیوں لایا گیا ہے"...... ڈاکٹر راٹھور نے کہا۔

"میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں ورنہ میں زائچہ بنا کر ستاروں کو گردنوں سے پکڑ کر ان سے پوچھ لیتا"...... عمران نے جواب دیا تو ڈاکٹر راٹھور بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم واقعی خوش مزاج آدمی ہو۔ بہرحال میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ تمہیں کھائی سے اٹھا کر یہاں کیوں لایا گیا ہے۔ حالانکہ کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف تمہیں انتہائی خطرناک آدمی بتا رہا تھا"۔ ڈاکٹر راٹھور نے کہا تو عمران، شاگل کے بارے میں سن کر ایک بار پھر چونک پڑا۔

"کیا شاگل بھی یہاں موجود ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اوہ نہیں۔ وہ صبح ہونے کا انتظار کر رہے ہیں تاکہ وہ کرنل شرما سے مل کر کھائی سے تمہاری لاشیں نکال سکیں۔ وہ تو نیچے پہاڑی کے دامن میں ہیں"...... اس بار کرنل شرما نے جواب دیا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"مسٹر علی عمران میں تمہیں یہاں سے زندہ سلامت باہر بھجوا سکتا ہوں لیکن میری ایک شرط ہے کہ تم مجھے وہ راز بتا دو جس کی وجہ سے انتہائی خوفناک سردی کے باوجود تم لوگ عام سی یونیفارمز میں پہاڑی پر گھومتے پھرتے رہے ہو اور اب بھی برف میں تم لوگ بے ہوش پڑے ہوئے تھے لیکن تمہارے جسموں پر انتہائی سردی کے کوئی اثرات سرے سے موجود نہیں تھے۔ اب تم نے خود ہی بتایا ہے کہ تم مکھیوں اور مچھروں پر موسم کے اثرات پر ریسرچ کر رہے ہو اس لئے یقیناً تم نے اسی ریسرچ کی وجہ سے یہ راز حاصل کیا ہو گا"۔ ڈاکٹر راٹھور نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ اب ڈاکٹر راٹھور سے کیا کہتا کہ اس نے تو مذاق میں یہ ساری بات کی تھی۔

کیا آپ بھی یہاں موسم کے اثرات پر ریسرچ کر رہے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمارا شعبہ مواصلات کا ہے لیکن میں یہ راز جاننا چاہتا ہوں۔ مجھے اس میں دلچسپی ہے"...... ڈاکٹر راٹھور نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ راز آپ کو بتا دیتا ہوں حالانکہ یہ راز انتہائی اہم ہے لیکن بہرحال میری اور میرے ساتھیوں کی زندگیاں اس راز سے زیادہ اہم ہیں لیکن ایک شرط کے ساتھ"...... عمران نے کہا۔

"کون سی شرط"...... ڈاکٹر راٹھور نے چونک کر پوچھا۔

"آپ صرف اتنا بتا دیں کہ جو مشین مجاہدین مشکبار کے قبضے سے حاصل کر کے آپ کے پاس یہاں بھیجی گئی تھی کیا آپ نے اس کی میموری میں فیڈ شدہ معلومات حاصل کر لی ہیں یا نہیں"۔ عمران نے کہا۔

"ہم ایک گھنٹہ پہلے کامیاب ہوئے ہیں اور اب اس سے معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں۔ کل یہ معلومات حکومت کو پہنچا دی جائیں گی"...... ڈاکٹر راٹھور نے سادہ سے لہجے میں جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اوکے یہاں کتنے آدمی کام کرتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"پچاس کے قریب۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو اور سنو اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو پھر تم ایک لمحے میں ہلاک کر دیئے جاؤ گے"...... ڈاکٹر راٹھور نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں نے آج تک لاکھوں نہیں تو ہزاروں بار غلط حرکت کی کوشش کی ہے لیکن اب یہ میری بدقسمتی کہ جسے میں غلط حرکت سمجھتا ہوں وہ صحیح حرکت بن جاتی ہے اور اب بھی ایسا ہی ہو گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی

بات ہوتی عمران کا ایک بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے ڈاکٹر راٹھور کے ساتھ کرسی پر بڑے چوکنا انداز میں بیٹھا ہوا کرنل شرما چیختا ہوا کرسی سمیت نیچے گرا۔ اس کے ہاتھ سے مشین گن اڑتی ہوئی دور جا گری۔ پھر اس سے پہلے کہ ڈاکٹر راٹھور کچھ سمجھتا عمران یکلخت اپنی جگہ سے اچھلا اور دوسرے لمحے نہ صرف مشین گن اس کے ہاتھ میں تھی بلکہ فرش پر گر کر اٹھتا ہوا کرنل شرما بھی ایک بار پھر ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی چیختا ہوا واپس گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔

"یہ۔ کیا۔ کیا کیا"...... ڈاکٹر راٹھور نے انتہائی بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھتے ہوئے کہا۔

"اسے ہاف آف کر دو"...... عمران نے کہا اور اسی لمحے اس کے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور ڈاکٹر راٹھور کے حلق سے گھٹی سی چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی جبکہ عمران مشین گن اٹھائے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بھی اس کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھے۔

"تم یہیں رکو میں ابھی آتا ہوں"...... عمران نے دروازے کے قریب رک کر مڑتے ہوئے کہا اور پھر دروازہ کھول کر وہ تیزی سے دوسری طرف ایک چھوٹی سی راہداری میں دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

شاگل خیمے کے اندر ٹرانسمیٹر کے سامنے موجود تھا۔ صبح کی روشنی ہر طرف پھیل چکی تھی اس لئے وہ اب عمران اور اس کے ساتھیوں کو کھائی سے باہر نکلنے کے لئے پوری طرح تیار ہو چکا تھا لیکن وہ اس وقت اشوک کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ کرنل شرما کو کال کرنے سے پہلے اس سے رات کی رپورٹ لینا چاہتا تھا۔ موہن، اشوک کو بلانے گیا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اشوک خیمے میں داخل ہوا اور اس نے شاگل کو باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"کیا رپورٹ ہے۔ رات کو کوئی باہر تو نہیں آیا"...... شاگل نے پوچھا۔

"نو سر۔ ہم ساری رات پوری طرح چوکنا ہو کر نگرانی کرتے رہے ہیں"...... اشوک نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میرے لئے کافی لاؤ"...... شاگل نے کہا۔

"موہن ناشتہ تیار کر رہا ہے جناب"...... اشوک نے جواب دیا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس نے ٹرانسمیٹر اپنی طرف کھسکایا اور اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن آن کیا ہی تھا کہ ٹرانسمیٹر سے ایک آواز سنائی دی اور اس آواز کو سن کر شاگل اس بری طرح اچھلا جیسے اچانک کرسی میں لاکھوں وولٹیج کا کرنٹ آگیا ہو۔ اس کے آنکھیں حیرت کی وجہ سے پھٹ کر محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً کانوں تک پھیل گئی تھیں۔ وہ اب آنکھیں پھاڑ کر ٹرانسمیٹر کو دیکھ رہا تھا۔

"ہیلو عمران صاحب۔ میں کامران بول رہا ہوں"...... اسی لمحے ایک اور آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی اور شاگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کامران۔ ہم نے اڈے پر قبضہ کر لیا ہے اور اب ہم نے باہر آنا ہے لیکن ہمیں معلوم ہے کہ نیچے کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اپنے ساتھیوں سمیت موجود ہے۔ گو ابھی اس کی کال آنے والی ہے اور میں اسے اور اس کے ساتھیوں کو اوپر بلا کر انہیں ٹریپ کر لوں گا لیکن ہو سکتا ہے کہ اس کے چند ساتھی نیچے رہ جائیں اس لئے تم فوراً اپنے ساتھ اپنے خاص تربیت یافتہ آدمی لے کر پلاسن پہنچو اور اگر کوئی نیچے ہو تو خاموشی سے ان کا خاتمہ کر دو۔ پھر مجھے کال کر کے رپورٹ دو۔ اڈے کی اندرونی فریکونسی نوٹ کر لو"...... عمران کی مخصوص آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی اس نے فریکونسی بتانی

شروع کر دی۔

"مشن کا کیا ہوا عمران صاحب۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہم عین وقت پر پہنچ گئے بلکہ پہنچ کیا گئے وہاں کے انچارج سائنس دان نے ہمیں رات کو ہی کھائی سے اٹھوا کر اندر منگوا لیا تھا۔ وہ مجھ سے یہ راز معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس قدر شدید سردی کے باوجود ہم وہاں بغیر کسی مخصوص لباس کے کیسے زندہ تھے اور چل پھر رہے تھے اور چونکہ وہ صرف سائنس دان تھا اور اس کے ساتھ سیکورٹی انچارج کرنل شرما کا بھی شاید پہلے کبھی واسطہ سیکرٹ ایجنٹوں سے نہ پڑا تھا اس لئے ہمارے ہاتھوں میں ایک عام سی ہتھکڑی لگا کر انہوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ ہم کوئی حرکت نہ کر سکیں گے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے اس ناممکن کو ہمارے لئے ممکن بنا دیا اور یہ لوگ اس مشن کی میموری علیحدہ کرنے میں کامیاب ہو چکے تھے اور اگر ہم اس انداز میں اس وقت یہاں نہ پہنچتے تو آج یہ معلومات حکومت کافرستان کو بھجوا دی جاتیں اور ہمارا مشن بہرحال فیل ہو جاتا اور مشکبار کی تحریک آزادی بھی ہر لحاظ سے کچل دی جاتی۔ ہم نے بہرحال یہاں موجود سب افراد کا خاتمہ کر دیا ہے اور اس مشین میں اس میموری کا بھی مکمل طور پر خاتمہ کر دیا ہے اس لئے ہم نے اپنا مشن تو مکمل کر لیا ہے لیکن اب ہم نے واپس جانا ہے اور نیچے شاگل موجود ہے۔ اوور"...... عمران نے

تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور شاگل کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا۔ پہلے بھی جب اس نے فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اسے آن کیا تھا تو اس کے کال دینے سے پہلے ہی ٹرانسمیٹر سے اس نے عمران کی آواز سنی تھی۔ گو اس نے صرف ہیلو کا لفظ کہا تھا لیکن عمران کی مخصوص آواز بہرحال اس نے پہچان لی تھی جس پر وہ اچھلا تھا اور اب تو عمران نے خود ہی اسے پوری تفصیل بتا دی تھی۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب آپ بے فکر رہیں۔ میں وہاں پہنچ رہا ہوں لیکن مجھے وہاں پہنچنے میں دو گھنٹے لگ جائیں گے۔ اوور"۔ کامران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ابھی تو شاگل کے ساتھ مل کر کھائیوں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں نکلوانی ہیں اس لئے دو گھنٹے تو کیا شاید کئی گھنٹے لگ جائیں۔ اوور"....... عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ اوور"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے اوور اینڈ آل کہنا شروع کیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اوور اینڈ آل کا لفظ مکمل کرتا شاگل نے بجلی کی سی تیزی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے ایسا نہ کیا تو عمران نے جیسے ہی بٹن آف کرنا ہے اسے فوراً یہ معلوم ہو جانا ہے کہ یہ فریکونسی کہیں اور بھی سنی جا رہی ہے جبکہ اب اسے معلوم نہ ہو سکے گا۔

"یہ کیا ہوا ہے سر"....... خاموش کھڑے ہوئے اشوک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا سر ہوا ہے۔ اس نانسنس کرنل شرما اور اس احمق سائنس دان نے سب کچھ خود ہی تباہ کر دیا ہے"....... شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر پر ایک بار پھر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل کالنگ۔ اوور"....... شاگل نے چیخ چیخ کر بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ تھوڑی دیر بعد ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں نیند کا خمار موجود تھا۔

"جلدی کرو۔ صدر صاحب سے بات کراؤ۔ اٹ از ٹاپ موسٹ ایمرجنسی۔ جلدی کرو۔ اوور"....... شاگل نے بے اختیار حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ یس سر۔ ویٹ فار۔ اوور"....... شاگل کے اس بری طرح چیخنے پر ملٹری سیکرٹری نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس۔ اوور"....... چند لمحوں بعد صدر صاحب کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

"جناب میں شاگل بول رہا ہوں۔ غضب ہو گیا جناب۔ عمران اور اس کے ساتھی پلاسن کے مخصوص اڈے پر پہنچ گئے ہیں اور جناب

انہوں نے وہاں موجود سب سائنس دانوں کو بھی ہلاک کر دیا ہے اور وہاں موجود ساری مشینری بھی تباہ کر دی ہے اور وادی مشکبار والی مشین سمیت جناب۔ اوور"...... شاگل نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ایسا تو ناممکن ہے۔ اوور"...... صدر صاحب کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی تو شاگل نے پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ کرنل شرما اور ڈاکٹر راٹھور انہیں خود اٹھا کر اندر لے گئے۔ ویری بیڈ۔ رئیلی ویری بیڈ۔ لیکن اب انہیں بہرحال زندہ بچ کر نہیں جانا چاہئے۔ میں پلاسن کے علاقے میں پوری فوج بھجوا دیتا ہوں اور اس اڈے پر بھی میزائل فائر کراتا ہوں۔ اوور"...... صدر صاحب نے اپنے وقار کو بھلا کر چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب یہ اڈا ریڈ بلاکس کا ہے اور اس پر ایٹم بم بھی اثر نہیں کر سکتا۔ اوور"...... شاگل نے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ لیکن اس پہاڑی پر تو میزائل اثر کریں گے۔ میں اس پوری پہاڑی کو تباہ کرنے کا حکم دے دیتا ہوں اس طرح یہ اڈا پہاڑی سمیت نیچے آ گرے گا اور بس۔ بہرحال اسے ہر صورت میں تباہ کرنا ہے۔ اوکے میں انتظامات کراتا ہوں۔ اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ معاملات پلٹ گئے

تھے۔ صدر صاحب نے کمان خود اپنے ہاتھ میں لے لی تھی اور اسے معلوم تھا کہ صدر صاحب جو کچھ کہہ رہے ہیں ویسے ہی کرائیں گے اور چونکہ انہوں نے اسے کچھ کرنے کے لئے نہیں کہا اس لئے اب سوائے وہ ان کے احکامات کا انتظار کرنے کے اور کچھ نہ کر سکتا تھا۔ اب وہ واقعی تماشہ دیکھ سکتا تھا لیکن اسے اچانک خیال آگیا کہ وہ عمران سے بات تو کرے۔ اسے بتائے تو سہی کہ اس کی موت اب اس لئے ہو گی کہ اسے شاگل نے ٹریس کر لیا ہے تاکہ عمران کو مرنے سے پہلے یہ تو معلوم ہو جائے کہ اصل کریڈٹ بہرحال شاگل کا ہے اس لئے اس نے ٹرانسمیٹر پر تیزی سے فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل کالنگ۔ اوور"...... شاگل نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ کرنل شرما اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... دوسری طرف سے کرنل شرما کی آواز سنائی دی۔

"بکواس مت کرو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کرنل شرما نہیں بلکہ عمران ہو۔ میں نے تمہاری وہ کال یہاں ٹرانسمیٹر پر سن لی ہے جو تم نے کسی کامران کو کی تھی اور میں نے وہ ساری تفصیل بھی سن لی ہے جو تم نے کامران کو بتائی تھی۔ اس کرنل شرما اور اس سائنس دان نے حماقت کی کہ تمہیں خود ہی کھائی سے اٹھا کر اڈے کے اندر لے گئے ورنہ تم صدیوں تک ٹکریں مارتے رہتے تو تم اندر داخل نہ

ہو سکتے تھے۔ بہرحال اب تم اڈے کے اندر ہو۔ اب تم باہر نہ نکل سکو گے۔ میں نے صدر صاحب کو تفصیل بتا دی ہے اور اب صدر صاحب پوری کافرستانی فوج کو اس پہاڑی کے گرد پھیلا رہے ہیں اور اب وہ اس پوری پہاڑی کو ہی میزائلوں سے اڑا رہے ہیں اور وہ تمہاری ہلاکت کے لئے اس اڈے پر ہائیڈروجن بم مارنے سے بھی گریز نہیں کریں گے اس لئے تم بہرحال اب زندہ بچ کر نہیں جا سکتے چاہے کچھ بھی کر لو۔ تمہاری موت اب یقینی ہو چکی ہے اور میں نے یہ کال تمہیں اس لئے کی ہے تاکہ تمہیں مرنے سے پہلے علم ہو جائے کہ تمہاری موت کا اصل کریڈٹ مجھے جاتا ہے۔ اوور اینڈ آل"....... شاگل نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے کچھ سنے بغیر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرا اطمینان چھا گیا تھا کہ اب عمران کو بہرحال مرنے سے پہلے یہ علم ہو گیا ہے کہ اس کی موت شاگل کے ہاتھوں ہی ہو رہی ہے۔

عمران نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اٹھ کر وہ ایک لحاظ سے دوڑتا ہوا اس بڑے ہال کی طرف بڑھ گیا جہاں بلال اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

"کیا ہوا عمران صاحب۔ خیریت"....... صفدر نے عمران کو دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔

"غضب ہو گیا۔ ہم یہاں پھنس گئے ہیں۔ اب ہمیں یہاں سے فوری نکلنا ہے"....... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ہے۔ کچھ بتاؤ تو سہی"....... جولیا نے پریشان سے لہجے میں کہا تو عمران نے شاگل کی کال کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ اب تو واقعی ہم یہاں پھنس گئے ہیں"۔ جولیا نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہمیں یہاں سے کسی نہ کسی انداز میں فوری نکلنا ہو گا

کیونکہ صدر کافرستان واقعی کافرستان کی فوج کو چڑھا دیں گے اور یہ بات بھی درست ہے کہ ہمیں ہلاک کرنے کے لئے وہ اس پہاڑی کو تو ایک طرف یہاں کی تمام پہاڑیوں کو بھی میزائلوں سے تباہ کرانے سے پیچھے نہیں ہٹیں گے لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ نیچے شاگل اور اس کے آدمی موجود ہیں۔ کامران اور اس کے آدمیوں کو یہاں پہنچنے میں کافی وقت لگے گا اور فوج یہاں قریب ہی کہیں موجود ہو گی۔ وہ تو جلدی یہاں پہنچ جائے گی اور میزائل بردار طیاروں کو تو یہاں پہنچنے میں چند منٹ ہی لگیں گے۔ اگر ہم باہر نکل جائیں تب بھی ہم ہٹ ہو جائیں گے اور اندر رہ جائیں تب بھی"...... عمران نے پریشان سے لہجے میں کہا اور سب کے چہروں پر انتہائی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہاں کوئی ایسی چیز ہو جس کی مدد سے ہم یہاں سے نکل سکیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ایئر پیراشوٹ یہاں موجود تھا لیکن فائرنگ کی وجہ سے وہ ناکارہ ہو چکا ہے اور ویسے بھی اسے تو دور سے آسانی سے ہٹ کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں سے تو نکلو۔ باہر جا کر جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے یہاں سے ہمیں فوری نکلنا چاہئے"۔ جولیا نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہم جائیں گے کہاں۔ پہاڑی پر تو میزائل فائر ہوں گے اور ظاہر ہے ان میزائلوں کی زد میں ہم بھی آجائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"جو ہو گا دیکھا جائے گا عمران صاحب۔ واقعی اس وقت سوچنے کا وقت نہیں ہے۔ اگر ہماری موت اس پہاڑی پر لکھی گئی ہے تو وہ ٹل نہیں سکتی اور نہیں لکھی گئی تو پھر بچ نکلنے کے راستے قدرت خود بخود پیدا کر دے گی"...... صفدر نے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے۔ چلو آؤ ورنہ واقعی یہاں رہ کر ہم بری طرح پھنس جائیں گے"...... عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے اٹھ کر کرنل شرما کے کیبن کی طرف بڑھ گیا تاکہ بیرونی راستہ کھول سکے اور پھر راستہ کھلتے ہی وہ سب باہر کی طرف لپکے۔

"کیا اس یرلوح کا اثر تو ختم نہیں ہوا ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ باہر نکلتے ہی ہم سردی سے جم جائیں"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں جناب۔ ابھی کافی وقت رہتا ہے"...... اس بار بلال نے جواب دیتے ہوئے کہا اور سب نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب اس راستے سے باہر برف میں داخل ہو گئے۔

"انتہائی احتیاط سے چلنا ہو گا ورنہ اگر اس بار ہم کسی کھائی میں گرے تو پھر ہماری لاشیں بھی اٹھانے والا کوئی نہ ہو گا"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے لیکن ابھی وہ تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ اچانک دور سے انہیں کافی تعداد میں طیارے اڑتے

ہوئے اس چوٹی کی طرف آتے دکھائی دیئے۔ یہ جنگی طیارے تھے۔

" برف پر لیٹ جاؤ۔ جلدی کرو۔ حرکت نہ کرنا ورنہ یہ براہ راست ہم پر ہی میزائل فائر کر دیں گے "...... عمران نے چیخ کر کہا تو سب وہیں برف پر ہی لیٹ گئے۔

" لیکن سفید برف میں تو ہم دور سے نظر آجائیں گے "...... جولیا نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

" نہیں۔ تیز رفتار طیارے میں ہم سوائے چھوٹے چھوٹے دھبوں کے علاوہ کچھ نظر نہ آئیں گے البتہ حرکت کرتے ہوئے ہم نظر آسکتے ہیں "...... عمران نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد دور سے آتے ہوئے طیارے قریب پہنچ گئے۔ وہ کافی بلندی پر تھے اور پھر وہ پہاڑی کے اوپر سے گزرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

" آؤ۔ جلدی کرو اٹھو "...... عمران نے چیخ کر کہا اور اٹھ کر ایک بار پھر تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔

" یہ طیارے آگے کیوں نکل گئے ہیں "...... صفدر نے کہا۔

" یہ ٹارگٹ چیک کر رہے ہیں اور اب واپس آئیں گے "۔ عمران نے کہا اور پھر واقعی وہ جب اس بڑے سے سوراخ کے قریب پہنچے جہاں سے وہ پہاڑی سے باہر آئے تھے اسی لمحے انہیں طیارے چوٹی کے اوپر سے واپس جاتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ان کی تعداد چار تھی۔

" چلو اندر۔ اس طرح بہرحال ہم براہ راست فائرنگ سے تو بچ جائیں گے۔ پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا "...... عمران نے کہا اور وہ سب

ایک ایک کر کے اندر داخل ہو گئے۔

" میرا خیال ہے کہ صدر نے غصے میں پہاڑیاں اور اڈا اڑانے کی بات کی ہو گی ورنہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔ چند افراد کے لئے پوری پہاڑیاں میزائلوں سے اڑانا کم از کم میری سمجھ میں تو نہیں آ رہا "۔ کیپٹن شکیل نے اندر داخل ہو کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

" ہم چند آدمی نہیں ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں اور یہ پہاڑیاں کافرستان کی نہیں ہیں وادی مشکبار کی ہیں "۔ عمران نے جواب دیا اور پھر ابھی انہوں نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ اچانک انتہائی خوفناک ترین دھماکوں کی پے در پے آوازیں سنائی دینے لگیں اور پوری پہاڑی اس طرح لرزنے لگی جیسے انتہائی خوفناک زلزلہ آگیا ہو۔

" اوہ۔ اوہ۔ واقعی حملہ کر دیا گیا ہے۔ احتیاط سے اور جلدی سے نیچے اترو۔ ابھی یہ اڈے والی جگہ پر فائر کریں گے۔ بعد میں نیچے فائر کریں گے۔ جلدی کرو لیکن احتیاط سے "...... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ اور زیادہ تیزی سے نیچے اترنے لگے۔ دھماکے اب بند ہو گئے تھے البتہ اب اندر بھی چٹانیں اور پتھر گرنے لگ گئے تھے لیکن چونکہ وہ لوگ اب پہاڑی کی دوسری سائیڈ پر پہنچ گئے تھے اس لئے وہ ان پتھروں سے محفوظ تھے لیکن ان کے نیچے اترنے کی رفتار کافی تیز تھی کہ اچانک کچھ وقفے کے بعد ایک بار پھر خوفناک دھماکے شروع ہو گئے اور اس بار تو واقعی یوں لگتا تھا کہ جیسے پہاڑی ریزہ ریزہ ہو کر فضا

میں بکھر جائے گی۔ وہ اب چٹانوں سے چمٹے ہوئے تھے کیونکہ اس خوفناک لرزش میں چلنا خودکشی کرنے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اچانک ایک انتہائی خوفناک دھماکہ جیسے ان کے سروں کے اوپر ہوا اور پھر ان کی آنکھوں کے سامنے سورج سا طلوع ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور خوفناک دھماکہ ان کے قریب ہوا اور دوسرے لمحے انہیں یوں محسوس ہوا جیسے وہ حقیر تنکوں کی طرح بکھرتے ہوئے کہیں دور فضا میں اڑے چلے جا رہے ہوں۔ چند لمحوں تک تو ان کے احساسات نے ان کا ساتھ دیا پھر ہر طرف گہری تاریکی پھیلتی چلی گئی اور شاید یہ حقیقی موت کی تاریکی تھی۔

پلاسن کے پورے علاقے میں اس وقت فوج کے سپاہی پھیلے ہوئے تھے۔ پلاسن پہاڑی اور اس کے ساتھ کسی حد تک ملی ہوئی دوسری پہاڑی مکمل طور پر تباہ کر دی گئی تھی۔ شاگل اس وقت اپنے زمینی آفس کے کمرے میں موجود تھا اور سامنے میز پر ٹرانسمیٹر پڑا ہوا تھا۔ تمام کارروائی اس کی آنکھوں کے سامنے ہوئی تھی۔ اس نے صدر صاحب کو کال کر کے جب تفصیل بتائی تو صدر صاحب نے وہاں فوج بھیجنے اور پہاڑی کو میزائلوں سے اڑانے کا فیصلہ سنا دیا تھا اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد میزائل بردار جنگی طیاروں کے دو گروپ وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے ایک بار اس پہاڑی کا راؤنڈ لگایا اور پھر اس پہاڑی پر خوفناک میزائلوں کی بارش شروع کر دی۔ یہ میزائل اس قدر طاقتور تھے کہ ان کی فائرنگ کے بعد پہاڑی اس طرح پرزے

پرزے ہو کر فضا میں بکھرنے لگی جیسے وہ پتھروں اور چٹانوں کی بجائے مٹی کی بنی ہوئی ہو۔ شاگل حیرت اور خوف کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ اس پہاڑی پر کھڑا یہ سب کچھ ہوتے دیکھتا رہا جہاں اس کا کیمپ بنایا گیا تھا۔ یہ میزائل اس قدر تعداد میں اور مسلسل فائر کئے گئے تھے کہ جب تک پلاسن کی انتہائی بلند اور اس سے تقریباً نصف کے قریب اونچی دوسری ملحقہ پہاڑی مکمل طور پر تباہ نہ ہو گئی یہ فائرنگ بند نہ ہوئی اور آخرکار جب جنگی طیارے واپس گئے تو ہر طرف پتھروں اور چٹانوں کے ڈھیر دور دور تک پھیلے ہوئے نظر آ رہے تھے اور پھر وہاں ہیلی کاپٹروں پر چھاتہ بردار فوجی پہنچ گئے جن کی تعداد سینکڑوں میں تھی اور وہ اس ساری وادی میں پھیلتے چلے گئے۔ ان کے پاس مخصوص ہتھیار تھے جن کی مدد سے وہ ان پتھروں اور چٹانوں کے ڈھیروں میں سے زندہ یا مردہ انسانوں کو تلاش کرنے میں معروف ہو گئے۔ ان آلات کی مدد سے انہیں معلوم ہو جاتا تھا کہ کس ڈھیر کے نیچے انسانی جسم موجود ہے اور پھر اس ڈھیر کو ہٹا کر اس انسانی جسم کو باہر نکال لیا جاتا اور اس وقت تو شاگل بے اختیار سر پیٹ اٹھا جب اسے اشوک نے اطلاع دی کہ اب تک ملنے والی سب لاشیں ان کے اپنے آدمیوں کی ہیں جو پہاڑی کے گرد پہرے پر موجود تھے اور گو انہوں نے میزائل فائر ہوتے ہی دور ہٹ کر چٹانوں کی اوٹ لے لی تھی لیکن شاید ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ یہ میزائل پوری پہاڑی کو ہی اڑا دیں گے اس لئے وہ پہاڑی کے اڑتے ہوئے

تھروں اور چٹانوں کی زد میں آکر ہلاک ہو گئے تھے۔ صرف اشوک، وہن اور شاگل ہی زندہ بچ سکے تھے کیونکہ وہ دوسری پہاڑی پر موجود کیمپ میں تھے لیکن ابھی تک عمران اور اس کے کسی ساتھی کی لاش ہیں مل سکی تھی حالانکہ اڈا بھی جو ریڈ بلاکس کا بنا ہوا تھا پہاڑی سے ر کر مکمل طور پر تباہ ہو چکا تھا لیکن شاگل کو یقین تھا کہ بہرحال عمران اور اس کے ساتھی اس خوفناک تباہی کے بعد کسی صورت ھی زندہ بچ کر نہیں نکل سکتے اور چونکہ دور دور تک پہاڑیوں کا ملبہ ونچے نیچے ڈھیروں کی صورت میں تھا اس لئے ان کی لاشیں تلاش رنے میں نجانے کتنے دن لگ سکتے تھے۔ فوج کے پہنچنے کے بعد صدر ی کال آئی اور پھر شاگل نے پوری تفصیل سے انہیں ساری کارروائی ے بارے میں بتایا جس پر صدر نے اطمینان کا اظہار کیا اور ساتھ ہی ے حکم دیا کہ وہ اس وقت تک وہیں رہے گا جب تک عمران اور س کے ساتھیوں کی لاشیں دریافت نہیں ہو جاتیں اور جب یہ شیں دریافت ہو جائیں تو وہ انہیں کسی ہیلی کاپٹر پر لے کر یذیڈنٹ ہاوس پہنچ جائے۔ فوج کے کمانڈر کو بھی اس بارے میں ونکہ ہدایات دی جا چکی تھیں اس لئے شاگل اس پہاڑی کیمپ سے اپس اپنے اس زمینی آفس میں آ گیا تھا۔ لاشیں تلاش کرنے والے جی دستے کے کمانڈر کرنل پرشاد سے اس کا ٹرانسمیٹر پر رابطہ تھا اور وہ ے اب تک اطلاع دے چکا تھا کہ کرنل شرما سمیت آٹھ سائنس نوں کی انتہائی کٹی پھٹی اور ٹکڑوں میں تبدیل لاشیں دریافت کر لی

گئی ہیں لیکن ظاہر ہے شاگل کو ان سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اس کی تمام تر دلچسپی عمران اور اس کے ساتھیوں سے تھی اور وہ ان کے بارے میں اطلاع کا شدت سے منتظر تھا کہ اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی اور شاگل نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ کرنل پرشاد کالنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے کرنل پرشاد کی پرجوش آواز سنائی دی۔

"یس۔ شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... شاگل نے اپنی عادت کے مطابق اپنا پورا عہدہ بتاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ پہاڑی کی دوسری طرف کافی فاصلے پر ایک عورت اور تین مرد انتہائی زخمی حالت میں ملے ہیں جبکہ ایک مرد کی لاش ملی ہے۔ یہ سب کافرستانی فوج کی یونیفارم میں ہیں جبکہ یہ عورت غیر ملکی ہے۔ اوور"...... کرنل پرشاد نے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہی پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔ اوہ۔ یہ ابھی تک زندہ ہیں۔ کہاں ہیں یہ۔ مجھے بتاؤ۔ میں خود آ رہا ہوں۔ میں انہیں پہچان لوں گا۔ اوور"...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"زخمیوں کو فیلڈ کیمپ میں لے آیا گیا ہے اور ڈاکٹر ان کی مرہم پٹی کر رہے ہیں لیکن یہ سب انتہائی شدید زخمی ہیں۔ ان کا بچنا محال ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں پہنچ رہا ہوں۔ ابھی۔ اوور اینڈ آل"...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر دوڑتا ہوا آفس سے باہر آ گیا جہاں جیپ میں ڈرائیور موجود تھا۔

"جلدی کرو۔ فوجی کیمپ چلو۔ جلدی کرو"...... شاگل نے چیختے ہوئے ڈرائیور سے کہا اور اچھل کر جیپ کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور بھی بجلی کی سی تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر پہنچا اور اس نے جیپ کو سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دیا اور پھر واقعی ڈرائیور نے حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کیا۔ چند لمحوں بعد جیپ تنگ پہاڑی راستوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"جلدی چلاؤ۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ جیپ کچھوے کی طرح رینگ رہی ہے"...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر۔ اس سے زیادہ تیز رفتاری خطرناک ثابت ہو سکتی ہے"۔ ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں کس احمق نے ڈرائیور بنایا ہے۔ نانسنس۔ جیپ چلا رہے ہو یا بیل گاڑی۔ تیز چلاؤ"...... شاگل نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... ڈرائیور نے کہا اور جیپ کی رفتار تیز کر دی لیکن چونکہ تنگ پہاڑی سڑک تھی اس لئے جیپ بری طرح اچھلنے لگی۔

"کیا کر رہے ہو نانسنس۔ احمق ٹھیک طرح جیپ چلاؤ۔ آہستہ چلاؤ کیا مصیبت پڑ گئی ہے تم پر"...... ایک جمپ کھانے کے بعد

جب جیپ ڈولی تو شاگل بے اختیار چیخ پڑا۔

"یس سر"...... ڈرائیور نے کہا اور جیپ کی رفتار آہستہ کر دی لیکن اس میں یہ جرأت نہ تھی کہ وہ شاگل کو یہ کہہ سکتا کہ اس نے خود ہی تو تیز چلانے کا حکم دیا تھا۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد جیپ کیمپ کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ وہاں باقاعدہ فوجی پہرہ دے رہے تھے۔ جیپ رکتے ہی شاگل اچھل کر نیچے اترا اور تیزی سے دوڑتا ہوا کیمپ کے اندر پہنچ گیا۔ وہاں کرنل پرشاد موجود تھا جو شاگل کو آتے دیکھ کر کرسی سے اٹھا اور اس نے شاگل کو باقاعدہ سیلوٹ کیا۔

"کہاں ہیں وہ پاکیشیائی ایجنٹ"...... شاگل نے سر ہلا کر سیلوٹ کا جواب دیتے ہوئے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"سر وہ شدید زخمی تھے اس لئے میں نے انہیں ایمبولینس ہیلی کاپٹر پر ہسپتال بھجوا دیا ہے"...... کرنل پرشاد نے جواب دیا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیوں بھیجا ہے۔ وہ تو دشمن ایجنٹ تھے"...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"جی سر۔ لیکن چونکہ وہ زندہ تھے اس لئے قانون کے مطابق ان کا علاج کرایا جانا ضروری تھا۔ بعد میں ظاہر ہے ان پر مقدمہ چلے گا پھر عدالت جو سزا انہیں دے گی وہ بھگتیں گے"...... کرنل پرشاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ وہ تو ٹھیک ہو کر پھر نکل جائیں گے۔ اوہ یو نانسنس"...... شاگل نے بری طرح پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"سر۔ ان میں سے ایک عورت غیر ملکی ہے وہ معمولی زخمی ہے جبکہ باقی مرد تو خاصے شدید زخمی ہیں۔ پھر وہ ملٹری ہسپتال سے کیسے نکل سکتے ہیں سر۔ البتہ میں نے خود یہ فیصلہ نہیں کیا بلکہ کمانڈر جنرل کو قانون کے مطابق اطلاع دی تھی۔ انہوں نے حکم دیا ہے"۔ کرنل پرشاد نے جواب دیا تو شاگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ظاہر ہے قانون تو یہی تھا اب وہ یہ تو نہ کہہ سکتا تھا کہ وہ خود انہیں گولی مارے گا۔

"وہ ہلاک کیوں نہیں ہوئے جبکہ میری فورس کے سب آدمی ہلاک ہو گئے ہیں۔ وہ کیسے زندہ بچ گئے"...... شاگل نے کچھ دیر تک خاموش رہنے کے بعد اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے اس بار نرم لہجے میں پوچھا۔

"سر۔ یہ پہاڑی سے بہت دور علاقے میں ملے ہیں۔ یہ عورت تو ایک پانی کے چھوٹے سے تالاب میں جا گری تھی اس لئے وہ تو زیادہ زخمی نہیں ہوئی البتہ اس کے سر پر چوٹ آئی تھی جس کی وجہ سے وہ بے ہوش تھی جبکہ باقی افراد پہاڑیوں کی مختلف ڈھلوانوں میں موجود جھاڑیوں میں پڑے ملے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ جب پہاڑی پر میزائل فائر ہوئے تو یہ کافی بلندی پر تھے اور میزائل کے دھماکے کی فورس کی شدت کی وجہ سے یہ پتھروں سمیت اڑتے ہوئے کافی دور جا گرے کیونکہ باقی سارے لوگ قریب قریب علاقے سے ملے ہیں۔ وہاں

پتھر تو پہنچے ہیں لیکن ان کی تعداد خاصی کم تھی اس لئے یہ پتھروں میں دب کر ہلاک نہیں ہوئے بلکہ جھاڑیوں میں گرنے اور ڈھلوانوں پر لڑھکنے کی وجہ سے زخمی ہوئے ہیں"...... کرنل پرشاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹرانسمیٹر کہاں ہے۔ مجھے صدر صاحب کو رپورٹ دینی ہو گی"۔ شاگل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اندر ہے جناب۔ آیئے"...... کرنل پرشاد نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اندرونی طرف مڑ گیا۔ شاگل اس کے پیچھے کیمپ میں داخل ہوا اور پھر میز پر رکھے وسیع رینج ٹرانسمیٹر کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کہاں موجود ہیں یہ زخمی"...... شاگل نے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھانے سے پہلے کرنل پرشاد سے پوچھا۔

"راگو چھاؤنی کے ہسپتال میں جناب۔ ایمبولینس ہیلی کاپٹروں پر بھجوایا گیا ہے انہیں"...... کرنل پرشاد نے کہا۔

"یہ ایمبولینس ہیلی کاپٹر کہاں سے آئے تھے"...... شاگل نے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر میں نے کال کر کے منگوائے تھے۔ آپ کی آمد سے نصف گھنٹہ پہلے یہ پہنچے تھے"...... کرنل پرشاد نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا وہ وہاں زندہ پہنچ گئے ہوں گے یا نہیں۔ کیا صورت حال تھی ان کی"...... شاگل نے پوچھا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب۔ یہ تو ہسپتال کا انچارج ہی بتا سکے گا"...... کرنل پرشاد نے جواب دیا۔

"اسے کال کرو اور اس سے میری بات کراؤ تاکہ میں صدر صاحب کو حتمی رپورٹ دے سکوں"...... شاگل نے اس بار انتہائی فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... کرنل پرشاد نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ کرنل پرشاد کالنگ فرام پلاسن آپریشن۔ اوور"۔ کرنل پرشاد نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ راگو چھاؤنی ہسپتال۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈاکٹر گوپال سے بات کرائیں۔ میں پلاسن آپریشن انچارج بول رہا ہوں۔ اوور"...... کرنل پرشاد نے کہا۔

"یس سر۔ ویٹ فارون منٹ۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ پھر کچھ دیر خاموشی کے بعد ایک بار پھر کال آنا شروع ہو گئی۔

"ہیلو ڈاکٹر گوپال اٹنڈنگ۔ اوور"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل پرشاد بول رہا ہوں۔ یہاں کیمپ میں کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف جناب شاگل تشریف فرما ہیں۔ ان سے بات کریں۔ اوور"...... کرنل پرشاد نے کہا۔

"کرائیں بات۔ اوور"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل پرشاد نے ٹرانسمیٹر شاگل کی طرف کھسکا دیا اور خود ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

"ہیلو شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس۔ اوور"....... شاگل نے اپنی عادت کے مطابق پورا عہدہ دوہراتے ہوئے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا حالانکہ تعارف پہلے کرنل پرشاد کرا چکا تھا لیکن ظاہر ہے شاگل اپنی عادت نہ چھوڑ سکتا تھا۔

"یس سر۔ فرمایئے۔ اوور"....... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو شاگل کا چوڑا سینہ مزید چند انچ پھول گیا۔

"پلاسن آپریشن کیمپ سے آپ کے پاس جو زخمی بھیجے گئے ہیں ان کی کیا پوزیشن ہے۔ میں نے صدر صاحب کو رپورٹ دینی ہے اس لئے مجھے حتمی رپورٹ چاہئے۔ اوور"....... شاگل نے کہا۔

"سر۔ ایک غیر ملکی عورت اور چار مقامی مرد زخمی حالت میں یہاں لائے گئے ہیں۔ ان میں سے عورت کے صرف سر پر چوٹ آئی ہے۔ وہ ابھی تک ہوش میں نہیں آئی جبکہ چاروں مرد شدید زخمی تھے لیکن چیکنگ سے معلوم ہوا ہے کہ ان میں سے ایک کے کولہے اور ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ وہ دوران آپریشن ہی ختم ہو گیا ہے جبکہ باقی تین مردوں کے جسموں پر زخم تھے اور خون ضائع ہوا لیکن وہ اپنی حیرت انگیز قوت مدافعت کی بنا پر بہرحال زندہ ہیں۔ ان کی مکمل بینڈیج کر دی گئی ہے۔ اوور"....... کرنل ڈاکٹر گوپال نے تفصیل

بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ تینوں مرد ہوش میں ہیں۔ اوور"....... شاگل نے چونک کر پوچھا۔

"یس سر۔ انہیں ہوش آ گیا تھا لیکن ان کے زخموں اور جسم میں خون کی شدید کمی کے پیش نظر انہیں خواب آور انجکشن لگا دیئے گئے ہیں اس لئے فی الحال وہ نیند میں ہیں۔ اوور"....... ڈاکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں ان کی حفاظت کے کیا انتظامات کئے ہیں آپ نے کیونکہ یہ انتہائی خوفناک ایجنٹ ہیں۔ یہ وہاں سے فرار بھی ہو سکتے ہیں۔ اوور"....... شاگل نے کہا۔

"سر ان کے ہاتھ اور پیر بیڈز سے کلپ کر دیئے گئے ہیں۔ ویسے وہ کئی روز تک حرکت نہ کر سکیں گے۔ بھاگنا تو کیا چلنے کے لئے انہیں کم از کم ایک ہفتہ لگ جائے گا۔ اوور"....... ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"اوکے میں خود آ رہا ہوں تاکہ ان کی شناخت کر سکوں اور پھر صدر صاحب کو رپورٹ دوں۔ اوور"....... شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ اوور"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"کرنل پرشاد"....... شاگل نے کرنل پرشاد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"....... کرنل پرشاد نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ہیلی کاپٹر منگواؤ تاکہ میں ہسپتال جا سکوں"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر"...... کرنل پرشاد نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر صدر کی خصوصی فریکونسی ٹرانسمیٹر پر ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس کالنگ۔ اوور"...... شاگل نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"صدر صاحب سے بات کرائیں۔ اوور"...... شاگل نے کہا۔

"صدر صاحب ایک میٹنگ میں معروف ہیں سر اور وہاں ٹرانسمیٹر نہیں لے جایا جا سکتا البتہ اگر آپ فون استعمال کریں تو میٹنگ کے دوران بھی بات ہو سکتی ہے کیونکہ صدر صاحب نے مجھے خصوصی ہدایات کی ہیں کہ اگر آپ کی فون کال آئے تو انہیں ٹرانسفر کی جائے۔ اوور"...... دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اوور اینڈ آل"...... شاگل نے کہا کیونکہ بات اس کی سمجھ میں آ گئی تھی کہ صدر صاحب ظاہر ہے خود تو ٹرانسمیٹر کے بٹن آن آف نہیں کر سکتے تھے۔ یہ کام سیکرٹری کے ذمے تھا اور سیکرٹری اس میٹنگ میں جا نہ سکتا ہو گا۔ اسے معلوم تھا کہ

ملٹری نے یہاں کیمپ لگائے ہوئے تھے اور اصول کے مطابق خصوصی کارڈلیس فون کا بندوبست بھی کیا ہو گا۔ پہلے شاگل کو اس کا خیال نہ آیا تھا ورنہ وہ خود بھی ٹرانسمیٹر کی بجائے فون زیادہ استعمال کرنے کا عادی تھا کیونکہ ٹرانسمیٹر کے بٹن بار بار آن آف کرنا وہ اپنے لئے توہین سمجھتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کرنل پرشاد اندر داخل ہوا۔

"ابھی دس منٹ میں ہیلی کاپٹر آ جائے گا سر"...... کرنل پرشاد نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھے صدر صاحب کو فون کرنا ہے۔ کیا اس کا بندوبست ہے یہاں"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ میں لے آتا ہوں"...... کرنل پرشاد نے کہا اور ایک بار پھر واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں مخصوص کارڈلیس فون تھا۔

"تم باہر جاؤ"...... شاگل نے اس کے ہاتھ سے فون چھین لیتے ہوئے کہا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کرنل پرشاد کے سامنے اسے مؤدبانہ لہجہ اختیار کرنا پڑے۔ ظاہر ہے صدر صاحب کے ساتھ بات کرتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجہ ہی اختیار کرنا تھا۔

"یس سر"...... کرنل پرشاد نے کہا اور مڑ کر واپس چلا گیا تو شاگل نے بٹن دبا کر فون آن کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ اٹنڈنگ"...... رابطہ قائم

ہوتے ہی ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

" شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس۔ صدر صاحب سے بات کراؤ"...... شاگل نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" ہولڈ آن کریں سر۔ میں رابطہ کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد صدر صاحب کی مخصوص باوقار آواز سنائی دی۔

" شاگل بول رہا ہوں سر۔ پلاسن سے سر"...... شاگل نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" کیا رپورٹ ہے آپ کی"...... صدر صاحب نے مخصوص باوقار اور دھیمے لہجے میں پوچھا۔

" سر۔ پلاسن پہاڑی اور اڈا سب میزائلوں سے مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے"...... شاگل نے کہا۔

" وہ مجھے معلوم ہے۔ مجھے تفصیلی رپورٹ مل چکی ہے۔ آپ پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں رپورٹ دیں"...... صدر صاحب نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" سر پاکیشیائی ایجنٹ جن کی تعداد پانچ تھی جن میں سے ایک عورت اور چار مرد شامل تھے یہ پانچوں تباہ شدہ پلاسن پہاڑی سے کافی فاصلے پر شدید زخمی حالت میں فوج کو ملے ہیں۔ ان میں عورت جو کہ غیر ملکی بتائی جاتی ہے کسی پانی کے تالاب میں گری تھی اس لئے اسے چوٹیں تو نہیں آئیں البتہ اس کے سر پر چوٹ لگی ہے جس کی

وجہ سے وہ بے ہوش ہے۔ باقی چار مرد شدید زخمی تھے۔ فوجی آپریشن کے انچارج کرنل پرشاد نے میرے کیمپ تک پہنچنے سے پہلے ان سب کو راگو چھاؤنی کے ہسپتال سے ایمبولینس ہیلی کاپٹر منگوا کر انہیں ہسپتال بھجوا دیا۔ میں نے ابھی ہسپتال کے انچارج کرنل ڈاکٹر گوپال سے بات کی ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ ایک مرد جو انتہائی زخمی تھا اور اس کی کولہے اور ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی وہ تو آپریشن کے دوران ہی ہلاک ہو گیا ہے جبکہ اس عورت کو ابھی تک ہوش نہیں آیا البتہ باقی تین مردوں کے زخموں پر بینڈیج کر دی گئی ہے لیکن خون کی کمی اور زخموں کے باوجود وہ ابھی زندہ ہیں۔ میرے پوچھنے پر ڈاکٹر نے بتایا کہ ان چاروں کے ہاتھ اور پیر بیڈز سے کلپ کر دیئے گئے ہیں اور ڈاکٹر کے مطابق وہ ایک ہفتے تک چلنے کے بھی قابل نہیں ہو سکتے اس لئے ان کے بھاگنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب میں خود وہاں جا رہا ہوں تاکہ یہ معلوم کر سکوں کہ کیا ہلاک ہونے والا عمران ہے یا وہ زخمیوں میں شامل ہے"۔ شاگل نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اس قدر ہولناک تباہی کے باوجود وہ زندہ بچ گئے ہیں۔ حیرت ہے"...... صدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو شاگل نے کرنل پرشاد کی بتائی ہوئی بات اپنی رپورٹ ظاہر کر کے بتا دی۔

" ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ بہرحال اب آپ وہاں جائیں اور ان کی حفاظت کا سخت انتظام کریں۔ میں ڈاکٹر کو احکامات بھجوا دوں گا جیسے

ہی وہ لوگ اس قابل ہوں کہ حرکت کر سکیں ان کا اسی چھاؤنی میں کورٹ مارشل کیا جائے اور انہیں فوری طور پر سزا دی جا سکے۔ ویسے آپ نے ان کے مل جانے کی اطلاع ابھی باہر نہیں نکالنی ورنہ ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یا کوئی اور ٹیم انہیں بچا کر لے جانے کے لئے یہاں پہنچ جائے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر"...... شاگل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور شاگل نے فون آف کر کے اسے میز پر رکھا اور پھر کرسی سے اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کیمپ کے بیرونی حصے کی طرف بڑھنے لگا۔ باہر فوجی ہیلی کاپٹر بھی موجود تھا اور کرنل پرشاد بھی۔

"کرنل پرشاد صدر صاحب کا حکم ہے کہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے دستیاب ہونے کی اطلاع باہر نہیں جانی چاہیئے اس لئے آپ ان کی تلاش اسی طرح جاری رکھیں جب تک کہ آپ کو اسے بند کرنے کا حکم نہ دیا جائے"...... شاگل نے کرنل پرشاد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... کرنل پرشاد نے جواب دیا اور شاگل ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر راگو چھاؤنی کے اندر موجود ہیلی کاپٹر پیڈ پر اتر گیا۔ وہاں راگو چھاؤنی کا آپریشن انچارج کرنل ٹھاکر اور ہسپتال کا انچارج ڈاکٹر گوپال دونوں اس کے استقبال کے لئے موجود تھے۔

"زخمیوں کی کیا پوزیشن ہے ڈاکٹر"...... تعارف کے بعد شاگل نے ڈاکٹر گوپال سے پوچھا۔

"ویسے تو وہ خواب آور انجکشن کے تحت ہیں البتہ وہ تیزی سے ٹھیک ہو رہے ہیں"...... ڈاکٹر گوپال نے کہا۔

"صدر صاحب کے احکامات آپ کو مل چکے ہیں یا نہیں"۔ شاگل نے کہا۔

"مل چکے ہیں جناب"...... ڈاکٹر نے جواب دیا اور شاگل نے اطمینان بھرے انداز میں اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ ان دونوں کے ساتھ ہسپتال پہنچا۔ کرنل ٹھاکر تو وہیں سے واپس چلا گیا جبکہ شاگل ڈاکٹر گوپال کے ساتھ ہسپتال میں داخل ہو گیا۔

"پہلے مجھے آپ ہلاک ہونے والے ایجنٹ کی لاش دکھائیں"۔ شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ آیئے سر۔ اسے بھی میں نے اپنے مخصوص کمرے میں رکھا ہوا ہے"...... ڈاکٹر نے جواب دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک کمرے میں داخل ہوئے جہاں بیڈ پر ایک لاش موجود تھی جو سفید رنگ کے کپڑے سے ڈھکی ہوئی تھی۔ شاگل نے آگے بڑھ کر ایک جھٹکے سے کپڑا کھینچ کر ایک طرف کیا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ یہ تو عمران نہیں ہے"...... شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"عمران کون ہے سر"....... ساتھ کھڑے ڈاکٹر گوپال نے کہا۔

"ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا لیڈر۔ بہرحال چلو زخمیوں کے پاس"۔ شاگل نے کہا اور ڈاکٹر گوپال نے جھک کر نیچے پڑا ہوا سفید کپڑا اٹھایا اور اسے ایک بار پھر لاش پر ڈال کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد شاگل ڈاکٹر گوپال کے ساتھ ایک بڑے ہال نما کمرے میں داخل ہوا تو وہاں چار بیڈز تھے جن میں سے ایک پر ایک عورت اور باقی تین پر تین مرد لیٹے ہوئے تھے اور ان سب کی آنکھیں بند تھیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ ویری بیڈ"....... یکلخت شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا ہوا سر۔ کیا ہوا"....... شاگل کے اس طرح اچانک چیخنے پر ڈاکٹر گوپال نے گھبرا کر پوچھا۔

"ان میں سے کوئی بھی عمران نہیں ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ابھی وہ نہیں ملا لیکن پھر یہ تعداد کیسے پوری ہو گئی۔ اوہ۔ ان میں سے کوئی ایک مقامی ہو گا۔ اوہ۔ ڈاکٹر تم ان کا خصوصی طور پر خیال رکھنا میں واپس پلاسن جا رہا ہوں۔ اس عمران کا زندہ یا مردہ حالت میں ملنا ضروری ہے۔ وہ ان سب سے زیادہ خطرناک ہے"....... شاگل نے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف ایک طرح سے دوڑ پڑا۔ ڈاکٹر گوپال اتنے بڑے افسر کو اس انداز میں چیختے اور دوڑتے دیکھ کر حیران رہ گیا لیکن ظاہر ہے اس نے اس کے پیچھے تو جانا تھا اس لئے وہ بھی تیز تیز قدم اٹھاتا شاگل کے پیچھے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ زخمیوں اور بے ہوش عورت کے بارے میں اسے کوئی فکر نہ تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ایک تو ان کے ہاتھ پیر بیڈز سے بندھے ہوئے تھے پھر وہ بے ہوش اور خواب آور انجکشن کے تحت ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ زخمی بھی ہیں اس لئے وہ کہاں بھاگ سکتے ہیں۔

عمران کی آنکھیں کھلیں لیکن اس کی آنکھوں کے سامنے نہ صرف گہری دھند تھی بلکہ اس کے ذہن کے گرد بھی گہرا دھواں سا چھایا ہوا محسوس ہو رہا تھا لیکن پھر آہستہ آہستہ نہ صرف یہ دھند صاف ہوتی گئی بلکہ اس کے ذہن کے گرد پھیلا ہوا دھواں بھی غائب ہونے لگا تو اس کے ذہن میں فوراً ہی وہ لمحہ آگیا جب وہ ہوا میں انتہائی تیز رفتاری سے اڑا چلا جا رہا تھا پھر اس کے ذہن پر اچانک تاریکی سی پھیل گئی تھی اور یہ منظر ذہن پر ابھرتے ہی اس کا جیسے سویا ہوا شعور یکلخت جاگ اٹھا ہو۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ محسوس کر کے رہ گیا کہ اس کا جسم حرکت نہ کر رہا تھا لیکن اب اس کی آنکھوں کے سامنے سے دھند سی غائب ہو گئی تھی۔ اس نے گردن ہلائی تو گردن حرکت کر رہی تھی اور وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ کسی ہسپتال کے کمرے میں بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔

اس کے جسم پر سرخ رنگ کی چادر تھی۔ بیڈ کی سائیڈ پر خون اور گلوکوز کی بوتلوں کے سٹینڈز موجود تھے۔ عمران نے ہاتھوں کو حرکت دینے کی کوشش کی تو اسے محسوس ہوا کہ اس کے بازو حرکت تو کر رہے تھے لیکن شاید وہ بیڈ کے ساتھ کلپڈ تھے۔ اس نے جسم کو حرکت دینے کی شعوری کوشش کی تو اس بار اسے احساس ہوا کہ اس کے جسم میں حرکت موجود ہے لیکن اس کے پیروں کو بھی بیڈ کے ساتھ کلپڈ کر دیا گیا ہے۔

"اوہ۔ کیا میں کافرستانی فوج کے کسی ہسپتال میں ہوں لیکن شاگل تو مجھے دیکھتے ہی گولی مار دیتا اور باقی ساتھی کہاں ہیں"۔ عمران نے سوچا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں یکلخت دھماکہ سا ہوا کیونکہ جن حالات میں وہ وہاں سے اڑ کر انتہائی بلندی سے نیچے گرے تھے کسی کے بچ جانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ نجانے وہ کیسے زندہ بچ گیا تھا لیکن اسے دل میں اپنے ساتھیوں کے بارے میں صدمے کا جب کوئی اثر محسوس نہ ہوا تو اسے اطمینان سا ہو گیا کہ اس کے ساتھی جہاں بھی ہیں بہرحال اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندہ ہیں کیونکہ اس کا تجربہ تھا کہ ایسے حالات میں دل سب سے پہلے ساتھیوں کے بارے میں گواہی دے دیتا ہے۔ ابھی وہ یہ بات سوچ ہی رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور عمران نے گردن موڑ کر دیکھا تو اس کے ذہن کو ایک زوردار جھٹکا لگا کیونکہ دروازے سے کامران اندر داخل ہو رہا تھا۔

"کامران تم“...... عمران نے بے اختیار حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آپ کو ہوش آگیا۔ میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں“...... کامران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور ایک لحاظ سے وہ دوڑتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا تو عمران نے بے اختیار اطمینان کا طویل سانس لیا۔ کامران کی یہاں موجودگی کا مطلب تھا کہ وہ کافرستانی فوج یا شاگل کی قید میں نہیں ہے بلکہ مشکبار کی تحریک آزادی کے کسی ہسپتال میں ہے اور شاید کامران اسے اور اس کے ساتھیوں کو کافرستانی فوج کی آمد سے پہلے یہاں لے آیا ہو گا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر ڈاکٹر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے کامران تھا۔

"خدایا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے“...... ڈاکٹر نے عمران کو ہوش میں دیکھ کر بے اختیار ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ عمران پر جھک گیا۔

"آپ کا شکریہ ڈاکٹر“...... عمران نے جان بوجھ کر اپنا فقرہ ادھورا چھوڑ دیا تھا۔

"میرا نام ڈاکٹر احسن ہے جناب اور کامران صاحب نے آپ کے متعلق جو کچھ مجھے بتایا ہے اس سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ میں دنیا کے عظیم ترین آدمی کا علاج کر رہا ہوں لیکن آپ کو ہوش نہ آ رہا تھا

جس کی وجہ سے میں پریشان تھا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے میری کوششوں اور میری دعاؤں کو قبول کر لیا ہے“۔ ڈاکٹر نے جواب دیا تو عمران اس کے بے پناہ خلوص پر بے اختیار مسکرا دیا۔

"اب آپ اوکے ہیں عمران صاحب“...... ڈاکٹر نے چیکنگ کے بعد سیدھے ہوتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن مجھے بیڈ کے ساتھ کلپ کیوں کیا گیا ہے۔ کیا میرے جسم کی کوئی ہڈی ایسی بھی ہے جو ڈھیٹ نہ ہو“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر احسن اور ساتھ کھڑا ہوا کامران دونوں چونک پڑے۔

"ہڈی ڈھیٹ نہ ہو۔ کیا مطلب جناب“...... ڈاکٹر نے کہا۔

"ظاہر ہے جسم کو بیڈ کے ساتھ کلپ اس وقت کیا جاتا ہے جب کوئی ہڈی ٹوٹ جائے تاکہ وہ ہل نہ سکے اور میرا تو خیال تھا کہ میرے جسم کی تمام ہڈیاں ایسے ڈھیٹ مادے سے وجود میں آئی ہیں جنہیں توڑا نہیں جا سکتا اس لئے پوچھ رہا تھا کہ شاید کوئی ہڈی ڈھیٹ نہ ہو اور ٹوٹ گئی ہو“...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو اس بار ڈاکٹر احسن اور کامران دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"آپ انتہائی خوش قسمت ہیں جناب کہ آپ کی کوئی ہڈی نہیں ٹوٹی البتہ بے شمار زخم ضرور تھے۔ ان کی بینڈیج کر دی گئی ہے اور میں نے آپ کو اس لئے کلپڈ کر دیا تھا کہ اگر آپ ہماری عدم موجودگی

میں ہوش میں آجائیں تو کہیں آپ لاشعوری طور پر حرکت کر کے اس بینڈیج کو نقصان نہ پہنچا دیں۔ بہرحال اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اب میں کلپ کھول دیتا ہوں"...... ڈاکٹر احسن نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے خود ہی کلپ کھولنے شروع کر دیئے۔

"آپ کا بے حد شکریہ ڈاکٹر"...... عمران نے کہا۔

"میں آپ کو سہارا دیتا ہوں اب آپ بیڈ کی اونچی پشت سے کمر لگا کر بیٹھ سکتے ہیں"...... ڈاکٹر احسن نے کہا اور پھر اس نے خود ہی سہارا دے کر عمران کو اٹھا کر بٹھا دیا۔ عمران نے دیکھا کہ اس کے پورے جسم پر بینڈیج کی گئی تھی۔

"شکریہ"...... عمران نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں جا رہا ہوں اگر میری ضرورت پڑے تو مجھے کال کر لیجئے گا"...... ڈاکٹر احسن نے ساتھ کھڑے کامران سے کہا اور کامران کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"میرے ساتھی کہاں ہیں کامران"...... عمران نے کامران سے پوچھا۔

"عمران صاحب وہ کافرستانی فوج کے قبضے میں ہیں البتہ بلال شہید ہو گیا ہے جبکہ باقی ساتھی آپ کی طرح زخمی ہیں البتہ آپ کی ساتھی عورت کے سر پر چوٹ لگی ہے اور وہ بے ہوش ہے"۔ کامران نے ساتھ پڑی ہوئی کرسی گھسیٹ کر اسے قریب کرتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اللہ تعالیٰ بلال کی شہادت قبول کرے۔ میرے ساتھی زندہ ہیں تو انشاء اللہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ کافرستانی فوج کی تحویل سے بھی نکل آئیں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"میں آپ کے ہوش میں آنے کے انتظار میں تھا کہ آپ کی اجازت سے انہیں کافرستانی فوج کی تحویل سے نکالنے کی کوشش کی جائے"...... کامران نے کہا۔

"تم مجھے تفصیل بتاؤ پھر اس پوائنٹ پر بات ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب آپ کی کال پر میں انتہائی تیز رفتاری سے جیپ لے کر پلاسن کی طرف آ رہا تھا کہ ابھی میں راستے میں ہی تھا کہ جنگی طیاروں نے پلاسن پر میزائلوں سے خوفناک حملے شروع کر دیئے۔ میں نے جیپ ایک بڑے سے غار میں چھپا دی کیونکہ اس کی حرکت ان حالات میں خطرناک ہو سکتی تھی۔ بہرحال طیارے اس وقت تک میزائل فائر کرتے رہے جب تک کہ پوری پلاسن پہاڑی اور اس کے ساتھ والی پہاڑی تباہ و برباد نہیں ہو گئی۔ اس کے بعد وہ چلے گئے اور دور تک پتھروں اور چٹانوں کی وجہ سے کئی نئی پہاڑیاں وجود میں آ گئیں۔ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس قدر بلند پہاڑی بھی اس طرح تباہ کی جا سکتی ہے۔ بہرحال ایسا ہوا۔ اس کے بعد میں اور میرے ساتھی جیپ وہیں چھوڑ کر آگے بڑھے۔ ہم آپ کے اور آپ کے

ساتھیوں کی طرف سے ناامید ہو چکے تھے اور ہمارا آگے بڑھنے کا مقصد معلومات حاصل کرنا تھا کہ اچانک ایک جگہ جھاڑیوں میں پڑے ہوئے آپ نظر آ گئے ۔ آپ شدید زخمی تھے اور آپ کے پورے جسم پر زخم ہی زخم تھے جن سے خون بہہ رہا تھا ۔ ہم آپ کو اس قدر فاصلے پر اس حالت میں دیکھ کر حیران رہ گئے ۔ بہر حال خدا کا شکر ہے کہ آپ زندہ تھے اس لئے ہم نے آپ کو اٹھایا اور واپس غار میں موجود جیپ میں لا کر لٹایا اور پھر میں جیپ لے کر وہاں سے نکلا اور سیدھا کاگور نامی اس شہر میں پہنچا جہاں ہمارا یہ خفیہ ہسپتال ہے ۔ اس ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر احسن ہیں ۔ میں نے انہیں آپ کے متعلق بتایا تو انہوں نے فوری طور پر آپ پر کام شروع کر دیا ۔ آپ کے زخموں کی بینڈیج کی گئی اور آپ کی حالت تو خطرے سے باہر ہو گئی لیکن آپ کے سر پر چوٹ لگنے کی وجہ سے آپ کو ہوش نہ آ رہا تھا مگر ڈاکٹر احسن پر امید تھے اس لئے میں نے آپ کے بارے میں انہیں ہدایات دیں اور پھر میں واپس اپنے اڈے پر گیا کیونکہ اس دوران پلاسن اور اس کے ارد گرد کے علاقے کو فوج نے گھیر لیا تھا اور اب وہاں جانا سوائے خودکشی کے اور کچھ نہ تھا لیکن مجھے آپ کے ساتھیوں کی طرف سے فکر تھی ۔ میں نے فوج کی اس کمپنی میں اپنے خاص مخبروں سے رابطہ کیا تو مجھے بتایا گیا کہ وہاں کے انچارج کرنل پرشاد نے ایک عورت اور چار مردوں کو شدید زخمی حالت میں راگو چھاؤنی کے ہسپتال پہنچا دیا ہے ۔ میں نے وہاں سے معلومات حاصل

کیں تو مجھے بتایا گیا کہ ایک مرد ہلاک ہو چکا ہے جبکہ باقی افراد کی بینڈیج کی گئی ہے اور مرد تو ہوش میں آ گئے ہیں لیکن عورت کے سر پر ایسی چوٹ لگی ہے کہ وہ ہوش میں نہیں آ رہی لیکن ڈاکٹر گوپال جو اس ہسپتال کے انچارج ہیں وہ پر امید ہیں کہ عورت ہوش میں آ جائے گی ۔ اس ہلاک ہونے والے کے قد وقامت اور حلیہ کے بارے میں تفصیلات ملنے پر مجھے معلوم ہوا کہ شہید ہونے والا بلال ہے ۔ پتہ چلا کہ شاگل وہاں پہنچا ہے اور اسے معلوم ہو گیا ہے کہ آپ میں شامل نہیں ہیں اس لئے وہ دوبارہ پلاسن پہنچا ہے اور وہاں آپ کی تلاش پوری شدومد سے جاری ہے ۔ میں آپ کے ہوش میں آنے کا منتظر تھا تاکہ آپ سے مشورہ کر کے راگو چھاؤنی کے بارے میں کوئی پلاننگ کی جائے"...... کامران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

"کیا وہاں تمہارے ایسے آدمی ہیں جو وہاں ان کو فرار ہونے میں مدد دے سکیں"...... عمران نے پوچھا ۔

"جی نہیں ۔ ایسا کوئی آدمی نہیں ہے ۔ صرف دولت کے لالچ میں وہ اطلاعات تو دے دیتے ہیں لیکن مدد ظاہر ہے وہ نہیں کر سکتے ورنہ ان کا کورٹ مارشل ہو سکتا ہے ۔ یہ کام تو مجھے خود وہاں جا کر کرنا ہو گا"...... کامران نے کہا ۔

"کیا کسی طرح کوئی ٹرانسمیٹر ان تک پہنچ سکتا ہے کہ میری بات چیت ہو سکے"...... عمران نے کہا ۔

"سوری عمران صاحب یہ انتظام بھی نہیں ہو سکتا"...... کامران

نے معذرت خواہانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر مجھے خود وہاں جانا ہو گا۔ میں اپنے ساتھیوں کو اس زخمی حالت میں دشمن کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ سکتا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن آپ کی حالت آپ کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ آپ کی اپنی زندگی پاکیشیا اور مشکبار تو کیا پورے عالم اسلام کے لئے انتہائی قیمتی ہے"...... کامران نے جواب دیا۔

"میری زندگی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ انسان بہرحال فانی ہے۔ وہ کبھی ناگزیر نہیں ہوا کرتا اس لئے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ میں اپنی زندگی بچانے کے لئے یہاں آرام دہ بستر پر پڑا رہوں اور میرے ساتھی وہاں دشمنوں کے رحم و کرم پر ہوں۔ تم ڈاکٹر احسن کو بلاؤ"...... عمران نے کہا۔

"لیکن ڈاکٹر احسن آپ کو کبھی اس کی اجازت نہیں دیں گے"۔ کامران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم انہیں بلاؤ تو سہی میں ان سے اپنے بارے میں صرف ڈسکس کرنا چاہتا ہوں۔ باقی اجازت وغیرہ لینا رسمی کارروائی ہوتی ہے"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو کامران ہونٹ بھینچے اٹھا اور مڑ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ عمران نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں۔ گو اسے یقین تھا کہ اس کے ساتھی تر نوالہ نہیں ہیں۔ وہ بے پناہ صلاحیتوں کے حامل ہیں لیکن اس کے باوجود وہ ان تک ہر

صورت میں پہنچنا چاہتا تھا کیونکہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ کامران کو غلط خبریں پہنچائی گئی ہوں۔ تھوڑی دیر بعد اس نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ڈاکٹر احسن اور اس کے پیچھے کامران اندر داخل ہو رہے تھے۔

"مجھے کامران صاحب نے ساری بات بتا دی ہے عمران صاحب۔ بحیثیت ڈاکٹر میرا مشورہ ہے کہ آپ کم از کم تین دن تک حرکت نہ کریں۔ ویسے آپ کی اپنی مرضی"...... ڈاکٹر احسن نے عمران کے قریب پہنچ کر کہا۔

"ڈاکٹر احسن مسئلہ میری یا آپ کی مرضی کا نہیں ہے۔ میرے ساتھیوں کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ اگر تو مجھے یہ یقین ہو جائے کہ میرے ساتھی ازخود جدوجہد کرنے کے قابل ہو گئے ہیں تو پھر تو مجھے وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے البتہ ان تک صرف یہ بات پہنچانی پڑے گی کہ انہوں نے وہاں سے نکل کر کہاں پہنچنا ہے تاکہ وہ وہاں پہنچ سکیں ورنہ دوسری صورت میں چاہے میری جان بھی کیوں نہ چلی جائے مجھے اپنے ساتھیوں کے تحفظ کے لئے وہاں پہنچنا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"کیوں کامران صاحب۔ اس کا انتظام ہو سکتا ہے"...... ڈاکٹر احسن نے ساتھ کھڑے کامران کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب۔ جو کچھ ہو سکتا تھا وہ میں نے پہلے ہی عمران صاحب کو بتا دیا ہے البتہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد کے بارے

میں تازہ ترین اطلاعات منگوائی جا سکتی ہیں اور بس"...... کامران نے کہا۔

"کیا یہ رپورٹ ٹرانسمیٹر پر آئے گی"...... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ یہ رپورٹ آدمیوں کے ذریعے دی جاتی ہے۔ راگو چھاؤنی میں موجود ہمارا مخبر روزانہ دوپہر کو راگو چھاؤنی کے لئے ضروری سامان لینے قریبی شہر راگو آتا ہے۔ وہاں ہمارا آدمی اس سے رپورٹ لیتا ہے اور پھر ایک شارٹ کٹ راستے کے ذریعے وہ شام تک یہاں پہنچ کر رپورٹ دیتا ہے اس طرح تازہ ترین رپورٹ بھی یہاں شام کو ہی پہنچتی ہے"۔ کامران نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ جو کچھ آپ نے میرے ساتھیوں کے بارے میں مجھے بتایا ہے وہ کل شام کی بات ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میرے ساتھی میرے ساتھ ہی زخمی ہوئے ہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کو دو روز بعد ہوش آیا ہے عمران صاحب"...... ڈاکٹر احسن نے کہا تو عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ میرے ذہن میں یہ خیال ہی نہ آیا تھا۔ میں تو سمجھا کہ چند گھنٹوں بعد ہوش آیا ہے۔ اوہ۔ پھر تو مجھے خود وہاں پہنچنا ہوگا"...... عمران نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ تازہ ترین رپورٹ آج شام یہاں پہنچ رہی

ہے۔ ویسے جیپ کا سفر یہاں سے راگو چھاؤنی تک ایک دن کا ہے۔ آج کی رپورٹ آپ سن لیں پھر جس طرح آپ چاہیں فیصلہ کر لیں"۔ کامران نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے۔ فوری طور پر اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے۔ بہرحال جیسے ہی رپورٹ آئے آپ نے مجھ تک پہنچانی ہے"۔ عمران نے کہا تو کامران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ آرام کریں عمران صاحب اس وقت آپ جتنا آرام کریں گے اتنا ہی آپ کے حق میں فائدہ مند رہے گا"...... ڈاکٹر احسن نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے عمران کو لیٹنے میں مدد دی اور عمران نے آنکھیں بند کر لیں اور کامران اور ڈاکٹر دونوں خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گئے جبکہ عمران آنکھیں بند کئے دل ہی دل میں اپنے ساتھیوں کی زندگی اور خیریت کی دعا مانگنے میں مصروف ہو گیا کیونکہ اس وقت اس کی جو پوزیشن تھی وہ اپنے ساتھیوں کے لئے یہی کچھ ہی کر سکتا تھا۔

جولیا کی آنکھیں کھلیں تو کافی دیر تک تو اس کی آنکھوں میں اندھیرا سا چھایا رہا لیکن پھر آہستہ آہستہ اندھیرا چھٹتا چلا گیا اور اس کا شعور اسی رفتار سے بیدار ہونے لگا لیکن شعور بیدار ہوتے ہوتے کافی وقت لگ گیا اور پھر جیسے ہی اس کا شعور بیدار ہوا اس کے ذہن میں وہ لمحات کسی فلم کی طرح گھومنے لگے جب وہ ہوا میں بے بسی سے ہاتھ پیر مارتی ہوئی نہ صرف اڑی چلی جا رہی تھی بلکہ وہ اس انداز میں نیچے گر رہی تھی جیسے کسی انتہائی گہرے کنوئیں میں گر رہی ہو اور پھر جس طرح کیمرے کا شٹر بند ہوتا ہے اس طرح اس کا ذہن بھی بند ہو گیا تھا اور اب جب اسے ہوش آیا تو اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن میں بے اختیار دھماکے ہونے لگے کہ اس کا جسم بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ ایک لمحے کے لئے تو وہ یہی سمجھی کہ وہ مر چکی ہے اور قبر میں ہے لیکن دوسرے لمحے جب اسے اپنے سر اور گردن میں حرکت کا احساس ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دیکھا کہ وہ قبر کی بجائے کسی ہال نما کمرے میں کسی بیڈ پر لیٹی ہوئی ہے اور جب اس نے دوسری طرف گردن گھمائی تو اس کے ذہن کو بے اختیار تیز جھٹکا لگا کیونکہ دوسری طرف تین بیڈز موجود تھے جو کسی ہسپتال کے بیڈز تھے اور ان پر صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر آنکھیں بند کئے لیٹے ہوئے تھے اور ان کے جسموں پر سرخ رنگ کے کمبل پڑے ہوئے تھے۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو کوئی ہسپتال ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم اس قدر خوفناک بلندی سے اس انداز میں گرنے کے باوجود بچ گئے ہیں"...... جولیا کے منہ سے بے اختیار نکلا تو اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے بے اختیار اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانے کے کلمات نکلنے لگے۔ کیپٹن شکیل، تنویر اور صفدر تینوں کے چہروں پر زندگی کے تاثرات موجود تھے اس لئے اس کا دل بے اختیار اطمینان سے بھر سا گیا تھا اور اب اسے محسوس ہونے لگا تھا کہ اس کا جسم بے حس و حرکت نہیں ہے بلکہ اس کے بازو اور پیر بیڈ کے ساتھ کلیمپ کر دیئے گئے ہیں۔ یہ احساس ہوتے ہی اس نے اس بار دانستہ اپنے بازوؤں اور جسم کو مخصوص انداز میں حرکت دی تو اس کا دل یہ محسوس کر کے مطمئن اور خوش سا ہو گیا کہ اسے اپنے جسم میں کہیں پر درد کا احساس نہ ہو رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کو ایسی کوئی چوٹ نہیں آئی جو خطرناک ہو سکتی تھی۔ وہ ایک بار پھر اللہ تعالیٰ کی اس

خاص رحمت پر شکر ادا کرنے میں مصروف ہو گئی کہ اس نے اس قدر خوفناک حالات اور ناقابل یقین انداز میں نئی زندگی بخشی ہے۔ اسی لمحے اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو اس نے آہستہ سے آنکھیں گھمائیں لیکن جب اس نے دروازے سے ایک کافرستانی فوجی کو اندر داخل ہوتے دیکھا تو اس نے دانستہ آنکھیں پوری طرح نہ کھولیں۔ وہ پہلے سچوئیشن کو سمجھنا چاہتی تھی البتہ اس کی آنکھوں میں ہلکی سی جھری موجود تھی جس کی مدد سے وہ آنے والے کو بخوبی دیکھ سکتی تھی۔ فوجی جس کے کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی دروازے کی سائیڈ پر دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا تو دوسرے لمحے ایک ادھیڑ عمر ڈاکٹر اندر داخل ہوا لیکن وہ بھی کافرستانی فوج کی یونیفارم میں تھا البتہ اس نے اس یونیفارم کے اوپر سفید اوور آل پہن رکھا تھا اور اس کے گلے میں سٹیتھوسکوپ موجود تھا۔ اس کے پیچھے ایک نرس تھی جو ہاتھ میں ٹرے اٹھائے ہوئے تھی۔

"اس لڑکی کو اب تک ہوش آجانا چاہئے تھا"...... ڈاکٹر نے جولیا کے قریب آتے ہوئے کہا تو جولیا سمجھ گئی کہ اگر اس نے اب بھی آنکھیں نہ کھولیں تو وہ کم از کم ڈاکٹر کو تو ڈاج نہ دے سکے گی اس لئے اس نے آنکھیں کھول دیں تو اس کے قریب پہنچا ہوا ڈاکٹر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تمہیں ہوش آگیا۔ ویری گڈ۔ کب آیا ہے ہوش"۔ ڈاکٹر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی چند لمحے پہلے لیکن میں کہاں ہوں اور یہ میرے جسم کو کیا ہوا ہے۔ آپ کون ہیں"...... جولیا نے آہستہ سے کہا۔

"تم شاید اس دنیا کی واحد خوش قسمت عورت ہو جو اس قدر بلندی سے میزائلوں کے حملے کے بعد اس قدر گہرائی میں پہاڑیوں پر گری اور اس کے باوجود تمہیں چوٹ تک نہیں آئی کیونکہ تم پانی کے لاب میں گری تھیں البتہ تمہارا سر کنارے پر لگا جس کی وجہ سے تم بے ہوش ہوئیں لیکن اس کے باوجود تمہارا ذہن اندر سے محفوظ رہا اس لئے مجھے یقین تھا کہ تم بہرحال جلد یا بدیر ہوش میں آجاؤ گی لیکن تم تو پاکیشیائی نہیں ہو۔ شاید سوئس ہو۔ پھر تم ان پاکیشیائیوں کے ساتھ کیوں موجود تھی"...... ڈاکٹر نے جولیا کو چیک کرنے کے ساتھ ساتھ مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"میں ان کی قیدی تھی"...... جولیا نے کہا تو ڈاکٹر بے اختیار چھل پڑا۔

"قیدی۔ کیا مطلب"...... ڈاکٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے یں کہا۔

"انہوں نے مجھے زبردستی اپنے ساتھ رکھا ہوا تھا ورنہ میں واقعی وئس ہوں اور میں سیاحت کے لئے مشکبار آئی تھی"...... جولیا نے واب دیا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ کافرستان سیکرٹ سروس کے یف جناب شاگل صاحب آئیں گے تو میں ان سے تمہارے بارے

میں بات کروں گا"...... ڈاکٹر نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب یہ ان لوگوں کو کیا ہوا ہے۔ یوں لگ رہا ہے جیسے یہ سو رہے ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ انہیں خواب آور انجکشن دیئے گئے ہیں کیونکہ یہ انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ ابھی ان کا علاج ہو رہا ہے۔ جب علاج مکمل ہو جائے گا تو پھر ان کا کورٹ مارشل ہو گا اور پھر انہیں یقینا ظاہر ہے موت کی سزا دی جائے گی"...... ڈاکٹر نے جواب دیا۔ جب سے جولیا نے اسے بتایا تھا کہ وہ ان کی قیدی ہے ڈاکٹر کا رویہ اور لہجہ یکسر بدل دیا گیا تھا۔

"لیکن یہ تو یقیناً زخمی ہوں گے پھر ان سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے اور پھر اگر انہیں موت کی سزا دینی ہے تو پھر علاج کرنے کا کیا فائدہ"...... جولیا نے کہا تو ڈاکٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارے دل میں ان کے لئے انتقامی جذبہ موجود ہے اس لئے تم یہ باتیں کر رہی ہو لیکن پوری دنیا کا قانون ہے کہ زخمیوں کا علاج کیا جائے اور پھر ان پر باقاعدہ مقدمہ چلا کر ان کو سزا دی جائے اور ہم قانون کو ہاتھ میں نہیں لے سکتے"...... ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"ان کو کس نوعیت کے زخم آئے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"صرف جسمانی چوٹیں ہیں۔ ان کے پورے جسم چوٹوں سے بھرے ہوئے ہیں لیکن ہڈیاں محفوظ ہیں"...... ڈاکٹر نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب ان کے مزید دو ساتھی کیا کسی قید خانے میں ہیں

جو یہاں نظر نہیں آ رہے"...... جولیا نے کہا۔

"قید خانے میں۔ اوہ نہیں۔ یہاں تمہارے ساتھ چار مردوں کو لایا گیا۔ ان میں سے ایک کی کولہے اور ریڑھ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی تھی۔ وہ یہاں پہنچتے ہی ہلاک ہو گیا جبکہ یہ تینوں صرف بیرونی طور پر زخمی تھے اور ان کا خون بہہ گیا تھا لیکن ان میں انتہائی قوت مدافعت تھی اور یہ بچ گئے"...... ڈاکٹر نے کہا۔

"جو ہلاک ہوا ہے اس کا حلیہ کیا ہے"...... جولیا نے یکلخت پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ تم کیوں پریشان ہو گئی ہو"...... ڈاکٹر نے اسے اس انداز میں ہراساں اور پریشان ہوتے دیکھ کر پوچھا۔

"اس لئے کہ ان کا لیڈر عمران سب سے خطرناک تھا۔ وہ یہاں نظر نہیں آ رہا"...... جولیا نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن ہلاک ہونے والا عمران نہیں ہے۔ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف جناب شاگل نے لاش دیکھتے ہی کہا تھا کہ یہ عمران نہیں ہے"...... ڈاکٹر نے جواب دیا تو جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ خطرناک آدمی عمران ہمارے ساتھ یہاں آیا ہی نہیں۔ پھر کہاں گیا"...... جولیا نے کہا۔

"جناب شاگل کا خیال ہے کہ وہ وہیں کہیں پتھروں میں دبا ہوا ہو گا اسی لئے تو وہ فوراً واپس چلے گئے تھے تاکہ اسے تلاش کیا جا

سکے"...... ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"ڈاکٹر صاحب پلیز میری درخواست ہے کہ آپ کم از کم میرے ہاتھ کھول دیں۔ مجھے سخت الجھن ہو رہی ہے"...... جولیا نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں۔ سوری مس۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ یہ اصول کے خلاف ہے"...... ڈاکٹر نے کہا اور تیزی سے مڑ گیا۔ اس کا رویہ یکلخت بدل گیا تھا۔

"ایک منٹ۔ پلیز صرف ایک منٹ"...... جولیا نے کہا تو ڈاکٹر مڑا۔

"پہلے ہی بہت باتیں ہو گئی ہیں اور اتنی کافی ہیں"...... ڈاکٹر نے کہا۔

"صرف اتنا بتا دیں کہ میں کہاں موجود ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"یہ راگو چھاؤنی کے اندر فوجی ہسپتال ہے"...... ڈاکٹر نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ جب وہ کمرے سے باہر نکل گیا تو اس کے پیچھے نرس بھی چلی گئی جبکہ اس نرس کے بعد وہ فوجی بھی خاموشی سے باہر نکل گیا اور دروازہ بند ہونے کے ساتھ ساتھ ایسی مخصوص آواز بھی سنائی دی کہ جیسے باہر سے باقاعدہ اسے لاکڈ کیا گیا ہے۔ جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب اس نے اپنی انگلیاں موڑ کر اپنے ہاتھوں کو ان کلپس سے آزاد کرانے کی کوشش شروع کر دی

لیکن کچھ دیر کی کوشش کے بعد اسے احساس ہو گیا کہ ایسا کرنا ناممکن ہے۔ اس کی انگلیاں کسی صورت بھی ان کلپس کے مخصوص بٹنوں تک نہ پہنچ رہی تھیں لیکن جولیا نے کوشش جاری رکھی اور پھر چند لمحوں بعد جب اسے احساس ہوا کہ اگر وہ ذرا سا پیچھے کی طرف کھسک جائے تو شاید اس کی انگلیاں مڑ کر بٹنوں تک پہنچ جائیں تو اس نے اپنے جسم کو پیچھے کی طرف کھسکانا شروع کر دیا۔ کافی جدوجہد کے بعد اسے محسوس ہوا کہ کلپس اس کی کلائیوں اور پیروں کے جوڑوں کے بالکل قریب پہنچ گئے ہیں تو اس نے ایک بار پھر اپنی انگلیاں موڑیں اور ان کلپوں کو کھولنے کی کوشش شروع کر دی لیکن اس بار بھی اس کی کوشش کامیاب نہ ہو رہی تھی۔ وہ بار بار صفدر اور دوسرے ساتھیوں کی طرف دیکھتی لیکن وہ تینوں بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ ان کے جسموں میں معمولی سی جنبش بھی نہ تھی۔ جولیا نے اپنی کوشش مزید تیز کر دی کیونکہ اسے احساس ہو گیا تھا کہ اس وقت اپنے ساتھیوں کو یہاں سے بچا کر لے جانے کی تمام تر ذمہ داری اس پر آن پڑی ہے۔ چنانچہ وہ مسلسل کوشش کرتی رہی اور پھر اچانک ہلکی سی کٹک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ایک بازو کلپ سے آزاد ہو گیا تو مسرت سے اس کا چہرہ بے اختیار سرخ ہو گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کٹک کی یہ آواز دنیا کی سب سے مسرت بخش آواز ہو۔ اس نے جلدی سے ہاتھ اٹھایا اور پھر اس نے اسے موڑ کر دوسری کلائی پر موجود کلپ کھولنا شروع کر دیا اور

چند لمحوں بعد وہ دوسرا بازو بھی آزاد کرا لینے میں کامیاب ہو گئی۔ اس نے تیزی سے اپنے جسم پر موجود کمبل ہٹایا۔ اس کے جسم پر ہسپتال کا ڈھیلا ڈھالا سا لباس تھا اور اس لباس کے نیچے اسے تقریباً اپنے پورے جسم پر بینڈیج ہوئی نظر آ رہی تھی لیکن اس کے جسم کے کسی حصے میں نہ ہی درد تھا اور نہ ہی کسی قسم کی اینٹھن تھی اس لئے وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور پھر اس نے اپنے دونوں پیروں پر بندھے ہوئے کلپ کھولنے شروع کر دیئے۔ پھر جیسے ہی اس نے دونوں کلپ کھولے اچانک اسے دروازے کی دوسری طرف ہلکے سے کھٹکے کی آواز سنائی دی تو اس نے بجلی کی سی تیزی سے کمبل دوبارہ اپنے جسم پر ڈالا اور بیڈ پر اس طرح لیٹ گئی جیسے پہلے جیسی حالت میں ہو۔ چونکہ دروازہ اس کے بیڈ سے کافی دور تھا اس لئے وہ بیڈ سے اٹھ کر دروازے تک نہ پہنچ سکتی تھی اور اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ آنے والا کون ہے اس لئے اس نے فوری طور پر کوئی رسک نہ لینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اسی لمحے دروازہ آہستہ سے کھلا اور جولیا یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اندر داخل ہونے والا ایک دبلا پتلا فوجی تھا۔ اس کے جسم پر فوجی یونیفارم تھی اور اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا ایک بھاری ریوالور موجود تھا۔ اس نے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا اور پھر ایک نظر صفدر اور دوسرے ساتھیوں پر ڈالتا ہوا وہ تیزی سے جولیا کے بیڈ کی طرف بڑھا۔ اس کی آنکھوں میں سفاکی کی مخصوص چمک دیکھ کر جولیا سمجھ گئی کہ وہ کسی اچھے ارادے سے نہیں آیا۔

"تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے ناں"...... فوجی نے جولیا کے بیڈ کے قریب آ کر کہا۔

"تم کون ہو اور کس لئے آئے ہو"...... جولیا نے کہا۔

"سنو لڑکی۔ تم غیر ملکی ہو اس لئے میں تم سے پوچھ رہا ہوں ورنہ اب تک تمہارے دل میں گولی اتر چکی ہوتی۔ میرا تعلق کافرستان سیکرٹ سروس سے ہے اور مجھے تم سب کو ہلاک کرنے کا حکم ہے۔ میرا نام رام چندر ہے"...... اس نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں تو ان لوگوں کی قیدی ہوں۔ میرا کیا تعلق سیکرٹ سروس سے"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر میں انہیں ہلاک کر دیتا ہوں"...... رام چندر نے کہا اور تیزی سے وہ مڑا ہی تھا کہ جولیا کا ایک بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور رام چندر کی گردن کے گرد حائل ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی رام چندر کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی اور پھر اس کا سر بیڈ کی طرف جھکا ہی تھا کہ جولیا نے دوسرے ہاتھ سے اس کا سائیلنسر لگا ریوالور جھپٹ لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ ہٹایا اور پھر جیسے ہی رام چندر جھٹکا کھا کر سیدھا ہوا جولیا کا ہاتھ اس کی گردن کی پشت پر پڑا اور رام چندر ایک بار پھر ہلکی سی چیخ مار کر سامنے صفدر کے بیڈ پر جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی جولیا اچھل کر بیڈ سے نیچے آ کھڑی ہوئی۔

"خبردار اگر کوئی حرکت کی تو گولی مار دوں گی"...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا تو رام چندر تیزی سے اٹھ کر پلٹا لیکن اسی لمحے جولیا کا

بازو حرکت میں آیا اور بھاری ریوالور کا دستہ پوری قوت سے مڑتے ہوئے رام چندر کے سر پر پڑا اور وہ ایک بار پھر چیخ مار کر نیچے فرش پر گرا ہی تھا کہ جولیا نے جھک کر ایک اور ضرب لگائی اور اس بار دبلا پتلا رام چندر چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ جولیا نے جلدی سے اس کی یونیفارم اتارنا شروع کر دی۔ اسے یقین تھا کہ اس نوجوان کی یونیفارم اس کے جسم پر پوری آ جائے گی۔ چنانچہ وہی ہوا۔ چند لمحوں بعد جولیا فوجی یونیفارم میں ملبوس ہو چکی تھی جبکہ رام چندر اب صرف انڈرویئر اور بنیان میں فرش پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ جولیا نے جھک کر اس کی نبض دیکھی اور پھر ایک طویل سانس لے کر وہ سیدھی ہوئی۔ اس نے ریوالور بیلٹ کے ساتھ اڑسا اور تیزی سے ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ ڈاکٹر نے اسے بتایا تھا کہ ان تینوں کو خواب آور انجکشن لگائے گئے ہیں اس لئے اسے معلوم تھا کہ اگر ان کے حلق میں پانی ڈالا جائے تو یہ ٹھیک ہو جائیں گے۔ ملحقہ باتھ روم میں ایک جگ موجود تھا۔ جولیا نے جلدی سے جگ پانی سے بھرا اور پھر اس نے باری باری تینوں ساتھیوں کے منہ میں پانی ٹپکایا۔ جب کچھ پانی ان کے حلق سے نیچے اترا تو اس نے جگ میں موجود باقی ماندہ پانی ان کے چہروں پر ڈال دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ تینوں ہوش میں آنے کی کیفیت میں نظر آنے لگ گئے تو جولیا نے جگ ایک طرف رکھا اور تیزی سے آگے بڑھ کر دروازے کے قریب پہنچ تھی۔ اس نے آہستہ سے دروازے کو کھولا اور پھر باہر جھانکا تو یہ ایک راہداری تھی جس کے آخر میں ایک کمرہ تھا۔ جولیا کو معلوم تھا کہ صفدر اور اس کے ساتھیوں کو پوری طرح ہوش آنے میں کچھ وقت لگ جائے گا اس لئے اس دوران وہ باہر کی پوزیشن کو جس حد تک ممکن ہو سکے چیک کر لینا چاہتی تھی۔ راہداری سے گزر کر اب وہ اس کمرے میں پہنچی تو وہاں دیوار کے ساتھ لکڑی کی بغیر درازوں کی الماریاں بنی ہوئی تھیں جن میں صرف بڑے بڑے خانے تھے اور ان خانوں میں فوجی یونیفارم کے ساتھ ساتھ ہسپتال کا مخصوص لباس بھی موجود تھا۔ جولیا نے جلدی سے یونیفارمز نکال کر چیک کرنا شروع کر دیں اور پھر اس نے صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کے سائز کے مطابق تین یونیفارمز تلاش کر کے ایک طرف کیں جبکہ باقی یونیفارمز اس نے دوبارہ الماری کے خانے میں ٹھونس دیں اور پھر تیزی سے آگے بڑھی۔ اس کمرے کا دوسرا دروازہ بند تھا۔ اس نے دروازے سے کان لگایا لیکن دوسری طرف خاموشی تھی۔ جولیا تیزی سے مڑی اور پھر پنجوں کے بل دوڑتی ہوئی واپس اس کمرے میں آئی جہاں اس کے ساتھی موجود تھے تو اس کے تینوں ساتھی بیڈز پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں شاید اس لئے کلپ نہ کیا گیا تھا کہ ایک تو وہ انجکشن کے زیر اثر تھے اور دوسرے شدید زخمی تھے۔

"مس جولیا آپ۔ یہ ہم کہاں ہیں۔ یہ کون سا ہسپتال ہے۔ یہ کون آدمی ہے جو یہاں بے ہوش پڑا ہوا ہے"...... تینوں نے ہی بیک آواز ہو کر کہا تو جولیا نے جلدی جلدی انہیں ڈاکٹر سے معلوم

ہونے والی تفصیل کے ساتھ ساتھ اپنے بازوؤں کے کلپس کھولنے اور پھر اس رام چندر کے سائیلنسر لگے ریوالور سمیت اندر آنے سے لے کر اپنے باہر جا کر یونیفارمز لانے تک کی ساری روئیداد سنا دی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم کافرستانی فوج کی قید میں ہیں لیکن عمران صاحب کا کیا ہوا اور وہ بلال"...... صفدر نے کہا۔

"عمران ان کے ہاتھ نہیں لگ سکا جبکہ بلال شہید ہو چکا ہے اور اگر ہم پر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا ہے تو یقیناً عمران پر بھی کیا ہو گا۔ تم بتاؤ کیا تم چل بھی سکو گے کیونکہ ہمیں جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہاں سے نکلنا ہے ورنہ پھر کسی بھی لمحے کورٹ مارشل کی رسمی کارروائی کر کے ہمیں گولیوں سے اڑایا جا سکتا ہے اور یہ رام چندر تو کورٹ مارشل سے بھی پہلے ہمارا خاتمہ کرنے آ گیا تھا۔ اس طرح کوئی بھی آ سکتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"نہ بھی چل سکتے ہوں تب بھی چلنا تو ہو گا"...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے پیر بیڈ سے نیچے لٹکائے اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت شدید ترین تکلیف کے تاثرات ابھر آئے لیکن اس نے ہونٹ بھینچ لئے تھے۔ وہ بے پناہ تکلیف کو برداشت کر رہا تھا پھر یہی کیفیت تنویر اور کیپٹن شکیل کی ہوئی۔ جولیا خاموش کھڑی ان کی یہ کیفیت دیکھ رہی تھی اس نے جان بوجھ کر انہیں سہارا دینے کی کوشش نہ کی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ تینوں خود ہی اپنی اس کیفیت پر قابو پا لیں گے اور پھر وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد ان تینوں کے چہرے نارمل ہو چکے تھے۔

"یہ یونیفارمز لے لو میں باہر جا رہی ہوں تم یہ یونیفارمز پہن لو کیونکہ ہسپتال کا لباس ہمیں آگے بڑھنے سے روکے گا"...... جولیا نے کہا۔

"لیکن ان کے ساتھ جوتے تو نہیں ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"تم یہ لباس پہن لو پھر باہر کمرے میں جا کر جوتے پہن لینا۔ وہاں جوتے موجود ہیں۔ مجھے دراصل ان کا خیال نہیں آیا تھا"۔ جولیا نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر راہداری میں آ گئی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی وہ اس کمرے میں پہنچ گئی۔ اسے اب اپنے جوتوں کا بھی خیال آیا تھا۔ اس کے پیروں میں کچھ نہ تھا۔ اس کمرے میں جا کر اس نے الماری کے نچلے خانے میں موجود فوجی جرابیں پہن کر ان پر بوٹ پہن لئے۔ تسمے باندھنے سے بوٹ اس کے پیروں میں فٹ ہو گئے تو اس نے اطمینان کا سانس لیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے راہداری کے دوسرے سرے سے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو وہ تیزی سے اس طرف مڑی تو اس نے دروازے سے صفدر اس کے پیچھے تنویر اور آخر میں کیپٹن شکیل کو باہر آتے دیکھا۔ انہوں نے یونیفارمز پہن رکھی تھیں لیکن ان کے پیر خالی تھے اور وہ لڑکھڑا کر اور آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ جولیا خاموش کھڑی رہی کیونکہ اسے یقین تھا کہ جلد ہی وہ عادی ہو جائیں گے۔ بہرحال وہ عام لوگ نہیں تھے سیکرٹ سروس کے افراد تھے اس لئے اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ جلد ہی نارمل ہو

جائیں گے اور وہی ہوا۔ اس کمرے تک پہنچتے پہنچتے وہ نارمل انداز میں چلنے کے قابل ہو گئے اور پھر جلد ہی وہ تینوں جرابیں اور بوٹ پہن چکے تھے۔

"اس رام چندر کا کیا ہوا۔ وہ ہوش میں تو نہیں آگیا"...... جولیا نے اچانک چونک کر پوچھا۔

"میں نے اس کی گردن توڑ دی ہے"...... تنویر نے سپاٹ لہجے میں کہا تو جولیا نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اسے پہلے سے یقین تھا کہ یہ کام تنویر ہی کر سکتا ہے۔

"اب میری بات سنو۔ یہ ہسپتال راگو چھاؤنی کے اندر ہے۔ چھاؤنی ظاہر ہے کافی بڑی ہو گی اور یہاں بے شمار تربیت یافتہ افراد موجود ہوں گے اور تم تینوں شدید زخمی ہو لیکن اس کے باوجود ہم نے بہرحال یہاں سے زندہ باہر جانا ہے"...... جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے مس جولیا کہ ہمیں اسلحہ چاہئے۔ اسلحے کے بغیر ہم کچھ نہ کر سکیں گے۔ دوسری بات یہ کہ اس چھاؤنی سے باہر نکل کر ہم کہاں جائیں گے۔ یہ بات پہلے معلوم ہونی چاہئے"۔ صفدر نے کہا۔

"یہ ہسپتال ہے اس لئے ظاہر ہے یہاں اسلحہ نہیں ہو سکتا۔ سے نکل کر ہم اسلحہ بھی حاصل کر لیں گے فی الحال ایمرجنسی میرے پاس ایک سائیلنسر لگا ریوالور موجود ہے البتہ یہ ہو

سکتا ہے کہ ہم یہاں کسی ڈاکٹر کے آنے کا انتظار کریں کیونکہ ڈاکٹر کے ساتھ قواعد کے مطابق ایک مشین گن سے مسلح گارڈ ہوتا ہے۔ اس سے مشین گن حاصل کی جا سکتی ہے اور اس ڈاکٹر سے یہاں کے بارے میں مزید تفصیلات بھی حاصل کی جا سکتی ہیں لیکن یہ ہمیں معلوم نہیں کہ ڈاکٹر کا راؤنڈ اب کس وقت ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا"۔ تنویر نے اپنی عادت کے مطابق کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں ڈاکٹر کا انتظار کر لینا چاہئے اس سے بہرحال ہمیں فائدہ ہو گا نقصان نہیں اور اصل بات یہ ہے کہ ہم جیپ کے ذریعے اس چھاؤنی سے شاید آسانی سے نہ نکل سکیں اس لئے ہمیں کوئی ہیلی کاپٹر وغیرہ حاصل کرنا ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن ہیلی کاپٹر تو وہ آسانی سے ہٹ کر دیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"جب تک وہ اسے ہٹ کرنے کے بارے میں سوچیں گے ہم چھاؤنی سے باہر پہنچ چکے ہوں گے اور پھر ہم اسے کسی بھی جگہ اتار کر نکل سکتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ تنویر درست کہہ رہا ہے۔ ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ باہر جا کر جیسے بھی حالات ہوں گے ہم انہیں ڈیل

کر لیں گے"...... جولیا نے کہا تو تنویر کے ستے ہوئے چہرے پر یکلخت مسرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"اوکے۔ آپ بہرحال لیڈر ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا تیزی سے مڑی اور اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ یہ ایک اور راہداری تھی جس کی ایک سائیڈ بند تھی جبکہ دوسری طرف کھلا برآمدہ نظر آ رہا تھا۔ راہداری میں کمروں کے دروازے بھی نظر آ رہے تھے۔

"آؤ"...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ باہر راہداری میں آ گئی۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے اور پھر وہ تیزی سے چلتے ہوئے اس برآمدے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ وہ پوری کوشش کر کے اس انداز میں چل رہے تھے جیسے وہ کافرستانی فوجی ہوں۔ راہداری میں موجود کمروں کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور ان کمروں میں بیڈز موجود تھے جن پر مریض موجود تھے۔ نرسیں بھی آ جا رہی تھیں لیکن ان کی طرف کسی نے پوری طرح توجہ نہ کی اور وہ فوجی انداز میں چلتے ہوئے برآمدے میں پہنچ گئے۔ برآمدے کے سامنے ایک صحن تھا جس کے بعد ایک اور بلڈنگ تھی البتہ ایک سائیڈ پر بڑا سا راستہ تھا۔ اس بلڈنگ میں دفاتر تھے کیونکہ وہاں عام فوجی بھی آ جا رہے تھے اور ڈاکٹر اور نرسیں بھی۔ اسی لمحے سائیڈ راستے سے ایک فوجی جیپ تیزی سے مڑی اور پھر سیدھی برآمدے کی طرف بڑھنے لگی۔

"ہوشیار۔ ہم نے یہ جیپ حاصل کرنی ہے۔ میں ڈرائیونگ

کروں گی"...... جولیا نے کہا۔

"تو پھر یہ ریوالور مجھے دے دو"...... تنویر نے کہا اور جولیا نے خاموشی سے ریوالور اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ وہ چاروں اس انداز میں وہاں کھڑے تھے جیسے پہرہ دے رہے ہوں۔ اسی لمحے جیپ تقریباً ان کے سامنے آ کر رکی اور اس میں سے ایک کرنل اور دو میجر اچھل کر جیپ سے نیچے اترے۔ ان کے پیچھے ایک کیپٹن تھا جو ڈرائیونگ سیٹ سے نیچے اتر رہا تھا۔ وہ چاروں خاموش کھڑے رہے۔ جیپ سے اترنے والے چاروں فوجیوں نے شاید پہلی بار جولیا اور اس کے ساتھیوں کی طرف پوری توجہ کی تھی۔

"اوہ۔ کون ہو تم۔ یہاں کیوں ہو۔ یہ عورت"...... کرنل نے چونک کر کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا تنویر کے ریوالور نے کھٹ کھٹ کی آوازیں نکالنی شروع کر دیں اور دوسرے لمحے یکے بعد دیگرے وہ چاروں ہی چیختے ہوئے نیچے گرے اور تڑپنے لگے اور اس کے ساتھ ہی جولیا دوڑتی ہوئی اچھل کر جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی جبکہ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بھی چند لمحوں بعد جیپ میں سوار ہو گئے۔ اب صفدر اور کیپٹن شکیل کے ہاتھوں میں بھی ریوالور تھے لیکن ان کی نالوں پر سائیلنسر موجود نہ تھے یہ ریوالور انہوں نے کرنل اور میجر سے حاصل کئے تھے۔ وہ چاروں ابھی تک تڑپ رہے تھے۔ دوسرے لمحے جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور پھر ایک چکر کاٹ کر اس راستے کی طرف بڑھنے لگی جدھر

سے آئی تھی۔ اسی لمحے بلڈنگ کے سامنے موجود لوگ برآمدے کی طرف دوڑ پڑے کیونکہ جیپ ہٹنے کے بعد انہوں نے چاروں فوجیوں کو دیکھا تھا۔ اس سے پہلے چونکہ ان کی درمیان جیپ تھی اس لئے وہ اس ساری صورت حال کو سرے سے نہ دیکھ سکے تھے اور نہ سمجھ سکے تھے۔ جولیا جیپ دوڑاتی ہوئی سائیڈ سے گزر کر آگے بڑھی اور پھر ایک میدان کراس کر کے وہ ہسپتال کی چار دیواری میں بنے ہوئے دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔ وہاں باقاعدہ چیک پوسٹ تھی اور راڈ سڑک پر گرا ہوا تھا اور مشین گنوں سے مسلح چار فوجی وہاں موجود تھے۔

"میں جیپ روکوں گی تم نے ان پر فائر بھی کھولنا ہے اور ان سے مشین گنیں بھی لینی ہیں۔ یہ ہمارے کام آئیں گی"...... جولیا نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ جیپ تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ پھر قریب پہنچ کر جولیا نے جیپ کی رفتار کم کرنا شروع کر دی تو راڈ کی سائیڈ میں موجود فوجیوں کے چہروں پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ ان کے قریب لے جا کر جولیا نے جیپ کو فل بریک لگائے۔ اسی لمحے صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر تینوں تیزی سے نیچے اترے اور پھر دھماکوں کی چار آوازوں کے ساتھ ہی فوجیوں کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے ماحول گونج اٹھا اور وہ چاروں مسلح فوجی زمین پر گر کر تڑپ رہے تھے کہ تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے ایک فوجی کے ہاتھ سے نکل کر زمین پر گری ہوئی مشین گن جھپٹی اور اس کے ساتھ ہی ریٹ ریٹ کی آوازوں اور سائیڈ پر بنے ہوئے کیبن سے کل کر آنے والے ایک کیپٹن اور دو فوجیوں کی چیخوں سے فضا گونج ٹھی۔ وہ بھی زمین پر گر کر بری طرح تڑپنے لگے تھے۔

"چلو تنویر جلدی کرو"...... جولیا نے چیخ کر کہا تو تنویر بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ کیپٹن شکیل اور صفدر پہلے ہی جیپ کی عقبی سیٹوں پر بیٹھ چکے تھے۔ اس کے ساتھ ہی جولیا نے ایک جھٹکے سے جیپ آگے بڑھا دی۔ صفدر نے مشین گن اٹھانے کے ساتھ ساتھ ایک جھٹکے سے راڈ بھی اٹھا دیا تھا اس لئے جیپ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھی۔ اب وہ ایک باقاعدہ سڑک پر چل رہی تھی اور دور باقاعدہ فوجی بارکیں بھی نظر آ رہی تھیں اور پہاڑیوں پر چیک پوسٹیں بھی۔ ابھی جیپ تھوڑا ہی آگے بڑھی ہو ی کہ یکلخت ہر طرف سے بھیانک سائرن چیخ اٹھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ساری چھاؤنی کے فوجی مل کر بھیانک آواز میں چیخ رہے ہوں۔

"اوہ۔ اب پرابلم بڑھ جائے گا"...... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔

"گھبراؤ نہیں جب تک میرے ہاتھ میں مشین گن ہے کوئی پرابلم پیدا نہیں ہو سکتا"...... تنویر نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا تو جولیا اس کے اس انداز پر بے اختیار مسکرا دی۔ سائرن بجنے کی وجہ سے سامنے بارکوں میں یکلخت افراتفری سی مچ گئی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ ان بارکوں کے قریب پہنچتے اچانک چار جیپیں بارکوں کی سائیڈ

سے نکل کر ان کی طرف آنے لگیں اور تنویر نے مشین گن سیدھی کر لی۔

"ہم اس انداز میں نہ نکل سکیں گے۔ میں جیپ سائیڈ پر لے جا رہی ہوں۔ ہم نے کسی چیک پوسٹ پر قبضہ کرنا ہے"...... جولی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی جیپ کو اس انداز میں سائیڈ پر موڑا کہ تنویر اور عقبی سیٹ پ موجود صفدر اور کیپٹن شکیل نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو جیپ سے نیچے گرنے سے بچایا۔ جولیا نے واقعی شاندار کنٹرول کا مظاہرہ کیا تھا ورنہ جس قدر تیز رفتاری اور جس انداز میں اس نے جیپ سائیڈ پر موڑی تھی جیپ لامحالہ الٹ جاتی۔

"اب پیچھے آنے والی جیپوں پر فائر کرو"...... جولیا نے چیخ کر کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل سائیڈوں پر ہوئے اور پھر عقب میں آنے والی جیپوں پر مشین گنوں کی بوچھاڑ شروع ہو گئی لیکن اس کے ساتھ ہی عقبی جیپوں سے بھی فائرنگ شروع ہو گئی لیکن جولیا جیپ کو اس کی پوری رفتار سے اڑائے لئے جا رہی تھی۔ ادھر پہاڑیاں تیزی سے قریب آتی جا رہی تھیں۔ اچانک پیچھے آنے والی جیپیں آہستہ ہو لگ گئیں کیونکہ ان کے درمیان فاصلہ بڑھنے لگ گیا تھا حالانکہ پہلے یہ فاصلہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ شاید پیچھے آنے والوں نے ایسا فائرنگ سے بچنے کے لئے کیا تھا یا ان کے خیال کے مطابق جولیا کی جیپ اب سوائے پہاڑیوں کے قریب رکنے کے اور کہیں نہ جا سکتی تھی اس لئے

وہ مطمئن ہو گئے تھے۔ جیپ اسی طرح طوفانی انداز میں دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"ہم نے اوٹ لینی ہے ورنہ یہ لوگ ہم پر فائر کھول دیں گے اور ہم خرگوشوں کی طرح ہلاک ہو جائیں گے"...... جولیا نے پہاڑیوں کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"میں یہیں رکوں گا تم فکر مت کرو۔ تم آگے جانا میں جیپ کی اوٹ میں رک کر تمہیں کور کروں گا اور پھر تم اوپر سے مجھے کور کرنا اور میں بھی اوپر پہنچ جاؤں گا"...... تنویر نے کہا۔

"تم تینوں یہیں رکو گے میں اوپر جاؤں گی۔ تم زخمی ہونے کی وجہ سے پہاڑی پر نہ چڑھ سکو گے اور اوپر چیک پوسٹ سے تم پر فائر ہو سکتا ہے۔ مجھے عورت سمجھ کر وہ شاید فائر نہ کریں"...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ کو موڑا اور پھر فل بریک لگا دیئے۔ جیپ کافی دور تک گھسٹتی چلی گئی اور پھر رک گئی۔ اس کے ساتھ ہی وہ چاروں پہاڑی کی طرف نیچے کود کر پتھروں کی اوٹ میں ہو گئے۔ جولیا نے کسی پہاڑی خرگوش کی طرح پہاڑی چٹانوں کی اوٹ لے کر اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ اوپر چوٹی پر چیک پوسٹ موجود تھی جبکہ پیچھے آنے والی جیپیں اب دور رک گئی تھیں۔ جولیا ابھی تھوڑی بلندی پر ہی پہنچی تھی کہ اچانک اوپر سے اس پر فائر کھول دیا گیا اور جولیا نے بے اختیار غوطہ لگایا اور اس بار وہ واقعی مرنے سے بال بال بچی تھی۔ اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو نجانے کتنی

گولیاں اس کے جسم میں داخل ہو جاتیں لیکن اسی لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں چیک پوسٹ کی طرف جانے لگیں لیکن ظاہر ہے چیک پوسٹ کی بلندی کافی تھی۔ گولیاں وہاں تک تو نہ پہنچ رہی تھیں لیکن اب اوپر سے برسنے والی گولیوں کا رخ البتہ تبدیل ہو گیا تھا۔ وہ اب جیپ کی سائیڈ کو نشانہ بنا رہے تھے لیکن ان کی گولیاں بھی ظاہر ہے جیپ تک نہ پہنچ رہی تھیں اور جولیا نے ایک بار پھر چٹانوں کی اوٹ لے کر اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ ابھی اس نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ اچانک ایک شعلہ سا تیرتا ہوا اوپر سے نیچے آیا اور اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور نیچے موجود وہ جیپ جس میں وہ سوار ہو کر یہاں پہنچے تھے پرزے پرزے ہو کر وہیں بکھر گئی۔ اس پر شاید چیک پوسٹ سے میزائل فائر کیا گیا تھا۔ جولیا کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی کیونکہ جس انداز میں جیپ تباہ ہوئی تھی اس سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ صفدر اور اس کے ساتھی بھی ساتھ ہی ہٹ ہو گئے ہوں گے لیکن چند لمحوں بعد جب اس نے ان تینوں کو چٹانوں کے پیچھے سے اچھل کر دوسری چٹانوں کے پیچھے جاتے دیکھا تو اس نے بے اختیار اطمینان کا سانس لیا اور ایک بار پھر تیزی سے اوپر چڑھنے لگی لیکن اب وہ پہلے سے زیادہ محتاط تھی اس لئے اس کی رفتار بھی بے حد کم تھی۔ اسی لمحے اسے جیپوں کے چلنے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ تیزی سے مڑی اور پھر ایک چٹان کے پیچھے دبک گئی۔ اس نے اب دوڑتی ہوئی چاروں جیپوں کو تیزی سے

پہاڑی کے قریب آتے دیکھا۔ اب اوپر سے بھی فائر نہ ہو رہا تھا۔ شاید وہ سب یہی سمجھے تھے کہ جیپ کے ساتھ ساتھ اس میں موجود لوگ بھی ہٹ ہو گئے ہیں۔ جولیا تیزی سے مڑی اور ایک بار پھر اوپر چڑھنے لگی لیکن اب اس نے راستہ بدل لیا تھا۔ وہ اب سائیڈ سے ہو کر عقبی طرف کو جا رہی تھی تاکہ وہ براہ راست ان کی نظروں میں نہ آ سکے۔ اچانک اس نے ایک بار پھر اوپر سے شعلہ نیچے اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ بجلی کی سی تیزی سے ایک بڑی سی چٹان کی اوٹ میں ہو گئی۔ بس ایک لمحے کے ہزارویں حصے کا فرق پڑا اور شعلہ اس کے قریب سے گزر کر دور ایک بڑی چٹان سے ٹکرایا اور ایک خوفناک اور دل ہلا دینے والے دھماکے کے ساتھ ہی چٹانیں پھٹ کر فضا میں اس طرح اچھلیں جیسے آتش فشاں کے دھماکے سے لاوا اوپر کو اٹھتا ہے۔ جولیا چند لمحے تو اس چٹان کے پیچھے دبکی رہی اور پھر اس نے آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ اب نیچے سے بھی تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اور جولیا سمجھ گئی کہ اس کے ساتھی آنے والوں کو روک رہے ہیں۔ اس نے اپنی رفتار بڑھا دی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ آنے والے فوجی آگے پہنچ کر اس پہاڑی پر چڑھ سکتے ہیں اور اس کے ساتھی کسی طرح بھی انہیں نہ روک سکیں گے اس لئے اپنے ساتھیوں کی زندگیوں کی خاطر اسے جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس چیک پوسٹ پر قبضہ کرنا ہے۔ اب وہ اس چیک پوسٹ کی سائیڈ پر پہنچ گئی تھی اس لئے اس نے اپنی رفتار بڑھا دی تھی۔ زخمی ہونے کی وجہ سے اس کے

پورے جسم میں درد کی تیز لہریں سی دوڑنے لگ گئی تھیں لیکن اسے معلوم تھا کہ یہ زندگی اور موت کا مسئلہ ہے اور نہ صرف اس کا بلکہ اس کے شدید زخمی ساتھیوں کا بھی اس لئے وہ ہونٹ بھینچے چٹانوں کی اوٹ لیتی اوپر چڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اب نیچے فائرنگ کے ساتھ ساتھ میزائلوں کے دھماکے بھی ہو رہے تھے اور جولیا سمجھ گئی کہ اب چیک پوسٹ والوں کا نشانہ اس کے ساتھی ہیں وہ نہیں ہے اور شاید انہوں نے یہ سمجھ لیا ہو گا کہ وہ میزائل سے ہٹ ہو چکی ہے اس لئے جولیا نے اور زیادہ تیزی سے اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ اس کا سانس پھول گیا تھا اور اب اس کے جسم میں جیسے قوت ختم ہونے لگ گئی تھی لیکن جولیا ہونٹ بھینچے اوپر چڑھتی چلی گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ چیک پوسٹ کے نچلے حصے میں پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئی۔ یہ چیک پوسٹ لکڑی کے بڑے بڑے کھمبوں پر بنی ہوئی تھی۔ جولیا نے ایک نظر اوپر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ ایک گول ستون پر کسی چھپکلی کی طرح لپٹ کر اوپر چڑھنا شروع ہو گئی۔ وہ عقبی طرف سے اوپر جا رہی تھی اور چیک پوسٹ کی گیلری چاروں طرف سے باہر نکلی ہوئی تھی اس لئے اوپر سے نیچے ستون نظر نہ آ سکتے تھے۔ وہ انتہائی تیزی سے اوپر چڑھتی چلی گئی اور پھر اس نے بڑھے ہوئے حصے پر ہاتھ جما دیئے۔ چند لمحوں تک وہ سانس برابر کرتی رہی پھر اس کے جسم نے ایک زور دار جھٹکا کھایا اور وہ ایک لمحے کے لئے ہوا میں جھولتی رہی پھر یکلخت اس نے الٹی قلابازی کھائی اور اپنے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ یہ وہ لمحہ تھا کہ

اگر اس کا جسم گھوم کر اندر گیلری میں نہ جا گرتا تو وہ یقیناً سر کے بل نیچے پہاڑی پر گرتی اور یقیناً اس بار اسے دنیا کی کوئی طاقت نہ بچا سکتی تھی لیکن جولیا کا جسم ایک دھماکے سے گیلری میں جا گرا۔

" ارے ارے۔ یہ کیا"...... دوسری طرف سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور جولیا بجلی کی سی تیزی سے سیدھی ہوئی۔ اسی لمحے ایک فوجی جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی دوڑتا ہوا اندر سے باہر گیلری میں آیا تو جولیا کے دونوں بازو بیک وقت حرکت میں آئے۔ ایک ہاتھ اس نے مشین گن پر ڈالا جبکہ دوسرا ہاتھ فوجی کی گردن پر اور فوجی جو دوڑتا ہوا باہر آیا تھا یکلخت چیختا ہوا ہوا میں اچھلا اور پھر گیلری کی ریلنگ سے ٹکرا کر وہ ایک طویل چیخ کے ساتھ ایک دھماکے سے نیچے چٹانوں پر جا گرا جبکہ جولیا اس دوران مشین گن سنبھالے تیزی سے اندر داخل ہوئی لیکن یہ چھوٹا سا خالی کمرہ تھا۔ دوسری طرف ریلنگ کے قریب چار پانچ فوجی موجود تھے۔ وہ سب جولیا کے دوڑنے کی آواز سن کر اور شاید اپنے ساتھی کی نیچے جاتی ہوئی طویل چیخ سن کر تیزی سے اند آنے کے لئے مڑ ہی رہے تھے کہ جولیا نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور پھر تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی وہاں موجود فوجی اس طرح نیچے گرے جیسے زہریلی دوا چھڑکنے سے حشرات الارض نیچے گرتے ہیں۔ جولیا فائرنگ کرتی ہوئی دوسری طرف کی بیرونی ریلنگ پر پہنچی تو وہاں اور کوئی فوجی موجود نہ تھا۔ جولیا تیزی سے مڑی اور اس نے پھڑکتے اور تڑپتے ہوئے فوجیوں پر ایک بار پھر فائر کھول دیا

اور چند لمحوں بعد جب وہ سب ساکت ہو گئے تو وہ تیزی سے مڑی۔ چیک پوسٹ پر اب وہ مکمل طور پر قابض ہو چکی تھی لیکن پھر اسے اپنے ساتھیوں کا خیال آیا۔ اس طرف ریلنگ کے ساتھ ایک ہیوی مشین گن کے علاوہ ایک دور مار میزائل گن اور ایک ایئر کرافٹ گن بھی موجود تھی۔ جولیا نے نیچے جھانکا تو اسے اب پہاڑی کے قریب دس کے قریب فوجی جیپیں کھڑی نظر آئیں اور تقریباً چالیس کے قریب فوجی مشین گنوں سے فائرنگ کرتے ہوئے اوپر چڑھ رہے تھے جبکہ اس کے ساتھیوں کی طرف خاموشی تھی۔ جولیا سمجھ گئی کہ اس کے ساتھیوں کے پاس اسلحے کا میگزین ختم ہو چکا ہو گا اور اب ان کا مارا جانا یقینی ہو چکا تھا۔ جولیا نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن ایک طرف پھینکی اور پھر ہیوی مشین گن کا رخ اس نے اوپر چڑھتے ہوئے فوجیوں کی طرف کر کے اس کا ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے گولیوں کی بوچھاڑ میں فوجی ہٹ ہو کر نیچے گرنے لگے۔ جولیا چونکہ بلندی پر تھی اس لئے اسے حرکت کرتے ہوئے فوجی صاف دکھائی دے رہے تھے اور چونکہ فوجیوں کو چیک پوسٹ کی طرف سے کسی حملے کا گمان ہی نہ تھا اس لئے وہ محتاط بھی نہ تھے اور جولیا نے چند لمحوں میں انہیں ہلاک کر دیا۔ تقریباً چار کے قریب فوجی چٹانوں کے پیچھے چھپنے میں کامیاب ہو گئے لیکن جولیا نے ان کے گرد اس قدر گولیاں برسائیں کہ وہ بھی آخر کار ہٹ ہو گئے تو جولیا نے ہیوی مشین گن چھوڑی اور میزائل گن سنبھال لی اور پھر خوفناک دھماکوں سے یکے بعد دیگرے پہاڑی کے قریب موجود جیپیں تباہ ہوتی چلی گئیں۔ اسی لمحے اسے دور سے تنویر اور کیپٹن شکیل اوپر چڑھتے دکھائی دیئے۔ ان دونوں نے صفدر کو بازوؤں سے پکڑ رکھا تھا اور وہ ان کے ساتھ گھسٹتا ہوا اوپر آ رہا تھا۔ جولیا نے ہونٹ بھینچ لئے اور پھر اس نے انہیں کور کرنے کے لئے مسلسل فائرنگ شروع کر دی تاکہ کوئی جیپ قریب نہ آسکے اور نہ ان کے ساتھیوں پر نیچے سے فائرنگ کی جا سکے۔ وہ دونوں صفدر کو گھسیٹتے ہوئے اب تیزی سے اوپر چڑھے چلے آ رہے تھے کہ جولیا نے دور سے ایک گن شپ ہیلی کاپٹر کو فضا میں اٹھتے ہوئے دیکھا تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ ظاہر ہے گن شپ ہیلی کاپٹر اس چیک پوسٹ کو تباہ کرنے ہی آ رہا تھا اور پھر ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا گن شپ ہیلی کاپٹر فضا میں اڑتا ہوا نظر آیا تو جولیا نے میزائل گن چھوڑی اور نیچے جھک کر اس نے مشین گن اٹھائی اور تیزی سے واپس دوڑتی ہوئی عقبی ریلنگ پر آ گئی۔ اس نے مشین گن کاندھے سے لٹکائی اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریلنگ پر دونوں ہاتھ رکھے اور اپنا جسم نیچے جھکا لیا۔ چند لمحوں تک اس انداز میں لٹکنے کے بعد اس نے ایک ہاتھ بڑھے ہوئے حصے کی نچلی طرف رکھا اور پھر دوسرا ہاتھ چھوڑ کر اس نے جلدی سے نچلے حصے کو پکڑ لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے جسم نے جھکولا کھایا اور اس کی دونوں ٹانگیں کھمبے سے لپٹ گئیں تو اس نے دونوں ہاتھ چھوڑ دیئے اور اس کا جسم تیزی سے نیچے کھسکتا چلا گیا۔

اس نے دونوں ہاتھوں سے کھمبا پکڑ لیا اور چند لمحوں بعد وہ اچھل کر نیچے آ کھڑی ہوئی۔ اسی لمحے گن شپ ہیلی کاپٹر چیک پوسٹ کے اوپر پہنچ چکے تھے۔ جولیا بے تحاشا دوڑتی ہوئی اس طرف کو بڑھنے لگی جدھر سے اس کے ساتھی آ رہے تھے۔

"چھپ جاؤ۔ چیک پوسٹ پر فائر ہو رہا ہے۔ وہ تم پر بھی فائر کھول دیں گے"...... جولیا نے چیخ کر کہا تو اس کے ساتھی تیزی سے چٹانوں کے پیچھے غائب ہو گئے۔ جولیا نے خود بھی ایک چٹان کے پیچھے غوطہ لگایا اور دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر بیک وقت سینکڑوں ایٹم بم فائر ہو گئے ہوں۔ خوفناک اور لگاتار دھماکوں سے فضا گونج رہی تھی۔ جولیا چٹان کے نیچے دبکی ہوئی تھی۔ چند لمحوں بعد جب دھماکوں کی بازگشت ختم ہوئی تو جولیا تیزی سے اٹھی۔ گن شپ ہیلی کاپٹر اب واپس جا رہے تھے۔ چیک پوسٹ پوری طرح تباہ ہو چکی تھی اور پہاڑی پر دور دور تک اس کا ملبہ بکھرا ہوا نظر آ رہا تھا لیکن سامنے نہ ہی کوئی جیپ تھی اور نہ کوئی فوجی۔ جولیا انتہائی تیزی سے اس طرف کو دوڑی جدھر اس کے ساتھی موجود تھے۔ وہ انہیں آوازیں دے رہی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ تینوں نظر آنے لگے تو جولیا ان کے قریب پہنچ گئی۔

"کیا ہوا صفدر کو"...... جولیا نے پریشان ہو کر کہا۔

"اس کی ٹانگ میں گولی لگی ہے۔ اس کی حالت خراب ہے"۔ تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"تم دونوں اسے اٹھاؤ اور پہاڑی کی دوسری طرف چلو۔ ہم نے جلد از جلد یہاں سے نکلنا ہے ورنہ ابھی یہاں سینکڑوں ہزاروں فوجی پہنچ جائیں گے"...... جولیا نے کہا تو تنویر نے یکلخت جھٹکے سے صفدر کو اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا۔

"میں اکیلا لے جاؤں گا۔ پہلے تو میں اس لئے نہ اٹھا رہا تھا کہ یہ ہٹ نہ ہو جائے"...... تنویر نے کہا۔ صفدر خون بہہ جانے کی وجہ سے خاصا نڈھال سا ہو رہا تھا اور پھر وہ سب تیزی سے چوٹی کی طرف چڑھنے لگے۔ جولیا ساتھ ساتھ چل رہی تھی اور تھوڑی دیر بعد ہی وہ چوٹی پر پہنچ کر دوسری طرف نیچے اترنے لگے۔

"اوہ۔ اوہ۔ صفدر کے جسم میں زہر پھیل رہا ہے۔ اسے کسی غار میں لے چلو۔ گولی نکالنی ہو گی ورنہ یہ ختم بھی ہو سکتا ہے"۔ اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو جولیا ایک غار کے دہانے کی طرف مڑ گئی۔

"اسے تم اندر لے جاؤ میں باہر پہرہ دوں گی۔ جلدی کرو"۔ جولیا نے چیخ کر کہا تو تنویر اور کیپٹن شکیل صفدر کو اٹھائے غار میں داخل ہو گئے جبکہ جولیا نے کاندھے سے مشین گن اتاری اور قدرے پیچھے جا کر اس نے ایک چٹان کی اوٹ لے لی۔ وہ بڑے چوکنے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کی بے چینی بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ ایک ایک لمحہ ان کی زندگی کے لئے قیمتی ہے لیکن صفدر کی حالت بھی وہ دیکھ چکی تھی اس لئے مجبور تھی۔ تھوڑی دیر بعد تنویر غار کے دہانے سے باہر آ گیا۔

"صفدر کی حالت بے حد خراب ہے جولیا۔ اسے فوری کسی قریبی ہسپتال میں لے جانا ہو گا"...... تنویر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"گولی نکالی ہے یا نہیں"...... جولیا نے انتہائی بے چین لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ گولی تو نکال دی ہے اور زخم پر بینڈیج بھی کر دی ہے لیکن زہر جسم میں کافی پھیل چکا ہے"...... تنویر نے جواب دیا۔

"تو اٹھاؤ اسے اور لے کر چلو نیچے۔ جلدی کرو۔ نیچے جا کر شاید کوئی جیپ ہاتھ لگ جائے۔ جلدی کرو"...... جولیا نے چیخ کر کہا تو تنویر تیزی سے واپس مڑا اور جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ صفدر کی حالت کے بارے میں سن کر اس کے ذہن میں یکلخت دھماکے سے ہونے لگ گئے تھے۔ چند لمحوں بعد تنویر باہر آیا تو صفدر ایک بار پھر اس کے کاندھے پر موجود تھا اور پھر ایک بار پھر انہوں نے تیزی سے نیچے اترنا شروع کر دیا۔

"ادھر۔ ادھر مس جولیا۔ ادھر قدرتی کریک ہے۔ یہ ہمیں فوجیوں سے محفوظ رکھے گا"...... اچانک آگے چلتے ہوئے کیپٹن شکیل نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو جولیا نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ تیزی سے اس طرف مڑ گئی۔ یہ قدرتی کریک کافی چوڑا بھی تھا اور بل کھاتا ہوا نیچے جا رہا تھا۔ وہ تینوں تیزی سے اس کریک میں چلتے ہوئے نیچے اترتے چلے گئے لیکن پھر اچانک کریک گھوم گیا اور وہ تینوں جیسے ہی گھومے اچانک زمین ان کے پیروں کے نیچے سے نکلتی چلی گئی اور جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ اچانک کسی گہرے کنوئیں میں گر رہی ہے اور یہ احساس بھی اسے صرف چند لمحوں کے لئے ہوا پھر اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے اور شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

دروازہ کھلنے کی آواز سن کر عمران نے چونک کر آنکھیں کھولیں۔ کمرے میں کامران داخل ہو رہا تھا اور عمران اس کا چہرہ دیکھ کر سمجھ گیا کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔

"کیا ہوا کامران"....... عمران نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب آپ کے ساتھی انتہائی شدید زخمی ہونے کے باوجود چھاؤنی سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن وہ بچ نہیں سکتے کیونکہ اس پورے علاقے کو فوج نے گھیر لیا ہے اور وہاں ایک ایک پتھر اور ایک ایک چٹان کی تلاشی لی جا رہی ہے اور وہ ابھی تک بہرحال مل نہیں سکے"....... کامران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا ہوا ہے۔ مجھے تفصیل بتاؤ"....... عمران نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب ابھی ابھی جو رپورٹ مجھے ملی ہے اس نے مجھے

حیران کر دیا ہے۔ آپ کے ساتھی ہسپتال سے فوجی یونیفارمز میں فرار ہوئے۔ انہوں نے ایک جیپ حاصل کی لیکن جب انہیں گھیرا گیا تو وہ چھاؤنی کے آخر پر موجود پہاڑی کی طرف چلے گئے۔ ان پر فائر کھولا گیا لیکن وہ پہاڑی چٹانوں میں چھپ گئے لیکن نیچے سے بھی اور اوپر ایک چیک پوسٹ سے بھی بیک وقت ظاہر ہے فائرنگ ہونے لگی لیکن پھر اچانک آپ کے کسی ساتھی نے حیرت انگیز طور پر چیک پوسٹ پر قبضہ کر لیا اور پھر کافرستانی فوجی اور ان کی جیپیں تباہ کر دی گئیں لیکن گن شپ ہیلی کاپٹروں کی مدد سے چیک پوسٹ ہی تباہ کر دی گئی۔ آپ کے ساتھیوں کو پہاڑی کی چوٹی کی طرف جاتے دیکھا گیا تھا پھر فوج نے اس سارے علاقے کو دونوں طرف سے گھیر لیا اور چیکنگ شروع کر دی۔ ایک غار میں خون کے دھبے موجود تھے اور ایک گولی بھی جو شاید آپ کے کسی ساتھی کے زخم سے نکالی گئی تھی وہاں سے ملی۔ اس کے بعد آپ کے ساتھی غائب ہو گئے ہیں لیکن یہ بہرحال طے ہے کہ وہ نیچے نہیں پہنچے اور اب ان کی انتہائی تفصیل سے چیکنگ کی جا رہی ہے۔ جلد یا بدیر انہیں بہرحال پکڑ لیا جائے گا اور اعلیٰ حکام نے یہ احکامات جاری کر دیئے ہیں کہ انہیں دیکھتے ہی گولی مار دی جائے"....... کامران نے بیڈ کے ساتھ پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ مجھے وہاں جانا ہو گا"....... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" لیکن آپ وہاں جا کر کیا کریں گے۔ وہاں تو ہر طرف فوج پھیلی ہوئی ہے"...... کامران نے کہا۔

" کیا کوئی فوجی ہیلی کاپٹر ہاتھ لگ سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

" ہیلی کاپٹر تو راگو چھاؤنی کے اندر ہو گا۔ وہاں سے کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے"...... کامران نے جواب دیا۔

" تم بہر حال مجھے وہاں پہنچاؤ جس قدر جلد ممکن ہو سکے"۔ عمران نے کہا۔

" جیپ پر جانا ہو گا اور اس میں بہر حال پوری رات لگ جائے گی"...... کامران نے جواب دیا۔

" اوہ۔ تم ایسا کرو کہ لانگ رینج ٹرانسمیٹر مجھے لا دو۔ جلدی کرو"۔ عمران نے کہا۔

" ٹرانسمیٹر۔ مگر"...... کامران نے کچھ کہنا چاہا۔

" جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو"...... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو کامران تیزی سے مڑا اور تقریباً دوڑتے ہوئے انداز میں کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران نے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں کیونکہ جو کچھ کامران نے بتایا تھا اس لحاظ سے اس کے ساتھیوں کا بچ نکلنا تقریباً ناممکن تھا اور عمران جانتا تھا کہ اب وہ لوگ انہیں گرفتار کرنے کی بجائے انہیں ایک لمحہ ہچکچائے بغیر گولیوں سے اڑا دیں گے۔ چند لمحوں بعد کامران واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر موجود تھا۔

" راگو چھاؤنی کی فریکونسی معلوم ہے تمہیں"...... عمران نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

" یس سر"...... کامران نے جواب دیا اور ایک فریکونسی بتا دی تو عمران نے تیزی سے فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی اور پھر فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ کالنگ۔ اوور"۔ عمران کے منہ سے بدلی ہوئی آواز نکلی تو کامران بے اختیار اچھل پڑا لیکن عمران اس کی طرف دیکھے بغیر مسلسل کال دینے میں مصروف رہا۔

" یس۔ جنرل کمانڈنگ آفیسر کرنل پرشاد فرام راگو چھاؤنی اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی لیکن مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" پریذیڈنٹ صاحب سے بات کریں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

" یس سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے کرنل پرشاد کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" ہیلو۔ اوور"...... عمران نے اس بار انتہائی باوقار لہجے میں کہا اور کامران کے چہرے پر یکلخت مزید حیرت کے تاثرات ابھر آئے لیکن وہ خاموش رہا۔

" یس۔ کرنل پرشاد بول رہا ہوں سر۔ اوور"...... کرنل پرشاد کی

آواز بھیک مانگنے والوں جیسی ہو گئی تھی۔

"کیا رپورٹ ہے پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"سر۔ وہ پہاڑی میں کہیں چھپے ہوئے ہیں۔ انہیں تلاش کیا جا رہا ہے۔ جلد ہی وہ مل جائیں گے اور آپ کے حکم کے مطابق انہیں فوری گولی سے اڑا دیا جائے گا۔ اوور"...... کرنل پرشاد نے کہا۔

"چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل کیا چھاؤنی میں موجود ہیں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ان کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ وہ پہنچ رہے ہیں لیکن ابھی تک وہ نہیں پہنچے سر۔ اوور"...... کرنل پرشاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ چونکہ ان کا لیڈر عمران ابھی تک نہیں مل سکا اس لئے میں نے احکامات تبدیل کر دیئے ہیں۔ اب ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو زندہ گرفتار کرنا ہے تاکہ ان سے اس عمران کے بارے میں پوچھ گچھ کی جا سکے اور شاگل جب چھاؤنی پہنچے تو اسے بھی میرا حکم پہنچا دینا۔ میں انتہائی ضروری میٹنگ میں جا رہا ہوں اس لئے اب مجھ سے رابطے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہیں کہنا کہ حکم کی تعمیل کریں۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ اوور"...... کرنل پرشاد نے کہا۔

"اوور اینڈ آل"...... عمران نے اس بار ملٹری سیکرٹری کے لہجے

میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"تمہارے پاس میک اپ باکس تو ہو گا"...... عمران نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا کیونکہ اسے یقین تھا کہ اب اگر اس کے ساتھی دستیاب بھی ہو گئے تو انہیں فوری ہلاک نہیں کیا جائے گا اور شاگل کے مزاج کو وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ کرنل پرشاد کی طرف سے صدر صاحب کا پیغام ملنے کے بعد وہ رابطہ نہیں کرے گا اور حکم کی تعمیل کرے گا اس طرح کم از کم اس کے ساتھیوں کی فوری موت کا خطرہ ٹل گیا تھا۔

"جی ہاں"...... کامران نے کہا۔

"لے آؤ۔ جلدی کرو"...... عمران نے کہا اور کامران اٹھا اور تیزی سے ایک بار پھر واپس چلا گیا۔ عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اسے اپنے ساتھیوں سے دوری بے حد کھل رہی تھی لیکن ظاہر ہے وہ مجبور تھا۔ تھوڑی دیر بعد کامران واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید میک اپ باکس تھا۔

"کافرستانی فوجی یونیفارم بھی چاہئے اور کرنل کے بیجز بھی"۔ عمران نے کہا۔

"لے آتا ہوں جناب۔ لیکن آپ کرنا کیا چاہتے ہیں"...... کامران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ یہ باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے"...... عمران نے کہا تو کامران سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ عمران

نے میک اپ باکس کھولا اور پھر اس کے ہاتھ تیزی سے حرکت میں آ گئے۔ پھر اس نے جیسے ہی میک اپ مکمل کیا کامران واپس آیا اور عمران کو دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ حیرت انگیز۔ آپ واقعی حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہیں عمران صاحب۔ آپ تو یکسر بدل گئے ہیں۔ آنکھوں کا رنگ تک بدل گیا ہے"...... کامران نے بے اختیار ہو کر کہا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا پیکٹ تھا۔

"آنکھوں کا رنگ سفید تو نہیں ہوا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کامران بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ عمران کی بات کا مطلب سمجھ گیا تھا۔

"اس پیکٹ میں یونیفارم اور بیجز ہیں"...... کامران نے پیکٹ عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تم اب جا کر جیپ کا بندوبست کرو۔ تب تک میں یونیفارم پہن لیتا ہوں"...... عمران نے کہا اور کامران سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی عمران نے لباس اتارا اور پھر پیکٹ سے یونیفارم نکال کر اس نے پہن لی۔ یونیفارم اس کی ناپ کی تھی اور فوجی بوٹ بھی پیکٹ میں موجود تھے اور کرنل کے بیجز بھی۔ چند لمحوں بعد عمران کرنل کے روپ میں کھڑا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کامران واپس آ گیا۔

"جیپ تیار ہے جناب"...... کامران نے کہا۔

"آؤ چلو"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کامران اس کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کھلی جگہ پر پہنچ گئے جہاں ایک فوجی جیپ موجود تھی۔

"یہ جیپ فوجی ہے یا اسے فوجی بنایا گیا ہے"...... عمران نے جیپ کو دیکھ کر کہا۔

"فوجی بنایا گیا ہے جناب"...... کامران نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب کسی ایسے آدمی کو میرے ساتھ بھیجو جو راگو چھاؤنی کا راستہ جانتا ہو اور فوجی یونیفارم میں ہو"...... عمران نے کہا۔

"اس کا بندوبست میں نے پہلے ہی کر دیا ہے۔ میں آپ کی اس کارروائی کا مقصد کسی حد تک سمجھ گیا تھا"...... کامران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو ایک طرف سے ایک نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا جیپ کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے جسم پر کافرستانی فوج کی یونیفارم تھی لیکن کاندھوں پر کوئی سٹار نہ تھا۔

"اس کا نام شوکت ہے جناب اور یہ راگو چھاؤنی تک آپ کو آسانی سے پہنچا دے گا"...... کامران نے کہا۔

"سنو شوکت۔ میرا نام کرنل چوپڑا ہے اور میں ماؤنٹین بریگیڈ کا کرنل ہوں اور تم میرے ڈرائیور ہو اور تمہارا نام بشن سنگھ

ہے"...... عمران نے شوکت سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس کرنل"...... شوکت نے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ چلو ڈرائیونگ سیٹ پر"...... عمران نے کہا تو شوکت سر ہلاتا ہوا اچھل کر جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"اسلحہ رکھوایا ہے جیپ میں"...... عمران نے کامران کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ لیکن ریوالور اور اس کا میگزین ہے"...... کامران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ او کے خدا حافظ"...... عمران نے کہا اور پھر جیپ کی سائیڈ سیٹ پر سوار ہو گیا۔ دوسرے لمحے جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور پھر تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔

ہیلی کاپٹر جیسے ہی راگو چھاؤنی کے ہیلی پیڈ پر اترا شاگل اچھل کر نیچے اترا۔ اس کا چہرہ غصے اور جوش سے عنابی ہو رہا تھا اور آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ ہیلی پیڈ پر راگو چھاؤنی کا کمانڈر جنرل کرنل پرشاد اور ہسپتال کا انچارج ڈاکٹر گوپال دونوں موجود تھے کیونکہ شاگل نے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی انہیں بحیثیت چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس ہیلی پیڈ پر موجود رہنے کا حکم دیا تھا اور چونکہ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس کا عہدہ صدر اور وزیر اعظم کے بعد سب سے بڑا عہدہ سمجھا جاتا تھا اس لئے وہ دونوں اس کے استقبال کے لئے وہاں موجود ہونے پر مجبور تھے۔

"کیا ہوا ہے۔ یہ سب کیا ہوا ہے۔ یہ مجھے کیا بتایا گیا ہے"۔ شاگل نے نیچے اترتے ہی تقریباً چیختے ہوئے لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب کیا بتائیں ہمیں تو خود سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ سب کیا ہوا ہے"...... کرنل پرشاد نے سہمے سے لہجے میں کہا۔

"تمہیں سمجھ آ ہی نہیں سکتی کرنل پرشاد۔ اگر تمہیں سمجھ ہوتی تو تم اس وقت مجھے فوجی قواعد وضوابط نہ بتاتے جب میں نے کہا تھا کہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو زندہ کیوں رکھا گیا ہے۔ ان کا علاج کیوں کیا گیا ہے۔ اب بتاؤ کیا ہوا ہے اور ڈاکٹر تم بتاؤ۔ تم نے مجھے بتایا تھا کہ وہ شدید زخمی بھی ہیں اور انہیں بے ہوش کرنے والی دوا کا انجکشن بھی لگایا گیا ہے۔ پھر یہ سب کیا ہوا ہے"...... شاگل نے چیخ چیخ کر بولتے ہوئے کہا۔

"جناب آپ آفس میں چلیں۔ وہاں تفصیل سے آپ کو بتائیں گے کہ کیا ہوا ہے"...... ڈاکٹر کرنل گوپال نے بڑے مدبرانہ لہجے میں کہا۔

"وہاں کیا ہے۔ وہاں کیا تم نے نقشہ بنا رکھا ہے۔ بولو نانسنس۔ میں چیختا رہا ہوں کہ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں لیکن میری کوئی سنتا ہی نہ تھا۔ کہاں ہیں یہ لوگ۔ کیسے وہ اتنی بڑی چھاؤنی اور ہسپتال سے فرار ہو گئے۔ بولو"...... شاگل نے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"جناب ایک لڑکی اور تین مرد تھے۔ لڑکی کے بازو اور پیر بیڈ سے کلپ کر دیئے گئے تھے اس لئے وہ تو کسی صورت فرار نہ ہو سکتی تھی اور تینوں مرد شدید زخمی تھے۔ وہ تو حرکت بھی نہ کر سکتے تھے اس کے

باوجود میں نے انہیں خواب آور دوا کے انجکشن لگا دیئے تھے اور میں نے گارڈ اور نرس کے ساتھ راؤنڈ بھی لگایا اور ان کی چیکنگ بھی کی لیکن پھر اچانک اطلاع ملی کہ وہ چاروں ہسپتال کے لباس کی بجائے فوجی یونیفارم میں ملبوس ہسپتال کے اس خصوصی کمرے سے نکل کر باہر آ گئے۔ ان کے پاس اسلحہ بھی تھا۔ انہوں نے ایک جیپ پر سوار ہو کر ہسپتال آنے والے ایک کرنل اور دو میجروں اور ایک کپتان ڈرائیور کو کھلے عام گولیاں مار کر ہلاک کر دیا اور جیپ لے کر بیرونی راستے پر چل پڑے۔ پھر وہ ہسپتال کی چیک پوسٹ پر پہنچے۔ انہوں نے وہاں بھی کھلے عام فائرنگ کی اور وہاں سب کو ہلاک کر دیا جس کی اطلاع پر چھاؤنی کے خطرے کے سائرن بجائے گئے"۔ ڈاکٹر گوپال نے کہا۔ وہ اب تینوں ایک دوسرے کے ساتھ چلتے ہوئے مین آفس کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"تمہارا مطلب ہے کہ انہوں نے کلپ کھول لئے۔ ان کے زخم ٹھیک ہو گئے۔ انہوں نے ہسپتال کے لباس اتار کر فوجی یونیفارمز پہن لیں اور اسلحہ بھی ان کے پاس آ گیا اور وہ کھلے عام فائرنگ کرتے اور فوجیوں کو ہلاک کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ کیوں یہی مطلب ہے ناں تمہارا"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں جناب۔ ایسا ہی ہوا ہے۔ نجانے یہ لوگ جن تھے یا بھوت۔ انہوں نے ہماری دس جیپیں تباہ کر دی ہیں۔ ڈیڑھ سو فوجی زخمی اور پچاس ہلاک ہوئے ہیں۔ ایک چیک پوسٹ ہمیں خود اپنے

ہیلی کاپٹروں سے تباہ کرانا پڑی لیکن اس کے باوجود وہ ابھی تک ہاتھ نہیں آسکے"...... کرنل پرشاد نے کہا۔ وہ اس وقت آفس میں پہنچ چکے تھے۔

"وہ ہیں ہی ایسے۔ وہ واقعی انسان نہیں ہیں۔ وہ جن بھوت ہیں۔ وہ سب کچھ کر سکتے ہیں جو ایک انسان نہیں کر سکتا۔ اسی لئے میں کہتا تھا کہ انہیں فوری ہلاک کرا دو۔ ان کا علاج نہ کرو لیکن اب وہ کہاں ہیں"...... شاگل نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس بار اس کا لہجہ پہلے سے نرم تھا۔ شاید وہ اپنے فوری اشتعال اور غصے پر قابو پالینے میں کامیاب ہو چکا تھا۔

"ان کی تلاش جاری ہے جناب۔ پہاڑیوں کے دونوں اطراف میں فوج انہیں تلاش کر رہی ہے۔ ایک غار میں ان کی موجودگی کے شواہد ملے ہیں لیکن اس کے بعد وہ غائب ہو چکے ہیں حالانکہ ان میں سے ایک فرد زخمی تھا یا لاش تھی کیونکہ دوسرے نے اسے کاندھے پر اٹھایا ہوا تھا"...... کرنل پرشاد نے کہا۔

"سر اگر آپ اجازت دیں تو میں چلا جاؤں کیونکہ زخمی فوجیوں کے فوری آپریشن کرنے ہیں"...... ڈاکٹر گوپال نے کہا۔

"ہاں۔ ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو"...... شاگل نے کہا تو ڈاکٹر سلام کر کے آفس سے باہر چلا گیا۔

"اب مجھے تفصیل سے بتاؤ کیا ہوا ہے۔ کس طرح ہوا ہے"۔ شاگل نے پرشاد سے کہا۔

"جناب۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے۔ وہ لوگ جیپ لے کر جب ہسپتال کی چیک پوسٹ سے آگے بڑھے تو چھاؤنی میں خطرے کے سائرن بجائے گئے اور چار جیپوں نے ان کا پیچھا کیا لیکن یہ پہاڑی پر جس کے اوپر چیک پوسٹ تھی چڑھ گئے۔ جیپ انہوں نے نیچے چھوڑ دی۔ ان کے پاس اسلحہ تھا انہوں نے جیپوں پر فائر کھول دیا جس کی وجہ سے جیپیں رکنے پر مجبور ہو گئیں۔ اس کے بعد میں نے اور جیپیں بھیجیں۔ ان کا اسلحہ ختم ہو گیا تو فوجی اوپر چڑھنے لگے لیکن اچانک چیک پوسٹ سے فوجیوں پر ہیوی مشین گن سے فائر کھول دیا گیا اور جیپوں پر میزائل فائر کئے گئے جس سے ہم سمجھ گئے کہ انہوں نے چیک پوسٹ پر قبضہ کر لیا ہے۔ چنانچہ ہم نے گن شپ ہیلی کاپٹروں کی مدد سے اس پر میزائل فائر کر کے یہ چیک پوسٹ مکمل طور پر تباہ کر دی۔ اس کے بعد فوجیوں نے ان پہاڑیوں کو دونوں اطراف سے گھیر لیا اور اب ان کو تلاش کیا جا رہا ہے"...... کرنل پرشاد نے کہا۔

"یہ لوگ اپنے لیڈر کے بغیر اس قدر تیز کام کر رہے ہیں۔ نجانے وہ عمران کہاں ہو گا"...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر۔ ابھی آپ کے آنے سے تھوڑی دیر پہلے صدر صاحب کی ٹرانسمیٹر کال آئی تھی۔ انہوں نے بھی اس عمران کے بارے میں بات کی تھی کہ جب تک وہ نہ مل جائے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک نہ کیا جائے بلکہ زندہ گرفتار کیا جائے۔ چنانچہ میں نے فوجیوں کو ان کے زندہ گرفتار کرنے کے احکامات دے دیئے ہیں حالانکہ پہلے صدر

صاحب کے حکم پر ان کے فوری ہلاکت کے احکامات دیئے گئے تھے"...... کرنل پرشاد نے کہا۔

"صدر صاحب نے یہاں ٹرانسمیٹر کال کی ہے۔ اوہ۔ کہاں ہے ٹرانسمیٹر میں خود ان سے بات کرتا ہوں"...... شاگل نے چونک کر کہا۔

"انہوں نے خاص طور پر آپ کے بارے میں پوچھا تھا کہ آپ یہاں موجود ہیں یا نہیں۔ جب میں نے انہیں بتایا کہ آپ پہنچنے والے ہیں تو انہوں نے حکم دیا کہ آپ تک بھی ان کے احکامات پہنچا دیئے جائیں اور ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا کہ چونکہ وہ انتہائی ضروری میٹنگ میں جا رہے ہیں اس لئے انہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے"۔ کرنل پرشاد نے کہا تو شاگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور ابھی دونوں کی خاموشی کو چند منٹ ہی گزرے تھے کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل پرشاد نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل پرشاد نے سخت لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سن کر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ان کی کیا پوزیشن ہے۔ کیا زندہ ہیں یا مردہ"۔ کرنل پرشاد نے تقریباً چیختے ہوئے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ انہیں ہسپتال پہنچاؤ۔ صدر صاحب کا حکم ہے کہ انہیں زندہ رکھا جائے"...... کرنل پرشاد نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کیا ہوا ہے"...... شاگل نے کہا۔

"وہ پاکیشیائی ایجنٹ مل گئے ہیں جناب۔ چاروں کی حالت بے حد خراب ہے اور چونکہ صدر صاحب نے حکم دیا تھا کہ جب تک ان کا لیڈر نہ ملے انہیں زندہ رکھا جائے اس لئے میں نے انہیں ہسپتال پہنچانے کا کہا ہے۔ میں ڈاکٹر گوپال کو بتا دوں"...... کرنل پرشاد نے کہا تو شاگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ صدر صاحب کی وجہ سے وہ بے بس ہو رہا تھا ورنہ اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ جا کر اپنے ہاتھوں سے عمران کے ساتھیوں کے گلے دبا دے لیکن چونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے صدر صاحب کے حکم کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی تو پھر اس کا بھی کورٹ مارشل ہو سکتا ہے اس لئے وہ سوائے ہونٹ بھینچنے کے اور کچھ نہ کر سکتا تھا۔

"ڈاکٹر گوپال کو کہہ دو کہ جب ان چاروں کی حالت خطرے سے باہر ہو جائے تو وہ مجھے اطلاع دے"...... شاگل نے کہا اور کرنل پرشاد نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے فون پر ڈاکٹر گوپال کو پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں بتا کر انہیں ان کا علاج کرنے اور پھر اطلاع دینے کے بارے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کہاں سے ملے ہیں یہ لوگ"...... شاگل نے پوچھا۔

"میں معلوم کرتا ہوں جناب"...... کرنل پرشاد نے کہا۔

"بتانے والے کو یہیں بلوا لو"...... شاگل نے کہا اور کرنل

پرشاد نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے کسی کو احکامات دیئے اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک کیپٹن آفس میں داخل ہوا اور اس نے کرنل پرشاد اور شاگل کو فوجی سیلوٹ کیا۔

"کیپٹن سریندر۔ کہاں سے ملے ہیں یہ پاکیشیائی ایجنٹ"۔ کرنل پرشاد نے پوچھا۔

"سر۔ ایک قدرتی کریک کے اندر پڑے ہوئے تھے۔ لڑکی نیچے گہرائی میں گری ہوئی تھی جبکہ باقی تینوں اس سے کم گہرائی میں پڑے تھے اور یہ سب بے ہوش تھے۔ ہم نے پہلے اس کریک کی چیکنگ کی تھی لیکن یہ وہاں نہ ملے تھے پھر ایک سپاہی نے اچانک گہرائی میں جھانکا تو یہ نظر آگئے"...... کیپٹن سریندر نے کہا۔

"کس قسم کی گہرائی"...... شاگل نے چونک کر پوچھا۔

"جناب۔ یہ کریک کافی اندر جا کر ایک جگہ اچانک گھوم جاتا ہے اور اس گھماؤ کے بعد اچانک گہرائی آجاتی ہے۔ وہ لڑکی شاید سب سے آگے تھی اس لئے وہ اچانک اس گہرائی میں گر گئی۔ گہرائی کچھ زیادہ نہ تھی اس لئے وہ لڑکی نیچے گر گئی جبکہ باقی تینوں افراد شاید سنبھل گئے تھے اس لئے وہ نیچے تو نہ گرے البتہ وہ بھی ڈھلوان سطح پر گھسٹتے ہوئے نیچے گئے اور پھر وہاں بے ہوش ہو گئے"...... کیپٹن سریندر نے کہا۔

"لیکن اس طرح نیچے گرنے سے تو ان کی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہوں گی"...... شاگل نے چونک کر کہا۔

"نو سر۔ اس گہرائی میں اور اس کی ڈھلوان پر پہاڑی جھاڑیاں موجود تھیں کیونکہ وہاں کہیں سے پانی رس رس کر آتا رہتا ہے اور انہی پہاڑی جھاڑیوں کی وجہ سے وہ ٹوٹ پھوٹ سے تو بچ گئے ہیں لیکن بے ہوش ہو گئے ہیں کیونکہ ان جھاڑیوں سے ایسی بو نکلتی رہتی ہے جس میں اگر کچھ دیر رہا جائے تو آدمی بے ہوش ہو جاتا ہے"۔ کیپٹن سریندر نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ نجانے یہ کس قدر خوش قسمت ہیں کہ ہر بار کوئی نہ کوئی وجہ ان کے بچ جانے کی نکل آتی ہے۔ اس قدر بلندی سے گرنے کے بعد بھی بچ گئے اور اب یہ جھاڑیاں"...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ سے اس نے کیپٹن سریندر کو واپس جانے کا اشارہ کر دیا اور کیپٹن سریندر سیلوٹ مار کر واپس چلا گیا۔

"سر۔ ان کے لیڈر کا کیا ہوا۔ اس کی لاش ملی ہے یا نہیں"۔ اچانک کرنل پرشاد نے کہا۔

"نجانے وہ کہاں غائب ہو گیا ہے۔ نہ اس کی لاش مل رہی ہے اور نہ ہی وہ خود مل رہا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ ہوا میں ہی تحلیل ہو گیا ہو"...... شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور کرنل پرشاد خاموش ہو گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل پرشاد نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل پرشاد نے کہا۔

"ڈاکٹر گوپال بول رہا ہوں کرنل پرشاد۔ وہ چاروں اب خطرے سے باہر ہو چکے ہیں۔ اب کیا حکم ہے"...... دوسری طرف سے ڈاکٹر گوپال کی آواز سنائی دی۔

"کہاں ہیں یہ لوگ"...... کرنل پرشاد نے پوچھا۔

"اسی خصوصی کمرے میں ہیں جہاں پہلے یہ لوگ تھے البتہ اب میں نے دو مسلح گارڈز کی وہاں خصوصی طور پر ڈیوٹی لگا دی ہے"۔ ڈاکٹر گوپال نے کہا۔

"کیا وہ ہوش میں ہیں"...... کرنل پرشاد نے پوچھا۔

"ہاں۔ لیکن میں نے ان چاروں کے ہاتھ اور پیر بیڈز سے کلپ کر دیئے ہیں"...... ڈاکٹر گوپال نے جواب دیا۔

"پہلے بھی تو کلپ کئے تھے۔ نجانے یہ کیسے کھول لیتے ہیں"۔ کرنل پرشاد نے کہا۔

"اسی لئے تو گارڈز کی مستقل ڈیوٹی لگائی ہے"...... ڈاکٹر گوپال نے جواب دیا۔

"او کے"...... کرنل پرشاد نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا ہوا ہے"...... شاگل نے جو خاموش بیٹھا ہوا تھا پوچھا اور کرنل پرشاد نے ڈاکٹر سے ہونے والی گفتگو کی تفصیل بتا دی۔

"آؤ میرے ساتھ۔ میں ان سے عمران کے بارے میں پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں"...... شاگل نے اٹھتے ہوئے کہا اور کرنل پرشاد بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ہسپتال کے اس خصوصی کمرے میں پہنچ گئے۔ وہاں چار بیڈز پر ایک عورت اور تین مرد موجود تھے۔ ان کے جسموں پر کمبل تھے اور وہ سیدھے اور بے حس و حرکت حالت میں تھے لیکن ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں جبکہ کمرے کی دیوار کے ساتھ پشت لگائے مشین گنوں سے مسلح دو فوجی بھی موجود تھے۔ کرنل پرشاد اور شاگل کے اندر داخل ہوتے ہی ان دونوں نے انہیں فوجی سیلوٹ کیا۔ کرنل نے ان کے سیلوٹ کا جواب دیا تھا لیکن شاگل اندر داخل ہو کر اس طرح ان چاروں کو دیکھ رہا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ انہیں نظروں سے ہی ہلاک کر دے۔

"تم کب تک زندہ بچتے رہو گے۔ آخرکار تمہاری موت میرے ہاتھوں ہی ہونی ہے"...... شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"جب تک ہماری زندگی اللہ تعالیٰ کو مقصود ہے ہمیں کوئی نہیں مار سکتا"...... ایک آدمی نے بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... شاگل نے چونک کر پوچھا۔

"کیا کرو گے پوچھ کر۔ ویسے ایک بات بتا دوں کہ عمران صاحب کی وجہ سے تم زندہ نظر آ رہے ہو ورنہ اب تک نجانے تمہیں ہلاک ہوئے کتنے برس گزر چکے ہوتے۔ عمران صاحب نے ہمیشہ تمہارے ساتھ رعایت کی ہے"...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب بھول جاؤ عمران کو۔ وہ ختم ہو چکا ہے"...... شاگل نے کہا تو چاروں کے جسموں کو جھٹکے سے لگے۔

"کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... اس بار اس عورت نے

کہا۔

"تمہارا نام جولیا ہے"...... شاگل نے جواب دینے کی بجائے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ میرا نام مارتھا ہے اور میں عمران صاحب کی نئی ساتھی ہوں"...... اس عورت نے کہا۔

"ہو گی۔ بہرحال ابھی تک باوجود زبردست تلاش کے عمران نہ زندہ ملا ہے اور نہ ہی اس کی لاش ملی ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ کہیں مرکھپ گیا ہو گا"...... شاگل نے کہا۔

"اس کے اندر پاکیشیا کے پندرہ کروڑ اور عالم اسلام کے اربوں دل دھڑک رہے ہیں۔ وہ اتنی آسانی سے نہیں مر سکتا"...... جولیا نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تمہارا اطمینان بتا رہا ہے کہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے اور سنو تمہارا علاج اس لئے کیا گیا ہے اور تمہیں اس لئے زندہ رکھا گیا ہے تاکہ تم سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکیں ورنہ اس بار ہم فیصلہ کر چکے تھے کہ تمہیں دیکھتے ہی گولی مار دی جائے۔ تم نے بے شمار کافرستانی فوجیوں کو ہلاک کیا ہے"۔ شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہم نے اپنے دفاع کے لئے انہیں ہلاک کیا ہے۔ کسی کو بے ہوش کر کے، باندھ کر یا بے بس کر کے نہیں مارا۔ لیکن ہمیں واقعی معلوم نہیں ہے کہ عمران کہاں ہے اور کس حالت میں ہے لیکن اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ وہ جہاں بھی ہے زندہ ہے اور سلامت بھی"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ کاش صدر صاحب نے میرے ہاتھ نہ باندھ دیئے ہوتے۔ بہرحال آؤ چلیں صبح ان سے بات ہو گی"...... شاگل نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ کرنل پرشاد بھی اس کے ساتھ تھا۔ اب چونکہ رات پڑ گئی تھی اور صبح تک کچھ بھی نہ ہو سکتا تھا اس لئے شاگل کرنل پرشاد کے ساتھ اس کے آفس میں آ گیا اور پھر کرنل پرشاد اسے آرام کرنے کے لئے ایک بڑے کمرے میں چھوڑ گیا۔ دوسرے روز صبح شاگل نے تیار ہو کر ناشتہ کیا اور پھر وہ خود ہی کرنل پرشاد کے آفس میں پہنچ گیا۔ کرنل پرشاد وہاں پہلے سے موجود تھا۔

"زخمیوں کی کیا پوزیشن ہے"...... شاگل نے پوچھا۔

"میں نے معلوم کیا ہے وہ ویسے ہی کلپڈ حالت میں موجود ہیں"۔ کرنل پرشاد نے جواب دیا اور یہ سن کر شاگل اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل پرشاد نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل پرشاد نے کہا۔

"جناب۔ فرسٹ چیک پوسٹ سے سیکورٹی آفیسر کیپٹن راجندر بول رہا ہوں سر"۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ کیا بات ہے۔ کیوں مجھے براہ راست کال کی ہے"۔ کرنل پرشاد نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب ماؤنٹین بریگیڈ کے کرنل چوپڑہ صاحب تشریف لائے ہیں۔ وہ فوری طور پر آپ سے ملنا چاہتے ہیں پاکیشیائی ایجنٹوں کے سلسلے میں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ماؤنٹین بریگیڈ کے کرنل چوپڑہ۔ ٹھیک ہے بھجوا دو انہیں"۔ کرنل پرشاد نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کون۔ کرنل چوپڑہ۔ کس کی بات کر رہے ہو"...... شاگل نے چونک کر پوچھا۔

"جناب ماؤنٹین بریگیڈ کے کرنل چوپڑہ آئے ہیں۔ وہ شاید ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی تلاش کے سلسلے میں آئے ہوں گے لیکن اب تو یہ ایجنٹ مل چکے ہیں"...... کرنل پرشاد نے کہا۔

"کس نے بھیجا ہے انہیں"...... شاگل نے چونک کر پوچھا۔

"یہ تو وہ خود آکر ہی بتا سکتے ہیں۔ بہرحال وہ کرنل ہیں اور ماؤنٹین بریگیڈ سے ان کا تعلق ہے"...... کرنل پرشاد نے جواب دیا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں صدر صاحب سے بات کر لوں اب تک وہ یقیناً آفس پہنچ چکے ہوں گے"...... شاگل نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں راگو چھاؤنی سے۔ صدر صاحب سے بات کرائیں"...... شاگل نے کہا۔

"جناب صدر اور جناب وزیراعظم انتہائی اہم میٹنگ میں مصروف ہیں جناب اور ابھی دو تین گھنٹے ان سے کسی صورت بھی بات نہیں ہو سکتی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... شاگل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"میرا خیال ہے کہ مجھے اس عمران کی تلاش کے لئے دوبارہ پلاسن جانا ہو گا ورنہ میں یہاں بیٹھ کر کیا کروں گا"...... شاگل نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یس سر"...... کرنل پرشاد نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"صدر صاحب کی کال آئے تو انہیں بتا دینا کہ میں عمران کی تلاش کے لئے واپس چلا گیا ہوں کیونکہ میری نظر میں وہ ان سب سے زیادہ خطرناک ہے"۔ شاگل نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... کرنل پرشاد نے بھی اس کے پیچھے چلتے ہوئے کہا۔

"خیال رکھنا اگر اس بار یہ پاکیشیائی ایجنٹ فرار ہو گئے تو تمہارا کورٹ مارشل ہو جائے گا"...... شاگل نے کہا۔

"اب تو جناب ان کی کڑی نگرانی کی جائے گی"...... کرنل پرشاد نے کہا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر آفس سے نکل کر وہ اس طرف کو بڑھتے چلے گئے جہاں ہیلی پیڈ پر شاگل کا خصوصی ہیلی کاپٹر موجود تھا۔

مسلسل اور خاصی تیز رفتاری سے سفر کرنے کے باوجود عمران صبح کو راگو چھاؤنی پہنچ سکا۔

"جناب کیا ہم نے چیک پوسٹ پر رکنا ہے یا"...... شوکت نے جیپ کو راگو چھاؤنی کی طرف جانے والی سڑک کی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ورنہ تو وہ ہمیں جیپ سمیت اڑا دیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... شوکت نے جواب دیا اور پھر جیپ راگو چھاؤنی کی فرسٹ چیک پوسٹ پر جا کر رکی تو عمران تیزی سے نیچے اترا اور پھر سائیڈ پر بنے ہوئے کیبن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ظاہر ہے وہ فوجی انداز میں چل رہا تھا۔ کیبن میں ایک کیپٹن موجود تھا جو عمران کے اندر داخل ہوتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس نے عمران کو

باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"کرنل چوپڑہ فرام ماؤنٹین بریگیڈ"...... عمران نے فوجی انداز میں سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... کیپٹن نے کہا۔

"کرنل پرشاد ہیں ناں راگو چھاؤنی کے کمانڈر جنرل"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... کیپٹن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور عمران کے بیٹھنے کے بعد وہ بھی واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

"پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں مجھے یہاں بھیجا گیا ہے اور میں نے کرنل پرشاد سے ملنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں بات کرتا ہوں سر"...... کیپٹن نے کہا اور پھر سامنے رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر خود ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا اور کیپٹن نے سر ہلا دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس"...... دوسری طرف سے ایک سخت اور بھاری آواز سنائی دی۔

"جناب فرسٹ چیک پوسٹ سے سیکورٹی آفیسر کیپٹن راجندر بول رہا ہوں سر"...... کیپٹن راجندر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کیا بات ہے۔ کیوں مجھے براہ راست کال کی ہے"۔ دوسری

طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

"جناب ماؤنٹین بریگیڈ کے کرنل چوپڑہ صاحب تشریف لائے ہیں وہ فوری طور پر آپ سے ملنا چاہتے ہیں پاکیشیائی ایجنٹوں کے سلسلے میں"...... کیپٹن راجندر نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ماؤنٹین بریگیڈ کے کرنل چوپڑہ۔ ٹھیک ہے بھجوا دو انہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کیپٹن راجندر نے رسیور رکھ دیا اور پھر اس نے میز کی دراز کھول کر ایک کارڈ نکالا اور اس پر اندراجات کئے، مہر لگائی اور اپنے دستخط کر کے اس نے کارڈ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"تھینک یو کیپٹن۔ یہ بتائیں کہ پاکیشیائی ایجنٹ ملے ہیں یا نہیں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ وہ ایک پہاڑی کریک کے اندر گہرائی میں بے ہوش پڑے ہوئے ملے ہیں۔ انہیں ہسپتال میں داخل کیا جا چکا ہے"۔ کیپٹن راجندر نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"کب ملے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"جی رات کو ملے تھے"...... کیپٹن نے جواب دیا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور کارڈ لئے وہ تیزی سے کیبن سے باہر آ گیا۔ کیپٹن راجندر بھی اس کے پیچھے باہر آیا اور اس نے وہاں موجود فوجیوں کو راڈ ہٹانے کا اشارہ کر دیا۔ عمران جیپ میں سوار

ہوا تو ڈرائیونگ سیٹ پر موجود شوکت نے جیپ آگے بڑھا دی۔

"سر۔ ہم نے کہاں جانا ہے۔ میں تو پہلی بار اس چھاؤنی میں داخل ہو رہا ہوں"...... جیپ کافی آگے بڑھا کر شوکت نے آہستہ سے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"گھبراؤ مت۔ میں تمہیں راستہ بتاتا رہوں گا۔ چھاؤنیوں میں قواعد و ضوابط کے مطابق ملٹری کوڈ کے بورڈ ہر جگہ لگے ہوئے ہوتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور شوکت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر عمران اسے بتاتا رہا اور شوکت جیپ آگے بڑھاتا چلا گیا۔ پھر ایک عمارت کے سامنے بنے ہوئے برآمدے کے قریب لے جا کر شوکت نے عمران کے اشارے پر جیپ روک دی۔

"اب تم جیپ لے کر واپس چلے جاؤ کیونکہ یہاں نجانے کس قسم کے حالات پیش آئیں اور میں نہیں چاہتا کہ تم ان حالات کا شکار ہو جاؤ"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ جو آپ کا حکم"...... شوکت نے جواب دیا لیکن اس کے جواب سے ہی عمران سمجھ گیا کہ وہ خود بھی واپس جانا چاہتا تھا کیونکہ بہرحال اسے بھی معلوم تھا کہ وہ چھاؤنی کے اندر انتہائی شدید خطرے میں ہے۔ عمران اس کے جواب پر مسکرایا اور پھر جیپ سے نیچے اتر گیا۔ اس نے چھاؤنی پہنچنے سے پہلے جیپ کی ایک سیٹ کے نیچے بنے ہوئے خفیہ باکس سے خود ہی اسلحہ نکال کر اپنی جیبوں میں ڈال لیا تھا۔ عمران کے نیچے اترتے ہی شوکت نے جیپ موڑی اور پھر

وہ واپس جانے لگا۔ برآمدے میں موجود دو مسلح فوجیوں نے عمران کو سیلوٹ کیا۔

"کرنل پرشاد کہاں ہیں"...... عمران نے فوجی انداز میں سلام کا جواب دیتے ہوئے رعب دار لہجے میں کہا۔

"وہ ہیلی پیڈ کی طرف گئے ہیں۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس کو سی آف کرنے۔ ابھی آ جائیں گے آپ آفس میں تشریف رکھیں۔ وہ کہہ گئے ہیں کہ آپ آئیں تو آپ کو آفس میں پہنچا دیا جائے"...... ایک فوجی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ شاگل کی واپسی کا سن کر اس کے ذہن میں یکلخت خدشات ابھر آئے تھے کیونکہ وہ شاگل کی عادت جانتا تھا۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو اس طرح چھوڑ کر واپس نہ جا سکتا تھا اس لئے اس کے ذہن میں خدشہ پیدا ہوا کہ کہیں وہ اس کے ساتھیوں کے ساتھ کوئی کارروائی نہ کر گیا ہو لیکن ظاہر ہے وہ فوری طور پر کچھ نہ کر سکتا تھا اور نہ ہی کچھ کہہ سکتا تھا اس لئے وہ اس فوجی کی رہنمائی میں کرنل پرشاد کے آفس میں جا کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور کرنل پرشاد اندر داخل ہوا۔ عمران اس کے بیجز اور کمانڈنگ جنرل کا خصوصی بیج دیکھ کر اسے پہچان گیا تھا اس لئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"کرنل چوپڑہ فرام ماؤنٹین بریگیڈ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"کرنل پرشاد کمانڈر جنرل۔ تشریف رکھیں۔ آپ کی آمد اچانک ہوئی ہے"...... کرنل پرشاد نے مسکراتے ہوئے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"صدر صاحب کی خصوصی ہدایت کی وجہ سے مجھے اچانک یہاں آنا پڑا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو کرنل پرشاد جو اب میز کے پیچھے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ چکا تھا عمران کے جواب پر بے اختیار چونک پڑا۔

"صدر صاحب کی ہدایت پر۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"۔ کرنل پرشاد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"صدر صاحب اس پاکیشیائی ٹیم کے لیڈر کو ہر صورت میں تلاش کرانا چاہتے ہیں جس کا نام عمران ہے اور میں نے لاشعوری چیکنگ پر مہارت حاصل کی ہوئی ہے۔ میری یہ مہارت جدید ترین مشینری سے بھی زیادہ موثر ہے۔ اس لئے صدر صاحب نے مجھے کال کر کے حکم دیا کہ میں فوراً راگو چھاؤنی پہنچوں اور وہاں پاکیشیائی ایجنٹوں سے ان کے لیڈر کے بارے میں معلومات حاصل کروں۔ چنانچہ ان کا حکم ملتے ہی میں روانہ ہو گیا۔ کیا وہ لوگ زندہ ہیں"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ صدر صاحب کے حکم پر ہی انہیں زندہ رکھا گیا ہے اور ان کا ہسپتال میں علاج بھی کیا گیا ہے ورنہ پہلے صدر صاحب نے ہی حکم دیا تھا کہ انہیں دیکھتے ہی گولیوں سے اڑا دیا جائے لیکن پھر ان کی

ٹرانسمیٹر کال آئی کہ انہیں زندہ رکھا جائے اور ان سے ان کے لیڈر کے بارے میں معلوم کیا جائے۔ کیا آپ واقعی ان سے معلوم کر لیں گے"...... کرنل پرشاد نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے پہلے بھی حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیئے ہیں اسی لئے تو صدر صاحب نے مجھے خصوصی طور پر یہاں بھجوایا ہے"...... عمران نے کہا۔

"چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس ابھی واپس گئے ہیں۔ انہوں نے بھی رات کو ان پاکیشیائی ایجنٹوں سے پوچھنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے لاعلمی کا اظہار کر دیا ہے اور چیف صاحب ابھی آپ کے آنے سے چند لمحے پہلے واپس پلاسن گئے ہیں تاکہ اس لیڈر کو وہاں ٹریس کرا سکیں۔ انہیں بھی اس لیڈر کی ہی زیادہ فکر ہے"۔ کرنل پرشاد نے جواب دیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اب وہ کرنل پرشاد کو کیا بتاتا کہ جس کی تلاش کافرستان کے صدر اور شاگل دونوں کو اس شدت سے ہے وہ اس کے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔

"ظاہر ہے جس کی فکر صدر صاحب کو ہے وہ کوئی خاص آدمی ہی ہو گا۔ اگر آپ مجھے ان پاکیشیائی ایجنٹوں تک پہنچا دیں تو میں اپنا کام شروع کر سکوں کیونکہ میں نے جلد از جلد واپس بھی جانا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"آیئے"...... کرنل پرشاد نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے ہسپتال پہنچ گئے جہاں پہلے وہ ڈاکٹر گوپال کے آفس گئے اور کرنل پرشاد نے عمران کا اس سے تعارف کرایا اور اس کے آنے کا مقصد بتایا۔

"ہاں۔ میں نے بھی سنا ہوا ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے لیکن بہرحال میں صرف سنی سنائی بات ہی کر رہا ہوں"...... ڈاکٹر گوپال نے جواب دیا۔

"آپ بتائیں کہ کیا یہ پاکیشیائی ایجنٹ فرار ہونے کے قابل ہیں یا نہیں"...... عمران نے ڈاکٹر گوپال سے مخاطب ہو کر کہا تو ڈاکٹر کے ساتھ ساتھ کرنل پرشاد بھی عمران کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... ڈاکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر صاحب چونکہ میں نے کام کرنا ہے۔ اس پر انتہائی سخت ذہنی محنت کرنا پڑتی ہے اور دوسری بات یہ کہ مقابل کو پرسکون ہونا چاہئے۔ یہ پاکیشیائی ایجنٹ بے حد خطرناک ہیں اور مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ پہلے بھی شدید زخمی حالت میں فرار ہو رہے تھے اور اب بھی یقیناً آپ نے انہیں قید کر رکھا ہو گا جبکہ میرے کام کے لئے انہیں آزاد اور پرسکون ہونا چاہئے اس لئے میں پوچھ رہا ہوں کہ آپ کے جواب کے بعد میں اپنا لائحہ عمل تیار کروں کیونکہ بہرحال میں نے یہ کام کرنا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"وہ زخمی ہیں لیکن بہرحال وہ چل پھر سکتے ہیں اور جس طرح وہ پہلے فرار ہوئے ہیں اب مجھے ان پر اعتبار نہیں رہا۔ یہ سب لوگ انتہائی طاقتور قوت مدافعت کے مالک ہیں۔ ناممکن کو بھی ممکن بنا سکتے ہیں اس لئے میں نے اس بار انہیں کلپ کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں دو مسلح گارڈ بھی تعینات کر رکھے ہیں"...... ڈاکٹر گوپال نے جواب دیا۔

"اوکے۔ آیئے کرنل صاحب"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو کرنل پرشاد بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا میں بھی ساتھ چلو"...... ڈاکٹر گوپال نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ زیادہ آدمیوں کی وجہ سے کام میں ہرج ہو گا۔ یہ انتہائی یکسوئی کا کام ہے"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے آپ جائیں"...... ڈاکٹر گوپال نے کہا تو عمران کرنل پرشاد کے ساتھ چلتا ہوا اس خصوصی کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ وہ اپنے ذہن میں ایک لائحہ عمل ترتیب دے چکا تھا۔

A. 8.

صدر اور وزیر اعظم دونوں میٹنگ ہال سے نکل کر ایک مخصوص کمرے میں پہنچے۔ صدر صاحب بڑے تھکے تھکے انداز میں چل رہے تھے۔

"آپ بہت تھک گئے ہیں جناب اس لئے میرا خیال ہے کہ آپ آرام فرمائیں"...... وزیر اعظم نے کمرے میں پہنچتے ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس طویل میٹنگ نے واقعی مجھے تھکا دیا ہے لیکن مجھے سب سے زیادہ فکر پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہے اور میں اس سلسلے میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں"...... صدر نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ یہ مسئلہ واقعی انتہائی اہم ہے"...... وزیر اعظم نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وزیر اعظم صاحب مشکبار کی تحریک آزادی کو کچلنے کے لئے ہم

نے جو کارروائی کی اور جس طرح وہ مشین جس میں پوری تحریک آزادی کے بارے میں معلومات موجود تھیں وہ تو ختم ہو گئی کیونکہ وہ مشین اور اڈا دونوں ہی پہاڑی کے ساتھ تباہ ہو گئے لیکن پہلی بار یہ بات ہمارے مفاد میں گئی ہے کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ قابو میں آئے ہیں۔ اب تک یقیناً انہیں ٹریس کر کے ہلاک کر دیا گیا ہو گا لیکن مجھے زیادہ فکر ان کے لیڈر علی عمران کی ہے۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ بھی زندہ یا مردہ ٹریس ہو سکا ہے یا نہیں۔ ویسے اگر وہ بھی ختم ہو جائے تو میں سمجھوں گا کہ ہم نقصان میں نہیں رہے"۔ صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور اٹھا کر ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ملٹری سیکرٹری سے بات کراؤ"...... صدر صاحب نے بھاری لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"جناب۔ وہ بھی ہلاک ہو چکا ہو گا"...... وزیراعظم نے کہا۔

"کاش ایسا ہو جائے"...... صدر نے جواب دیا۔ اسی لمحے سامنے پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے ٹیلیفون سیٹس میں سے سفید رنگ کے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی اور صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... صدر نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کرنل شیر سنگھ بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"راگو چھاؤنی کے کمانڈر جنرل کرنل پرشاد سے بات کرائیں"۔ صدر نے کہا۔

"یس سر۔ جب آپ میٹنگ میں مصروف تھے تو چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس جناب شاگل صاحب کی کال آئی تھی۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتے تھے لیکن میں نے انہیں بتایا کہ ابھی آپ مصروف ہیں۔ وہ بھی راگو چھاؤنی سے ہی بات کر رہے تھے"۔ ملٹری سیکرٹری نے کہا۔

"تو وہ بھی وہاں پہنچ گئے ہیں۔ ٹھیک ہے بات کراؤ"...... صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"چیف شاگل بھی راگو چھاؤنی پہنچ گئے ہیں"...... صدر نے سامنے بیٹھے ہوئے وزیراعظم سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ تو اس عمران کو پلاسن میں تلاش کر رہے تھے۔ وہ راگو چھاؤنی کیوں پہنچ گئے"...... وزیراعظم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ مجھ سے بات کرنا چاہتے تھے لیکن میٹنگ کی وجہ سے بات نہ ہو سکی۔ میرا دل کہہ رہا ہے کہ عمران کے بارے میں کچھ نہ کچھ ہو گیا ہے۔ وہ مردہ یا زندہ مل گیا ہو گا۔ بہرحال ابھی معلوم ہو جائے گا"...... صدر نے جواب دیا اور وزیراعظم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور ساتھ ہی اس میں موجود لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تاکہ وزیراعظم بھی خوشخبری سن سکیں۔ انہیں یقین تھا کہ دوسری

طرف سے خوشخبری ہی سننے کو ملے گی۔

یس"...... صدر صاحب نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کرنل پرشاد بول رہا ہوں سر۔ راگو چھاؤنی سے سر"۔ دوسری طرف سے کرنل پرشاد کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل پرشاد پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں کیا رپورٹ ہے"۔ صدر نے کہا۔

"سر انہیں رات کو ہی ٹریس کر لیا گیا تھا۔ وہ ایک قدرتی کریک کی گہرائی میں بے ہوش اور زخمی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ انہیں آپ کے حکم کے مطابق زندہ رکھا گیا اور ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا اور ڈاکٹر گوپال نے ان کا علاج کیا"...... دوسری طرف سے کرنل پرشاد نے جواب دیا تو صدر کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"میرے حکم پر۔ کیا مطلب۔ میں نے تو حکم دیا تھا کہ انہیں دیکھتے ہی گولی مار دی جائے۔ آپ نے انہیں زندہ رکھا ہوا ہے اور ان کا علاج کر رہے ہیں"...... صدر نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"سر۔ آپ نے ٹرانسمیٹر پر مجھے کال کیا اور یہ حکم دیا کہ چونکہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں سے ان کے لیڈر عمران کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں اس لئے انہیں زندہ رکھا جائے"...... دوسری طرف سے کرنل پرشاد نے کہا تو صدر کے چہرے پر انتہائی بے چینی کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ اگر آپ میری آواز نہیں پہچان سکے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ کال اس عمران کی ہو گی کیونکہ وہ ایسا ہی آدمی ہے کیونکہ میں نے آپ کو کوئی کال نہیں کی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ نہ صرف زندہ ہے بلکہ ٹھیک بھی ہے۔ بہرحال وہ پاکیشیائی ایجنٹ اب کس پوزیشن میں ہیں"۔ صدر نے کہا۔

"کرنل چوپڑہ ان سے ان کے لیڈر کے بارے میں معلومات حاصل کر رہے ہیں جناب"...... کرنل پرشاد نے جواب دیا تو صدر کے چہرے پر ایک بار پھر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کرنل چوپڑہ۔ وہ کون ہیں اور چیف شاگل کہاں ہیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ بھی راگو چھاؤنی میں موجود ہیں"...... صدر نے کہا۔

"چیف شاگل رات کو آئے تھے جناب۔ میں نے آپ کا حکم انہیں سنا دیا۔ پھر وہ رات یہاں رہے۔ صبح انہوں نے آپ کو کال بھی کی تھی لیکن ملٹری سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ آپ میٹنگ میں مصروف ہیں اس لئے وہ واپس پلاسن چلے گئے تاکہ وہاں اس لیڈر عمران کو ٹریس کرا سکیں۔ وہ ابھی تک ٹریس نہیں ہو سکا اور جناب کرنل چوپڑہ ماؤنٹین بریگیڈ سے آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ لاشعور کو چیک کر کے معلومات حاصل کرنے کے خصوصی ماہر ہیں اور آپ نے انہیں یہاں اس مقصد کے لئے بھجوایا ہے"۔ کرنل پرشاد نے جواب دیا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ کون ہے یہ کرنل چوپڑہ۔ میں نے تو

انہیں کال نہیں کیا۔ یہ آخر کیا سلسلہ ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اوہ۔ اب میں سمجھ گیا۔ اوہ۔ یہ کرنل چوپڑہ یقیناً وہی لیڈر عمران ہی ہو گا۔ وہ اپنے ساتھیوں کو چھڑوانے آیا ہو گا۔ کہاں ہے وہ اس وقت"...... صدر نے یکلخت کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے کمرے میں ہیں جناب"...... دوسری طرف سے کرنل پرشاد نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ سنو۔ تم فوراً اپنے ساتھ مسلح افراد لے کر جاؤ اور ان پاکیشیائی ایجنٹوں اور اس کرنل چوپڑہ پر اچانک فائر کھول دو۔ ان سب کو ہلاک ہونا چاہیئے۔ اٹ از مائی آرڈر۔ اور پھر مجھے رپورٹ دو۔ اور سنو تم نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ان پر فائر کھولنا ہے ورنہ یہ لوگ کچھ بھی کر سکتے ہیں"...... صدر نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ غصے اور حالات کی سنگینی کے پیش نظر اپنے عہدے کے وقار کو بھی بھول چکے تھے۔

"یس سر۔ یس سر"...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"جاؤ اور حکم کی تعمیل کرو۔ جاؤ اور پھر مجھے رپورٹ دو۔ فوراً"...... صدر نے پہلے کی طرح چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"یہ لوگ انسان نہیں ہیں۔ نجانے یہ کون سی مخلوق ہے"۔ صدر نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بہرحال جو بھی ہیں اب ان کی موت یقینی ہو چکی ہے"۔ وزیراعظم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کاش ایسا ہو جائے"...... صدر نے کہا تو وزیراعظم بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا آپ کو بھی ان کی موت پر شک ہے جناب۔ اب تو کوئی مسئلہ نہیں رہا۔ وہ لوگ تو اس بات سے بے خبر ہوں گے کہ اچانک بھی ان پر فائر کھولا جا سکتا ہے"..... وزیراعظم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں کیا بتاؤں آپ کو۔ شاید ان کی لاشیں دیکھ کر بھی مجھے ان کی موت کا یقین نہ آئے۔ بہرحال ابھی رپورٹ ملے گی تو پھر معلوم ہو گا"...... صدر نے کہا تو وزیراعظم مسکرا کر خاموش ہو گئے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... صدر نے کہا۔

"راگو چھاؤنی کے کمانڈر جنرل کرنل پرشاد بات کرنا چاہتے ہیں جناب"...... دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ جلدی کراؤ بات"...... صدر نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں کرنل پرشاد بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد کرنل پرشاد کی آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے"...... صدر نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

"سر حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ کرنل چوپڑہ سمیت چاروں پاکیشیائی ایجنٹوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیسے۔ تفصیل بتائیں"...... صدر نے کہا۔

"جناب میں چار مسلح افراد لے کر ہسپتال گیا اور اس مخصوص کمرے میں اچانک داخل ہوا تو وہ چاروں پاکیشیائی ایجنٹ بیڈ کے ساتھ کلپ ہوئے ویسے ہی بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے جبکہ کرنل چوپڑہ ایک آدمی پر جھکے ہوئے تھے۔ ہماری آہٹ سن کر وہ تیزی سے مڑا لیکن چاروں مسلح افراد نے پلک جھپکنے میں کرنل چوپڑہ اور ان چاروں پر فائر کھول دیئے اس طرح وہ سب ہلاک ہو گئے۔ فائرنگ کی آوازیں سن کر ڈاکٹر گوپال بھی وہاں پہنچ گئے۔ وہ راؤنڈ پر تھے میں نے انہیں آپ کے حکم کے بارے میں بتایا تو وہ خاموش ہو گئے"...... کرنل پرشاد نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کہاں سے بات کر رہے ہیں"...... صدر نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"اپنے آفس سے جناب"...... کرنل پرشاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور ڈاکٹر گوپال کہاں ہیں"...... صدر نے پوچھا۔

"وہ تو ہسپتال میں ہیں جناب"...... دوسری طرف سے جواب

دیا گیا۔

"انہیں کہیں کہ وہ مجھ سے براہ راست بات کریں"...... صدر نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور صدر نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ کو شاید یقین نہیں آ رہا"...... وزیراعظم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں پوری طرح تسلی کر لینا چاہتا ہوں کیونکہ پہلے بھی کئی بار ایسا ہو چکا ہے۔ مجھے یہی بتایا گیا کہ یہ لوگ مر چکے ہیں لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ ایسا نہیں ہوا"...... صدر نے کہا۔

"لیکن اب تو یہ لوگ چھاؤنی میں موجود ہیں۔ اب یہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں"...... وزیراعظم نے کہا۔

"کر تو نہیں سکتے لیکن"...... صدر نے کہا اور پھر اپنا فقرہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... صدر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"راگو چھاؤنی کے ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر کرنل گوپال صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں جناب۔ ان کا کہنا ہے کہ آپ نے خود انہیں بات کرنے کا حکم دیا ہے"...... دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کراؤ بات"...... صدر نے کہا۔

"سر۔ میں ڈاکٹر گوپال بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد ایک اور آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"ڈاکٹر گوپال۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کی اس وقت کیا پوزیشن ہے"...... صدر نے کہا۔

"سر۔ انہیں کمانڈنگ جنرل کرنل پرشاد نے ہلاک کروا دیا ہے اور ساتھ ہی ماؤنٹین بریگیڈ کے کرنل چوپڑہ بھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ کرنل صاحب نے بتایا ہے کہ ایسا آپ کے خصوصی حکم پر کیا گیا ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیسے ہوا ہے یہ۔ تفصیل بتاؤ"...... صدر نے بارعب لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں ہسپتال کے راؤنڈ پر تھا کہ میں نے خصوصی کمرے سے جہاں یہ پاکیشیائی ایجنٹ بیڈز پر کلیمپڈ ہوئے موجود تھے اچانک فائرنگ کی آوازیں سنیں تو میں بے حد پریشان ہوا۔ میں راؤنڈ چھوڑ کر وہاں پہنچا تو وہاں یہ چاروں پاکیشیائی ایجنٹ بیڈز پر مردہ پڑے ہوئے تھے اور کرنل چوپڑہ کی لاش بھی ایک بیڈ کے ساتھ فرش پر پڑی ہوئی تھی۔ کرنل پرشاد چار مسلح افراد کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ ایسا آپ کے خصوصی حکم پر کیا گیا ہے۔ وہ چونکہ کمانڈنگ جنرل ہیں اس لئے میں سمجھ گیا کہ انہوں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی ہو گی۔ چنانچہ میں اپنے آفس واپس چلا گیا۔

ابھی کرنل صاحب کا فون آیا کہ آپ نے حکم دیا ہے کہ آپ سے بات کی جائے اور آپ کا خصوصی فون نمبر بھی انہوں نے مجھے بتایا۔ چنانچہ میں نے کال کی اور ملٹری سیکرٹری صاحب نے آپ سے بات کرا دی"...... ڈاکٹر گوپال نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوکے ٹھیک ہے"...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ اب ان کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ پھر اس سے پہلے کہ کوئی بات ہوتی انہوں نے دوسرے فون کا رسیور اٹھایا اور اس کا ایک نمبر پریس کر دیا۔

"کرنل پرشاد سے میری بات کراؤ"...... صدر نے دوسری طرف موجود ملٹری سیکرٹری کو حکم دیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... صدر نے کہا۔

"کرنل پرشاد صاحب لائن پر ہیں جناب"...... دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"بات کراؤ"...... صدر نے کہا۔

"سر۔ میں کرنل پرشاد بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد کرنل پرشاد کی آواز سنائی دی۔

"کرنل پرشاد آپ پاکیشیائی ایجنٹوں اور کرنل چوپڑہ کی لاشیں اسی کمرے میں رہنے دیں۔ میں جناب شاگل کو حکم دے رہا ہوں وہ

وہاں پہنچ کر ان لاشوں کو میرے حکم کی تعمیل میں دارالحکومت پہنچائیں گے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور صدر نے رسیور رکھ دیا اور دوسرے فون کا رسیور اٹھا کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس جناب شاگل سے میری بات کرائیں وہ پلاسن میں ہوں گے"...... صدر نے دوسری طرف موجود ملٹری سیکرٹری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا اور صدر نے رسیور رکھ دیا۔

"میں سمجھا تھا کہ آپ کرنل پرشاد کو لاشیں لانے کا حکم دیں گے"...... وزیراعظم نے کہا۔

"پہلے میں نے یہی سوچا تھا لیکن پھر میں نے ارادہ بدل دیا۔ جناب شاگل ان لوگوں سے زیادہ اچھی طرح واقف ہیں اس لئے ان کی چیکنگ کے بعد مجھے یقین آ جائے گا"...... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ ختم ہو چکے ہیں"...... وزیراعظم نے کہا۔

"ہاں۔ یقین تو مجھے بھی آ گیا ہے لیکن پھر بھی میں فائنل رپورٹ لینا چاہتا ہوں"...... صدر نے جواب دیا اور وزیراعظم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"سر۔ کیا اب مجھے اجازت ہے"...... وزیراعظم نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ اب یہ معاملہ تو ویسے بھی ختم ہو چکا ہے اس لئے اب اس پر مزید گفتگو کی ضرورت نہیں رہی۔ آپ کا شکریہ"...... صدر نے کہا تو وزیراعظم اٹھے۔ انہوں نے صدر کو سلام کیا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... صدر نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جناب شاگل لائن پر ہیں جناب"...... دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"کرائیں بات"...... صدر نے کہا۔

"سر۔ میں شاگل بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد شاگل کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"آپ کہاں موجود ہیں"...... صدر نے پوچھا۔

"سر میں پلاسن سے بات کر رہا ہوں"...... شاگل نے جواب دیا۔

"وہاں آپ کیا کر رہے ہیں"...... صدر نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"سر۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کے لیڈر عمران کی لاش کو تلاش کیا جا رہا ہے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"وہ راگو چھاؤنی پہنچ گیا ہے اور آپ ابھی تک اسے پلاسن میں

تلاش کر رہے ہیں"...... صدر نے تلخ لہجے میں کہا۔

"راگو چھاؤنی۔ مگر جناب"...... شاگل انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"آپ راگو چھاؤنی گئے تھے۔ وہاں پاکیشیائی ایجنٹوں سے ملے تھے"...... صدر نے پوچھا۔

"یس سر۔ میں نے ان سے عمران کے بارے میں پوچھنے کی کوشش کی لیکن وہ کچھ نہ جانتے تھے۔ پھر صبح میں نے آپ سے مزید احکامات لینے کے لئے کال کی تو آپ میٹنگ میں مصروف تھے اس لئے میں پلاسن آگیا تھا"۔ شاگل نے جواب دیا۔

"مجھے میٹنگ کے بعد اطلاع ملی تھی۔ میں نے راگو چھاؤنی سے رابطہ کیا تو وہاں سے مجھے بتایا گیا کہ ماؤنٹین بریگیڈ کا کوئی کرنل چوپڑہ یہ کہہ کر وہاں پہنچا ہے کہ اسے میں نے وہاں جانے کا حکم دیا ہے اور وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے کمرے میں ہے تو میں سمجھ گیا کہ وہ کرنل چوپڑہ یقیناً عمران ہوگا کیونکہ میں نے کسی کرنل چوپڑہ کو وہاں نہیں بھیجا تھا۔ چنانچہ میں نے کرنل پرشاد کو حکم دیا کہ وہ مسلح افراد لے کر جائے اور ان زخمی پاکیشیائی ایجنٹوں کو کرنل چوپڑہ سمیت ہلاک کر دے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ میں نے تصدیق ڈاکٹر گوپال سے بھی کرالی ہے لیکن یہ لوگ عمران کو نہیں جانتے اس لئے آپ فوری طور پر راگو چھاؤنی پہنچیں اور اس کرنل چوپڑہ کی لاش پہچان کر مجھے کال کریں کہ کیا واقعی یہ پاکیشیائی ایجنٹ عمران ہے یا

کوئی اور ہے"...... صدر نے اس بار تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... شاگل نے جواب دیا تو صدر نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور پھر کرسی سے اٹھ کر ریسٹ روم کی طرف بڑھ گئے تاکہ وہاں کچھ دیر آرام کر کے میٹنگ کی وجہ سے ہونے والی تھکن اتار سکیں۔

جولیا اور اس کے ساتھیوں کی چونکہ حالت ٹھیک نہ تھی اس لئے رات کو وہ خاموشی سے پڑے سوتے رہے اور صبح کو انہیں محسوس ہوا کہ وہ اب رات کی نسبت زیادہ اچھی حالت میں ہیں۔ البتہ اب وہاں دو نئے مسلح فوجی موجود تھے جو انتہائی چوکنا نظر آ رہے تھے۔

"کیا تم مجھے پانی پلوا سکتے ہو"...... جولیا نے اچانک ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"خاموش رہو ورنہ گولی مار دیں گے"...... ان میں سے ایک نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا جبکہ دوسرا خاموش کھڑا رہا تھا۔

"تمہیں گولی مارنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تم نے پانی نہ پلایا تو ہم سب ایسے ہی ہلاک ہو جائیں گے کیونکہ پوری رات گزر گئی ہے اور ہم نے نہ کچھ کھایا ہے اور نہ پیا ہے اور اگر ایسا ہو گیا تو

پھر تم دونوں کا کورٹ مارشل ہو گا کیونکہ ہمیں صدر کافرستان کے حکم پر زندہ رکھا جا رہا ہے تاکہ ہم سے ہمارے ساتھی کے بارے میں پوچھ گچھ کی جا سکے"...... جولیا نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تم کیسے فوجی ہو کہ بندھے ہوئے لوگوں سے بھی خوفزدہ ہو"۔ اچانک صفدر نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کرشن جاؤ پانی لے کر آؤ۔ یہ لوگ مر گئے تو واقعی مسئلہ بن جائے گا"...... اس بار اسی سخت جواب دینے والے نے دوسرے خاموش کھڑے رہنے والے ساتھی سے کہا۔

"اوکے"...... اس آدمی نے جسے کرشن کہہ کر پکارا گیا تھا ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن دیوار کے ساتھ لگا کر زمین پر کھڑی کرتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"کیا تم نے کلپ کھول لئے ہیں"...... اچانک تنویر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس نے سوئس زبان استعمال کی تھی۔ چونکہ جولیا سوئس نژاد تھی اور سوئس اس کی مادری زبان تھی اس لئے تنویر نے سوئس زبان بڑے شوق سے بولنا سیکھی تھی اور وہ اکثر جولیا سے سوئس زبان میں بات کرنے کی کوشش کرتا تھا کیونکہ اس نے محسوس کیا تھا کہ سوئس زبان سن کر جولیا کا چہرہ کھل اٹھتا تھا۔

"نہیں۔ ویسے بھی اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ دونوں مسلح فوجی یہاں سر پر موجود ہیں۔ مجھے واقعی شدید پیاس محسوس ہو رہی ہے"...... جولیا نے بھی سوئس زبان میں جواب دیتے ہوئے کہا تو

صفدر اور کیپٹن شکیل سوئس زبان سمجھتے ضرور تھے لیکن وہ اسے روانی سے بول نہ سکتے تھے اور چونکہ ان کافرستانی فوجیوں سے بات چیت کو خفیہ رکھنے کے لئے اس زبان کا استعمال ضروری تھا اس لئے صفدر اور کیپٹن شکیل خاموش پڑے سنتے رہے۔

"میں نے تو دونوں ہاتھ کھول لئے ہیں"...... تنویر نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ لیکن تم کیا کرو گے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی دیکھنا کیا ہوتا ہے"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو تنویر۔ جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ہمیں زندہ رکھنے کے لئے اس وقت تک مجبور ہیں جب تک عمران ان کے ہاتھ نہیں لگ جاتا ورنہ جس طرح ہم نے یہاں سے فرار ہونے کے لئے ان کے فوجیوں کو ہلاک اور زخمی کیا ہے یہ ہمیں بھی بے ہوشی کے دوران ہی گولی مار دیتے اس لئے کوئی جذباتی حرکت نہ کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ ہم میں سے کوئی تمہاری اس جذباتیت کی بھینٹ چڑھ جائے"...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

"جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ میں اس طرح بے دست و پا حالت میں ان کے سامنے مزید نہیں پڑا رہ سکتا"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ کوئی کارروائی اس وقت کرنا جب ان کا کوئی بڑا یہاں آئے جسے بچانے کے لئے یہ ہم پر فائر کھولنے سے ہچکچائیں۔ یہ میرا حکم ہے۔ میں بھی ہاتھ کھول سکتی ہوں لیکن جب تک پیروں کے کلپ کھولے جائیں گے یہ ہم پر فائر کھول دیں گے"...... جولیا نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے تم کہو"...... تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تنویر۔ ہاتھ تو ہم بھی کھول سکتے ہیں لیکن اصل مسئلہ پیروں کے کلپ کھولنے کا ہے اور یہ دونوں مسلح محافظ انتہائی چوکنے اور تیز ہیں اور انہوں نے لامحالہ فائر کھول دینا ہے۔ مس جولیا کی بات درست ہے کہ ہم میں سے کوئی ایک بہرحال اس فائرنگ کا شکار ہو سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے اس بار فرانسیسی زبان میں کہا۔

"میں ایک کو گردن سے پکڑ کر دوسرے پر اچھال دیتا اور جب تک یہ سنبھلتے میں پیروں کے کلپ کھول لیتا لیکن اب جولیا بہرحال لیڈر ہے اس لئے اس کا حکم تو ماننا ہی پڑے گا"...... تنویر نے بھی فرانسیسی زبان میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیڈر نہ بھی ہوتی تب بھی بہرحال اس کا حکم ماننے پر مجبور ہو"...... صفدر نے کہا اور تنویر صرف مسکرا کر رہ گیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور دوسرا محافظ پانی کی دو بوتلیں اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"یہ دونوں بوتلیں یہاں فرش پر رکھ دو۔ یہ غیر ملکی زبانوں میں باتیں کرتے رہے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ کسی سازش کے

چکر میں ہیں"...... کمرے میں موجود فوجی نے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیسی سازش"...... آنے والے نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کچھ نہ کچھ بہرحال ہے کرشن۔ تم بوتلیں زمین پر رکھو اور پھر گھوم کر ان کے عقب میں جاؤ جبکہ میں یہاں سے فائرنگ پوزیشن میں رہوں گا۔ ان کے کلپ چیک کرنے ہیں"...... پہلے آدمی نے کہا۔

"تمہیں خواہ مخواہ وہم ہو گیا ہے راٹھور۔ یہ کلپ کیسے کھول سکتے ہیں"...... آنے والے نے کہا لیکن اس نے بوتلیں زمین پر رکھ دی تھیں۔

"جا کر چیک کرو"...... راٹھور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن کی نال اس طرح جولیا اور اس کے ساتھیوں کی طرف کر دی جیسے وہ ایک لمحہ ہچکچائے بغیر فائر کھول دے گا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس آدمی نے ہاتھوں کے کلپ کھول رکھے ہیں"۔ اچانک کرشن نے تنویر کے بیڈ کے عقب میں کھڑے ہو کر چیختے ہوئے کہا اور راٹھور گن اٹھائے تیزی سے قریب آ گیا۔ اس نے تنویر کے پیروں کی طرف کھڑے ہو کر مشین گن کی نال اس کے پیٹ پر رکھ دی۔

"خبردار۔ اگر معمولی سی حرکت بھی کی تو گولی چلا دوں گا"۔

راٹھور نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور تنویر نے کوئی جواب نہ دیا وہ خاموش رہا جبکہ کرشن نے ایک ایک کر کے اس کے دونوں بازو دوبارہ کلپڈ کر دیئے۔

"باقی کو بھی چیک کرو"...... راٹھور نے گن پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"میں نے چیک کر لیا ہے۔ صرف اس نے کلپ کھول رکھے تھے"۔ کرشن نے کہا۔

"تم جاؤ اور رسی لے آؤ۔ ان کے ہاتھ اب رسیوں سے بھی ساتھ باندھنے ہوں گے۔ جاؤ"...... راٹھور نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو کرشن سر ہلاتا ہوا مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"دیکھی ہے تم نے اس کی تیزی۔ یہ خصوصی تربیت یافتہ ہیں"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری وجہ سے خاموش رہا ہوں ورنہ میں اس کرشن کو اٹھا کر اس راٹھور پر پھینکتا اور پھر دیکھتا ان کی تیزی"...... تنویر نے غراتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہرحال ابھی تم کوئی حرکت نہیں کرو گے۔ میں نہیں چاہتی کہ ہم میں سے کوئی خواہ مخواہ ان کا شکار بن جائے"...... جولیا نے بھی منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد کرشن واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں رسیوں کے کئی بنڈل موجود تھے پھر راٹھور گن لے کر ان کے سر پر موجود رہا جبکہ کرشن نے باری باری جولیا، تنویر، کیپٹن

شکیل اور صفدر چاروں کے ہاتھ اور پیر پیڈز کے ساتھ رسی کی مدد سے بھی باندھ دیئے۔

"اب تو پانی پلا دو"...... جولیا نے کہا تو کرشن اور راٹھور دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم واقعی بے حد صلاحیتوں کے مالک ہو۔ مسلح افراد کی موجودگی میں بھی اس آدمی نے جس طرح بغیر محسوس ہوئے کلپ کھول لئے ہیں اس پر مجھے واقعی حیرت ہو رہی ہے"۔ راٹھور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ابھی تمہیں نجانے کتنی حیرتوں سے دوچار ہونا پڑے گا"۔ جولیا نے جواب دیا اور پھر راٹھور کے کہنے پر کرشن نے نہ صرف جولیا بلکہ صفدر اور کیپٹن شکیل کو بھی پانی پلایا۔ تنویر نے پینے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک غصے کے تاثرات موجود تھے۔

"کاش تم مجھے نہ روکتیں۔ ویسے اب مجھے اپنے آپ پر غصہ آ رہا ہے کہ میں نے تمہاری بات کیوں مانی"...... خاموش پڑے ہوئے تنویر نے اچانک بڑبڑانے والے لہجے میں کہا۔ وہ اب پاکیشیائی زبان میں بات کر رہا تھا۔

"خاموش رہو تنویر۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری ہلاکت کے احکامات دے دیئے جائیں"...... اس بار صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تو کیا باقی ساری عمر اسی طرح گزار دو گے۔ ہم سیکرٹ سروس کے رکن ہیں کوئی عام لوگ نہیں ہیں"...... تنویر نے جواب دیا۔

"مس جولیا [illegible] ت سوچا ہے۔ کسی اہم آدمی کو آنے دو"۔ صفدر نے کہا۔

"اب کیسے ہاتھ پیر کھلیں گے۔ اب تو کلپوں کے علاوہ رسیاں بھی باندھ دی گئی ہیں"...... تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"رسیاں کھولنی کون سی مشکل ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور کرنل پرشاد اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک اور کرنل تھا۔ ان دونوں کے اندر داخل ہوتے ہی دونوں مسلح فوجی یکلخت اٹن شن ہو گئے۔

"یہ رسیاں کیوں باندھی گئی ہیں"...... کرنل پرشاد نے حیران ہو کر کہا تو راٹھور نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ واقعی انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ تم نے اچھا کیا ہے ورنہ یہ ایک بار پھر فرار ہو جاتے"...... کرنل پرشاد نے کہا اور پھر وہ دوسرے کرنل کی طرف مڑ گیا۔

"کرنل چوپڑہ اب آپ کیا کریں گے"...... کرنل پرشاد نے دوسرے کرنل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ظاہر ہے وہی کام کروں گا جس کے لئے میں یہاں آیا ہوں"۔ دوسرے کرنل نے جسے چوپڑہ کے نام سے پکارا گیا تھا کاندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ شروع کریں کام"...... کرنل پرشاد نے کہا تو

کرنل چوپڑہ بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ میرے پاس کوئی مشین ہے جس کا بٹن پریس کروں گا اور یہ سچ بولنا شروع کر دیں گے۔ کرنل پرشاد یہ انتہائی ذہنی یکسوئی اور سکون کا کام ہے۔ ایک آدمی سے اصل معلومات حاصل کرنے میں مجھے کم از کم ایک گھنٹہ لگ جائے گا اور اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ یہاں ہر طرف سے سکون ہو۔ چونکہ یہ سب بندھے ہوئے ہیں اس لئے تم ان محافظوں کو یہاں سے ہٹا دو۔ بے شک یہ باہر جا کر پہرہ دیں لیکن انہیں حکم دے دینا کہ یہ کسی صورت بھی مجھے ڈسٹرب نہ کریں اور تم بھی اپنے آفس میں جا کر بیٹھو۔ جب کام ختم ہو جائے گا تو میں خود تمہارے آفس آ کر تمہیں تمام معلومات مہیا کر دوں گا اور پھر تم ان معلومات سے صدر صاحب کو آگاہ کر دینا"...... کرنل چوپڑہ نے کہا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ لیکن خیال رکھنا یہ دنیا کے انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ پہلے مجھے بھی شاگل صاحب کی بات پر یقین نہ آیا تھا لیکن جس طرح انتہائی زخمی ہونے کے باوجود ان لوگوں نے فرار ہونے کی جدوجہد کی ہے اس سے مجھے یقین آگیا ہے کہ یہ واقعی ناممکن کو ممکن بنا سکتے ہیں"...... کرنل پرشاد نے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ ویسے بھی یہ بندھے ہوئے ہیں۔ میں سب سے پہلے ان کے ذہن سے رابطہ کر کے ان کے ذہنوں سے فرار ہونے کا جذبہ ختم کر دوں گا پھر یہ ہیجڑوں سے بھی بدتر ہو جائیں گے"۔ کرنل

چوپڑہ نے کہا اور کرنل پرشاد نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہاں موجود مسلح محافظوں کی طرف مڑ گیا۔

"تم دونوں باہر جاؤ۔ راہداری کے آخر میں پہرہ دو لیکن خیال رکھنا کرنل صاحب کو ڈسٹرب نہیں کرنا"...... کرنل پرشاد نے ان مسلح محافظوں سے کہا۔

"یس سر"...... ان دونوں نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے مڑے اور کمرے سے باہر چلے گئے۔ ان کے پیچھے کرنل پرشاد بھی کمرے سے نکلا تو کرنل چوپڑہ مڑا اور اس نے جا کر دروازہ اندر سے لاک کر دیا۔

"کیا تم واقعی اس قدر خطرناک لوگ ہو جس قدر کرنل پرشاد بتا رہا تھا"...... کرنل چوپڑہ نے دروازہ لاک کر کے مڑتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب آپ۔ سب سے پہلے تو خدا کا شکر ہے کہ آپ بھی زندہ بچ گئے ہیں لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ نے کرنل پرشاد کو کیوں واپس بھیج دیا ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو نہ صرف باقی ساتھی بلکہ کرنل چوپڑہ بھی بے اختیار اچھل پڑا۔

"عمران۔ کون عمران۔ کس کی بات کر رہے ہو"...... کرنل چوپڑہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم واقعی عمران ہو۔ یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے پاکیشیا کے عوام پر مہربانی کر دی ہے"...... اچانک جولیا نے تیز

لہجے میں کہا تو کرنل چوپڑہ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اب مجھے واقعی یقین آگیا ہے کہ تم دنیا کے خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہو"...... اس بار کرنل چوپڑہ نے عمران کی آواز میں کہا تو صفدر اور تنویر دنوں کے ستے ہوئے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔

"اوہ خدایا۔ تو واقعی رحیم و کریم ہے"...... صفدر اور تنویر دونوں کے منہ سے بیک وقت نکلا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر سب سے پہلے تنویر کے بازو کھولنے شروع کر دیئے۔

"تم نے مجھے کیسے پہچان لیا۔ کیا میرا میک اپ چیک کر لیا ہے تم نے"...... عمران نے ہاتھ کھولنے کے ساتھ ساتھ کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی کیونکہ کیپٹن شکیل نے جس طرح بغیر کسی شک وشبے کے اسے پہچان کر براہ راست بات کی تھی اس سے عمران واقعی حیران ہوا تھا۔

"آپ کا میک اپ تو مکمل تھا عمران صاحب لیکن آپ کا قدوقامت دیکھنے کے بعد جب آپ نے محافظوں اور کرنل پرشاد کو باہر بھجوایا اس کے ساتھ ہی آپ نے ذہن چیکنگ کی بات کی اور پھر جس طرح آپ نے ان کے جانے کے بعد دروازے کو اندر سے لاک کیا ان سب پوائنٹس نے آپ کو پہچاننے میں مدد دی لیکن سب سے اہم اور وزنی پوائنٹ آپ کی آنکھوں میں ذہانت کی وہ مخصوص چمک تھی جو آپ کے دروازہ لاک کر کے واپس مڑتے ہوئے مجھے نظر آئی

تھی اس لئے مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کرنل چوپڑہ نہیں ہیں بلکہ آپ علی عمران ہیں"...... کیپٹن شکیل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اور تم نے کیسے پہچان لیا۔ کیپٹن شکیل کی طرف سے تمام سنائی گئی باتوں کے علاوہ اور کوئی پوائنٹ تھا تمہارے ذہن میں"۔ عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا کیونکہ اس دوران اس نے تنویر کے دونوں بازوؤں کی نہ صرف رسیاں کھول دی تھیں بلکہ کلپ بھی کھول دیئے۔

"جب کیپٹن شکیل نے تمہارا نام لیا اور اس کے جواب میں تم نے جس مخصوص انداز میں اپنے نام کو دو بار دوہرایا اس مخصوص انداز سے مجھے یقین ہو گیا کہ تم واقعی علی عمران ہو"...... جولیا نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب وہ صفدر کو آزاد کرانے میں مصروف تھا جبکہ تنویر بیڈ سے اتر کر کیپٹن شکیل کو آزاد کرانے میں مصروف تھا۔

"اچھا۔ یہ بات ہے"...... عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم نے اس قدر مایوسانہ انداز میں بات کیوں کی ہے"...... جولیا نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"میں سوچ رہا تھا کہ شاید تم نے دل کی آنکھ سے مجھے پہچان لیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سب بے اختیار

ہنس پڑے۔ جولیا بھی مسکرا دی اور پھر عمران صفدر کو آزاد کر کے جولیا کی طرف بڑھ گیا۔

"بہرحال مجھے یہ دیکھ کر خدشہ ہوا ہے کہ تنویر نے تم پر کیپٹن شکیل کو ترجیح دی ہے حالانکہ میرا خیال تھا کہ آزاد ہوتے ہی وہ سب سے پہلے تمہاری طرف بڑھے گا"...... عمران نے رسیاں کھولتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تنویر مجھ سے ناراض ہے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ مس جولیا سے تو میں ناراض ہو ہی نہیں سکتا۔ ویسے مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ میں ساتھ والے بیڈ پر موجود کیپٹن شکیل کو چھوڑ کر جولیا کی طرف جاتا"...... تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"عمران صاحب آپ کرنل پرشاد کو آسانی سے بے ہوش کر سکتے تھے ورنہ کسی بھی لمحے اسے شک پڑ سکتا ہے اور ہم پھنس جائیں گے"...... کیپٹن شکیل نے دوبارہ اپنی بات دوہراتے ہوئے کہا۔

"یہ کام تو کسی بھی وقت ہو سکتا ہے۔ میں پہلے تم لوگوں کی درست پوزیشن سمجھ لینا چاہتا تھا۔ تم بتاؤ کہ کیا تم اب جدوجہد کے قابل ہو یا نہیں تاکہ تمہارے جواب کو مدنظر رکھ کر میں یہاں سے فرار ہونے کی منصوبہ بندی کر سکوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صرف صفدر صاحب کی ٹانگ زخمی ہے۔ یہ شاید چل یا دوڑ نہ سکیں۔ باقی ہم بہرحال ٹھیک ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں بھی چل سکتا ہوں۔ گولی نے زخم ڈالا ہے ہڈی نہیں ٹوٹی"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں یہاں سے فرار ہونے کے لئے ہیلی کاپٹر کی ضرورت ہو گی ورنہ ہم پیدل یا جیپ پر یہاں سے کسی طرح بھی نہ نکل سکیں گے اس لئے پہلے تو مجھے یہ معلوم کرنا ہو گا کہ ہیلی کاپٹر کہاں موجود ہیں اور باہر موجود فوجیوں کو میں اندر بلواتا ہوں ان میں سے ایک سے پوچھ گچھ ہو جائے گی جبکہ اس طرح دو مشین گنیں بھی تمہیں مل جائیں گی"...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا۔

"عمران صاحب کی پلاننگ واقعی بے داغ ہوتی ہے۔ وہ اس انداز میں یہاں پہنچے ہیں کہ کسی کو ان پر شک تک نہیں ہوا"۔ صفدر نے کہا۔

"ان معاملات میں اس کا ذہن سپر نیچرل انداز میں کام کرتا ہے"...... تنویر نے جواب دیا اور سب اس کی بات پر بے اختیار مسکرا دیئے۔ چند لمحوں بعد باہر سے قدموں کی آوازیں ابھریں تو وہ سب تیزی سے دروازے کی دونوں اطراف میں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے لیکن ان کے چہروں پر یہ محسوس کر کے حیرت کے تاثرات ابھر آئے کہ آنے والا ایک آدمی تھا اور یہ لامحالہ عمران کے قدموں کی آواز تھی۔

"میں عمران ہوں"....... عمران نے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دروازہ بند کر دیا لیکن اسے لاک نہ کیا البتہ اس کے ہاتھ میں ایک مشین گن تھی۔

"ان مسلح افراد کا کیا ہوا ہے"....... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہاں ایک آدمی تھا اور بے حد ہوشیار اور چوکنا تھا اس لئے مجھے اس کو وہیں ختم کرنا پڑا۔ میں نے اسے ایک الماری میں ڈال کر اس پر لباس ڈال دیئے ہیں۔ اب ہمیں خود ہی باہر جانا ہو گا"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا دی۔

"مجھے دو گن"....... تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ ہم نے جذباتی قدم نہیں اٹھانا ورنہ اس بار معاملات سنبھل نہ سکیں گے۔ پہلے بھی میں نے تحریک آزادی کے اڈے سے ٹرانسمیٹر کال کر کے کرنل پرشاد سے بطور صدر کافرستان بات کی تھی اور اسے حکم دیا تھا کہ تمہیں فوری ہلاک نہ کیا جائے بلکہ تمہیں زندہ رکھا جائے اور تمہارا علاج کیا جائے تاکہ تم سے تمہارے لیڈر کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں اور اس کال سے ہی مجھے پتہ چلا کہ صدر نے پہلے تمہاری فوری ہلاکت کا حکم دیا ہوا ہے۔ اگر میں کال نہ کرتا تو معاملات واقعی خراب ہو جاتے"....... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر تمہیں کسی صورت اس کرنل پرشاد کو واپس نہیں بھیجنا چاہئے تھا"....... جولیا نے چونک کر کہا۔

"کیوں۔ کیا ہوا"....... عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ باقی ساتھی بھی جولیا کی بات سن کر چونک پڑے تھے۔

"صدر کی اصل کال کسی بھی وقت آ سکتی ہے اور پھر لامحالہ یہ بات سامنے آ جائے گی اور ہمیں پتہ بھی نہ چل سکے گا"....... جولیا نے کہا تو اس بار محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اوہ۔ یہ پوائنٹ تو میرے ذہن میں ہی نہ آیا تھا۔ اوہ۔ اب ہمیں فوری ایکشن میں آنا چاہئے"....... عمران نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازے کی دوسری طرف راہداری میں سے تیز تیز قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور آوازوں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ آنے والے کافی لوگ ہیں اور وہ خاصے جوش بھرے انداز میں آ رہے ہیں۔

"ان کے آنے کا انداز بتا رہا ہے کہ معاملات واقعی بگڑ گئے ہیں۔ میں سب سے پہلے آنے والے کو قابو میں کروں گا جبکہ تم نے باقی افراد کو گولی مارنی ہے"....... عمران نے جیب سے سائیلنسر لگا ایک چھوٹا سا جدید ساخت کا ریوالور نکال کر تنویر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت چمک آ گئی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی ایک بار پھر دروازے کی سائیڈوں میں چوکنے انداز میں کھڑے ہو گئے تھے۔ چند لمحوں بعد

دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور سب سے پہلے کرنل پرشاد اچھل کر اندر داخل ہو رہا تھا کہ عمران کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور اسے گھسیٹتا ہوا دروازے کے پٹ کے پیچھے لے گیا۔ اس کا ایک ہاتھ کرنل پرشاد کے منہ پر جما ہوا تھا اور دوسرا ہاتھ اس کے سینے کے گرد جما ہوا تھا۔ اسی لمحے چار مسلح آدمی تیزی سے اندر داخل ہوئے تھے کہ یکلخت تنویر نے پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے چاروں ہی چیختے ہوئے اچھلے اور نیچے گرتے چلے گئے۔ ایک بار پھر تنویر نے ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے نیچے گر کر تڑپتے ہوئے وہ چاروں آدمی ختم ہو گئے جبکہ ان سے ملنے والی مشین گنیں جولیا اور صفدر نے جھپٹ لیں۔ کرنل پرشاد ابھی تک عمران کے ہاتھوں میں جکڑا ہوا تھا۔ گو اس نے اپنے طور پر خاصی جدوجہد کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ظاہر ہے عمران کی گرفت میں ہونے کے بعد وہ آسانی سے کہاں نکل سکتا تھا۔

"دروازہ بند کر دو"...... عمران نے کہا تو جولیا نے تیزی سے آگے بڑھ کر دروازہ بند کر دیا تو عمران نے کرنل پرشاد کو آگے کی طرف دھکیلا اور کرنل پرشاد چند قدم لڑکھڑانے کے بعد جیسے ہی سنبھلا عمران کے اشارے پر کیپٹن شکیل نے مشین گن کی نال اس کے سینے پر رکھ دی۔ کرنل پرشاد کا چہرہ حیرت کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔

"سنو کرنل پرشاد۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہاری بات صدر سے ہو

چکی ہے اس لئے تم چار مسلح افراد لے کر ہمیں ہلاک کرنے یہاں آئے تھے لیکن اس کے باوجود میں نہیں چاہتا کہ تم جیسے اچھے آدمی کو ہلاک کروں اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تمہاری جو بات صدر صاحب سے ہوئی ہے وہ تفصیل سے بتا دو"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تت۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ تم تو یہاں ہو"...... کرنل پرشاد نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ تم سے صدر کی آواز اور لہجے میں بات کرنے والا میں خود تھا اور تم جس انداز میں آئے ہو اس سے مجھے معلوم ہو گیا ہے۔ بہرحال اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو سب کچھ تفصیل سے بتا دو"۔ عمران نے کہا۔

"کیا تم خود عمران ہو۔ ان کے لیڈر"...... کرنل پرشاد نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میرا نام علی عمران ہے اور اب سنو میرے پاس مزید باتوں کے لئے وقت نہیں ہے"...... عمران کا لہجہ انتہائی سرد تھا اور کرنل پرشاد نے تفصیل سے تمام ہونے والی بات دوہرا دی۔

"تو تم نے واپس جا کر رپورٹ دینی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں"...... کرنل پرشاد نے جواب دیا۔

"ہیلی کاپٹر چھاؤنی میں کہاں موجود ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ۔ وہ تو"...... کرنل پرشاد کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ اس کا انداز

ایسا تھا جیسے وہ تذبذب کا شکار ہو رہا ہو۔

"کیپٹن شکیل۔ میں تین تک گنوں گا اگر تین تک یہ نہ بتائے تو ٹریگر دبا دینا۔ ہیلی پیڈ ہم خود تلاش کر لیں گے۔ ایک"...... عمران نے سفاک لہجے میں کہا۔

"میں بتاتا ہوں۔ وہ چھاؤنی کے عقبی حصے میں ہیں۔ ان کا سیکشن علیحدہ ہے"...... کرنل پرشاد نے جلدی سے جواب دیا۔

"اس سیکشن کا انچارج کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"کرنل شیر سنگھ"...... کرنل پرشاد نے جواب دیا۔

"اوکے ہٹ جاؤ کیپٹن شکیل"...... عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ خود بھی آگے بڑھا تھا پھر کیپٹن شکیل جیسے ہی پیچھے ہٹا عمران کا بازو تیزی سے گھوما اور کرنل پرشاد چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا ہی تھا کہ عمران کی لات حرکت میں آئی اور دوسرے لمحے کرنل پرشاد ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔

"کیپٹن شکیل اس کی یونیفارم اتار کر تم پہن لو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی یونیفارم کے بٹن کھولنے شروع کر دیئے۔

"کیا ہوا۔ کیا تم خود"...... جولیا نے اسے بٹن کھولتے دیکھ کر کہا۔

"نہیں میں ماسک میک اپ باکس نکال رہا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا باکس نکال کر کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا دیا۔

"ہم نے کیا کرنا ہے"...... اس بار صفدر نے کہا۔

"تم سب بھی ماسک میک اپ کر لو۔ باہر کمرے میں یونیفارمز موجود ہیں۔ وہ پہن لینا کیونکہ ان مردہ فوجیوں کی گولیاں کھانے کے بعد یونیفارمز داغدار ہو چکی ہیں اس کے بعد ہم اس دروازے کو باہر سے لاک کر کے واپس آفس جائیں گے اور وہاں سے جیپ لے کر ہیلی کاپٹر سیکشن کی طرف بڑھ جائیں گے"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"لیکن عمران صاحب صدر صاحب تو رپورٹ کے انتظار میں ہوں گے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو میں نے آفس جانے کی بات کی ہے پہلے میں انہیں مطمئن کروں گا کہ عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں پھر ہم آگے بڑھیں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

ڈاکٹر گوپال اپنے آفس میں بیٹھا کسی فائل کے مطالعہ میں معروف تھا کہ دروازہ کھلا اور ایک جونیئر ڈاکٹر حواس باختہ اندا میں اندر داخل ہوا تو ڈاکٹر گوپال بے اختیار چونک پڑا۔

" کیا ہوا ہے۔ کیا کوئی ایمرجنسی ہو گئی ہے"...... ڈاکٹر گوپال نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" سر۔ سر۔ ڈریس روم میں ایک فوجی کی لاش پڑی ہوئی ہے" آنے والے نے اسی طرح حواس باختہ سے لہجے میں کہا۔

" فوجی کی لاش اور ڈریس روم میں۔ کیا مطلب۔ کیا تم ہوش می ہو"...... ڈاکٹر گوپال نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" سر۔ سر۔ میں نے خود دیکھی ہے۔ میں یونیفارم نکال رہا ت چیکنگ کے لئے کہ ان کے پیچھے لاش موجود تھی۔ اس کی گردن تو ہوئی ہے"...... آنے والے نے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ وری بیڈ۔ یہ کیا ہوا ہے۔ آؤ میرے ساتھ "۔ ڈاکٹر گوپال نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ آنے والا جونیئر ڈاکٹر اس کے پیچھے تھا۔

" تم نے کسی اور کو تو نہیں بتایا لاش کے بارے میں ڈاکٹر شکلا"...... تھوڑا سا آگے بڑھتے ہوئے ڈاکٹر گوپال نے گردن موڑ کر پیچھے آنے والے جونیئر ڈاکٹر سے کہا۔

" نہیں جناب۔ میں تو لاش دیکھ کر بوکھلا گیا اور سیدھا آپ کے پاس آیا ہوں"...... ڈاکٹر شکلا نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ڈریس روم میں داخل ہوئے۔

" کہاں ہے لاش"...... ڈاکٹر گوپال نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" ادھر سر۔ اس خانے میں"...... ڈاکٹر شکلا نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور تیزی سے ایک بڑے سے خانے میں پڑی ہوئیں یونیفارمز نکال کر فرش پر پھینکنا شروع کر دیں۔

" اوہ واقعی۔ اسے باہر نکالو"...... ڈاکٹر گوپال نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا کیونکہ واقعی ایک فوجی کی لاش اندر موجود تھی۔ ڈاکٹر شکلا نے لاش کھینچ کر باہر نکالی اور فرش پر ڈال دی۔

" اوہ۔ یہ تو کرشن ہے جسے میں نے پاکیشیائی ایجنٹوں کی نگرانی پر تعینات کیا تھا۔ اوہ۔ وری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ ایک بار پھر فرار ہو گئے ہیں۔ آؤ میرے ساتھ "...... ڈاکٹر گوپال نے لاش

کو غور سے دیکھتے ہی چیخ کر کہا اور تیزی سے ڈریس روم کے اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"سر۔ سر۔ وہاں خطرہ نہ ہو"....... اس کے پیچھے آنے والے ڈاکٹر شکلا نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لاش کی حالت بتا رہی ہے کہ اسے مرے ہوئے کافی زیادہ وقت گزر چکا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ کافی دیر پہلے نکل گئے ہوں گے اس لئے اب تو صرف رسمی چیکنگ ہی ہو گی۔ کمرہ یقیناً خالی پڑا ہو گا"....... ڈاکٹر گوپال نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر راہداری میں سے گزر کر وہ جب اس کمرے کے دروازے پر پہنچے جس میں پاکیشیائی ایجنٹوں کو رکھا گیا تھا تو دروازہ بند تھا۔

"اوہ۔ دروازہ باہر سے لاک کیا گیا ہے"....... ڈاکٹر گوپال نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ناب کو گھمایا اور دروازہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے وہ اچھل کر اندر داخل ہوا۔

"اوہ۔ یہاں تو قتل عام ہوا ہے۔ اوہ۔ اوہ کرنل پرشاد کی لاش اور اس حالت میں"....... ڈاکٹر گوپال نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں فرش پر پڑی ہوئی لاشوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر۔ کرنل پرشاد کا لباس اتارا گیا ہے"....... ڈاکٹر شکلا نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ معاملات بے حد سنگین ہیں۔ ان میں سے کسی نے کرنل پرشاد کی یونیفارم پہن لی

m. Abrar
2-4-2000

ہے۔ آؤ میرے ساتھ"....... ڈاکٹر گوپال نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک لحاظ سے دوڑتے ہوئے واپس آفس کی طرف بڑھنے لگے۔ آفس میں پہنچتے ہی ڈاکٹر گوپال نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہسپتال سے ڈاکٹر گوپال بول رہا ہوں۔ کون بات کر رہا ہے"۔ ڈاکٹر گوپال نے تیز لہجے میں کہا۔

"میجر ٹھاکر بول رہا ہوں ہیڈ کوارٹر آفس سے"....... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کرنل پرشاد کہاں ہیں"....... ڈاکٹر گوپال نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"وہ کرنل چوپڑہ کے ساتھ ہیلی کاپٹر سیکشن کے کرنل شیر سنگھ سے ملنے گئے ہیں جناب۔ ابھی دس منٹ پہلے روانہ ہوئے ہیں"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور ڈاکٹر گوپال بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کرنل پرشاد زندہ ہیں۔ کیا تم نے انہیں خود دیکھا ہے"....... ڈاکٹر گوپال نے اس بار قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ یہاں آفس سے انہوں نے صدر صاحب سے فون پر بات کی ہے۔ لیکن آپ کیوں ایسا کہہ رہے ہیں کہ وہ زندہ ہیں۔ کیا مطلب ہوا"....... میجر ٹھاکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل پرشاد کی لاش ہسپتال کے اس خصوصی کمرے میں پڑی ہوئی ہے جہاں ان زخمی پاکیشیائی ایجنٹوں کو رکھا گیا تھا۔ ان کی یونیفارم بھی غائب ہے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے یہ لاش دیکھی ہے۔ میں کرنل شیر سنگھ سے بات کرتا ہوں۔ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو یہاں سے نکلنا نہیں چاہیے"...... ڈاکٹر گوپال نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا کر ہاتھ ہٹایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ وہ چھاؤنی کے ہسپتال کے انچارج تھے اس لئے چھاؤنی کے تمام شعبوں کے انچارج صاحبان سے ان کے قریبی تعلقات تھے اور ان کے درمیان اکثر بات چیت ہوتی رہتی تھی اس لئے اسے سب کے نمبر معلوم تھے۔

"یس۔ ہیلی کاپٹر سیکشن"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک تیز سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں ڈاکٹر گوپال بول رہا ہوں۔ کرنل شیر سنگھ سے بات کراؤ۔ جلدی اور فوراً"...... ڈاکٹر گوپال نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ویٹ فار ون منٹ"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو کرنل شیر سنگھ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر گوپال بول رہا ہوں کرنل شیر سنگھ۔ کیا کرنل پرشاد تمہارے پاس موجود ہیں"...... ڈاکٹر گوپال نے ہونٹ چباتے

ہوئے کہا کیونکہ میجر ٹھاکر نے اسے بتایا تھا کہ کرنل پرشاد آفس میں موجود رہا تھا۔

"وہ ہیلی کاپٹر کی طرف گئے ہیں۔ ان کے ساتھ ماؤنٹین بریگیڈ کے کرنل چوپڑہ بھی ہیں اور اس کے ساتھ ہی تین ماتحت بھی ہیں۔ وہ صدر صاحب کی ہدایت پر کسی خفیہ مشن پر جا رہے ہیں لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... کرنل شیر سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا وہ پرواز کر گئے ہیں"...... ڈاکٹر گوپال نے پوچھا۔

"ابھی نہیں۔ ابھی کچھ دیر ہے کیونکہ طویل فاصلے کے لئے سپیشل ایکس ون ہیلی کاپٹر تیار کیا جا رہا ہے لیکن مسئلہ کیا ہے ڈاکٹر صاحب۔ آپ کھل کر کیوں نہیں بتاتے۔ آپ کا لہجہ بھی مشکوک سا ہے"...... کرنل شیر سنگھ نے کہا۔

"کرنل شیر سنگھ۔ وہ اصل کرنل پرشاد نہیں ہے۔ کرنل پرشاد کی لاش ہسپتال کے ایک کمرے میں پڑی ہوئی ہے اور ساتھ ہی چار مسلح محافظوں کی لاشیں بھی میں نے خود دیکھی ہیں اور وہاں جس کمرے میں فرار ہو جانے والے پاکیشیائی ایجنٹوں کو رکھا گیا تھا اور میں نے دو مسلح محافظوں کو وہاں تعینات کیا تھا۔ ان میں سے ایک محافظ کی لاش ڈریس روم سے ملی ہے۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں اور کرنل چوپڑہ بھی اصل نہیں ہو سکتے تم انہیں فوراً گرفتار کر لو ورنہ وہ فرار ہو جائیں گے"...... ڈاکٹر گوپال نے چیختے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کرنل پرشاد تو اصل ہیں۔ میں ان سے خود ملا ہوں"...... کرنل شیر سنگھ نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں اور یہ سن لیں کرنل شیر سنگھ اگر یہ لوگ فرار ہو گئے تو پھر تمہیں دنیا کی کوئی طاقت کورٹ مارشل سے نہ بچا سکے گی۔ تم انہیں گرفتار کرو میں صدر صاحب سے خود بات کرتا ہوں"...... ڈاکٹر گوپال نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ ہٹا کر اس نے تیزی سے پریذیڈنٹ کے مخصوص نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ چونکہ طویل عرصہ سے پریذیڈنٹ ہاؤس میں صدر کا ذاتی معالج رہ چکا تھا اس لئے نہ صرف صدر اسے اچھی طرح جانتے تھے بلکہ اس کے پاس ان کا خصوصی نمبر بھی تھا۔

"ہیلو ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"راگو چھاؤنی سے ڈاکٹر گوپال بول رہا ہوں۔ صدر صاحب سے بات کرائیں اٹ از موسٹ ایمرجنسی"...... ڈاکٹر گوپال نے تیز لہجے میں کہا۔

"او کے۔ ہولڈ آن کریں۔ میں معلوم کرتا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس"...... چند لمحوں بعد صدر کی بھاری اور باوقار آواز سنائی دی۔

"سر۔ میں ڈاکٹر گوپال بول رہا ہوں راگو چھاؤنی سے اور سر پاکیشیائی ایجنٹ ایک بار پھر فرار ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کمانڈنگ جنرل کرنل پرشاد کو ہلاک کر دیا ہے"...... ڈاکٹر گوپال نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ کیا آپ اصل ڈاکٹر گوپال ہیں"۔ دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"یس سر۔ میں اصل ڈاکٹر گوپال بول رہا ہوں سر"۔ ڈاکٹر گوپال نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن پہلے تو آپ نے خود مجھے فون پر بتایا تھا کہ کرنل پرشاد نے ان پاکیشیائی ایجنٹوں اور کرنل چوپڑہ کو جو ان کا لیڈر تھا چار محافظوں کے ساتھ جا کر ہلاک کر دیا ہے اور آپ نے خود ان لاشوں کو دیکھا تھا اور اب آپ کہہ رہے ہیں کہ پاکیشیائی ایجنٹ فرار ہو رہے ہیں اور کرنل پرشاد ہلاک ہو گیا ہے۔ کیا مطلب ہوا اس کا"۔ صدر نے اپنے عہدے اور وقار کے خلاف تقریباً حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"سس۔ سر۔ میری تو پہلے آپ سے کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ہی میں نے ان لاشوں کو دیکھا ہے"...... ڈاکٹر گوپال نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ جلدی بتائیں کیا ہو رہا ہے۔ جلدی"۔

صدر نے ایک بار پھر چیختے ہوئے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر گوپال نے جلدی جلدی ساری بات بتا دی۔

"اوہ۔ میں انہیں زندہ کافرستان سے نہیں نکلنے دوں گا"۔ دوسری طرف سے چیخ کر کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈاکٹر گوپال نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"یہ صدر صاحب کو کیا ہو گیا ہے۔ جب میں نے ان سے بات ہی نہیں کی تو پھر"...... ڈاکٹر گوپال نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"سر ان لاشوں کا کیا کرنا ہے"...... اچانک سامنے بیٹھے ہوئے ڈاکٹر شکلا نے کہا تو ڈاکٹر گوپال اس طرح چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا جیسے انہیں اس کی یہاں موجودگی پر حیرت ہو رہی ہو۔

"اوہ۔ پہلے یہ پاکیشیائی ایجنٹ ختم ہو جائیں پھر دیکھیں گے۔ مجھے خود ہیلی کاپٹر سیکشن جانا ہو گا"...... ڈاکٹر گوپال نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"سر۔ میں ساتھ چلوں"...... ڈاکٹر شکلا نے بھی پیچھے آتے ہوئے کہا۔

"ہاں آؤ"...... ڈاکٹر گوپال نے مڑے بغیر جواب دیا اور پھر آفس سے باہر نکلتے چلے گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں جیپ میں بیٹھے تیزی سے ہیلی کاپٹر سیکشن کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

شاگل کا ہیلی کاپٹر خاصی تیز رفتاری سے راگو چھاؤنی کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ شاگل سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا اور ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ اس کے ذہن میں اس وقت سے مسلسل دھماکے ہو رہے تھے جب سے صدر مملکت نے اسے کال کر کے بتایا تھا کہ کرنل چوپڑہ کے روپ میں عمران وہاں پہنچا تھا اور صدر نے کرنل پرشاد سے کہہ کر پاکیشیائی ایجنٹوں اور کرنل چوپڑہ کا خاتمہ کرا دیا تھا۔ اسے یاد تھا کہ اس کی موجودگی میں فرسٹ چیک پوسٹ سے کرنل پرشاد کو فون آیا تھا کہ ماؤنٹین بریگیڈ کے کرنل چوپڑہ آئے ہیں اور انہیں پاکیشیائی ایجنٹوں کے سلسلے میں صدر صاحب نے بھیجا ہے لیکن اس کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ کرنل چوپڑہ کے روپ میں عمران بھی ہو سکتا ہے۔ وہ اب اپنے آپ پر غصہ کھا رہا تھا کہ اگر وہ فوراً وہاں سے روانہ نہ ہو جاتا تو وہ خود اس کرنل

چوپڑہ کو چیک کر کے اسے گولی مار دیتا۔ اس طرح نہ صرف عمران کو ختم کرنے کی اس کی دیرینہ حسرت پوری ہو جاتی بلکہ اس کا کریڈٹ بھی اسے ملتا لیکن اب تو ظاہر ہے یہ کریڈٹ کرنل پرشاد نے حاصل کر لیا تھا اور وہ صرف اس کرنل چوپڑہ کی بطور عمران شناخت کرنے وہاں جا رہا تھا۔

"کاش یہ کرنل چوپڑہ عمران نہ ہو"...... اچانک شاگل نے اونچی آواز میں خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔

"جی سر"...... پائلٹ نے چونک کر شاگل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو"...... شاگل نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا اور پائلٹ ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

"یہ تم ہیلی کاپٹر اڑا رہے ہو یا بیل گاڑی چلا رہے ہو۔ نانسنس۔ کس نانسنس نے تمہیں پائلٹ بنایا ہے۔ رفتار تیز کرو اس کی"۔ شاگل نے اپنا غصہ پائلٹ پر نکالتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... پائلٹ نے جواب دیا کیونکہ وہ بھی شاگل کی فطرت کو سمجھتا تھا اس لئے اس نے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف یس سر کہنے پر ہی اکتفا کیا تھا۔ اچانک شاگل کو کوئی خیال آیا تو اس نے ہیلی کاپٹر میں نصب خصوصی ٹرانسمیٹر پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی اور پھر فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل کالنگ۔ اوور"...... شاگل نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"میجر ٹھاکر فرام ہیڈ کوارٹر آفس بول رہا ہوں سر۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔

"کرنل پرشاد سے بات کراؤ نانسنس۔ تمہیں نہیں معلوم کہ چیف صرف بڑے افسر سے بات کرتے ہیں۔ نانسنس۔ اوور"۔ شاگل نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ سر۔ ہلاک کر دیئے گئے ہیں سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے متذبذب سے لہجے میں کہا گیا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ کون ہلاک ہوا ہے۔ کس نے ہلاک کیا ہے۔ اوور"...... شاگل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے چھاؤنی کے ہسپتال سے ڈاکٹر کرنل گوپال کی کال آئی تھی۔ انہوں نے کہا ہے کہ کرنل پرشاد کی لاش ہسپتال کے خصوصی کمرے میں پڑی ہوئی ہے سر۔ اور اس کے ساتھ چار محافظ بھی ہلاک ہو چکے ہیں سر۔ حالانکہ کرنل پرشاد اور کرنل چوپڑہ یہاں آفس میں موجود رہے ہیں سر۔ ان کے ساتھ تین اور نامعلوم فوجی بھی تھے۔ کرنل پرشاد نے آفس سے صدر صاحب کو فون کیا اور کافی دیر تک باتیں کرتے رہے۔ پھر وہ سب ان کی جیپ میں سوار ہو کر ہیلی کاپٹر سیکشن کی طرف بھی گئے لیکن ابھی چند لمحے

پہلے ڈاکٹر گوپال کی کال آئی ہے کہ کرنل پرشاد کی لاش ہسپتال کے خصوصی کمرے میں پڑی ہوئی ہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا لیکن انہوں نے میری بات نہ مانی اور رابطہ ختم کر دیا۔ میں نے دو فوجی تصدیق کے لئے بھجوائے ہیں لیکن ابھی تک وہ واپس نہیں آئے اس لئے میں نے آپ کو ڈاکٹر گوپال کی بات بتائی ہے۔ اوور"...... میجر ٹھاکر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری سیڈ۔ ڈاکٹر گوپال کے پاس ٹرانسمیٹر ہے۔ اوور"۔ شاگل نے چیختے ہوئے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ ان کا فون ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلی کاپٹر سیکشن کے انچارج کرنل شیر سنگھ کے پاس ٹرانسمیٹر ہے۔ اوور"...... شاگل نے ایک بار پھر چیختے ہوئے پوچھا۔

"نہیں سر۔ وہاں بھی فون ہے سر۔ اوور"...... میجر ٹھاکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں راگو چھاؤنی پہنچ رہا ہوں۔ میں خود آکر معلوم کرتا ہوں۔ اوور اینڈ آل"...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"کتنا فاصلہ رہ گیا ہے"...... شاگل نے انتہائی بے چین سے لہجے میں پائلٹ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"سر۔ پانچ منٹ بعد ہم راگو چھاؤنی میں پہنچ جائیں گے"۔ پائلٹ

نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا تو شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ویسے میجر ٹھاکر کی بات سن کر اس کے دل میں جیسے یکلخت اطمینان اور سکون سا بھر گیا تھا کہ عمران ابھی زندہ ہے اور اب وہ خود اس کے خلاف کارروائی کر کے اس کا کریڈٹ لے گا۔ اسے یقین تھا کہ ڈاکٹر گوپال نے جو کچھ بتایا ہے وہ بہرحال درست ہو گا کیونکہ اگر واقعی وہ کرنل جھٹہ عمران ہے تو پھر ظاہر ہے کرنل پرشاد جیسے آدمی کے بس کا روگ نہیں تھا۔ گو اسے میجر ٹھاکر نے یہی بتایا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی ہیلی کاپٹر سیکشن کی طرف گئے ہیں اور اسے معلوم تھا کہ وہ یقیناً وہاں سے کوئی ہیلی کاپٹر لے کر باہر نکلنے کی کوشش کریں گے لیکن وہ جانتا تھا کہ راگو چھاؤنی ایسی جگہ پر ہے کہ جہاں سے وہ آسانی سے نہ پاکیشیا پہنچ سکتے ہیں نہ آزاد مشکبار علاقے میں اور نہ ہی ناپال یا کسی اور ملک میں اتنی جلدی داخل ہو سکتے ہیں اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ انہیں بہرحال کور کر لینے میں کامیاب ہو جائے گا۔

"رفتار اور تیز کرو"...... شاگل نے ایک بار پھر پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... پائلٹ نے جواب دیا۔

"کیا یس سر یس سر لگا رکھی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں رفتار تیز کرو اور تم بجائے رفتار تیز کرنے کے صرف یس سر کہہ دیتے ہو۔ نانسنس"۔ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں نے فل سپیڈ کر دی ہے"...... پائلٹ نے اسی

طرح موَدبانہ لہجے میں کہا اور شاگل نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلادیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی ہیلی کاپٹر راگو چھاؤنی میں پہنچ گیا۔

"اسے سیدھا ہیلی کاپٹر سیکشن لے چلو"...... شاگل نے کہا لیکن اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی اور شاگل نے چونک کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو کرنل شیر سنگھ انچارج ہیلی کاپٹر سیکشن کالنگ۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ شاگل نے باوقار سے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ میں صرف چیکنگ کرنا چاہتا تھا کیونکہ راگ چھاؤنی میں ایمرجنسی نافذ ہو چکی ہے۔ اوور"...... کرنل شیر سنگھ نے اس بار موَدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ کہاں ہیں۔ کیا ہوا ان کا۔ اوور"۔ شاگل نے ایمرجنسی نافذ ہونے کا سن کر چونک کر کہا۔

"سر سپیشل ہیلی کاپٹر ایکس ون لے کر وہ چھاؤنی سے باہر جا تھے پھر صدر صاحب کی کال ملی کہ یہ دشمن ہیں۔ ان کے ہیلی کاپٹ فضا میں ہی ہٹ کر دیا جائے۔ چنانچہ فوری طور پر ایمرجنسی نافذ گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی جنگی طیاروں کا ایک سکواڈرن ان واپس لانے کے لئے بھیج دیا گیا ہے۔ اوور"...... کرنل شیر سنگھ جواب دیا۔

"واپس لانے کے لئے۔ کیا مطلب۔ اوور"...... شاگل نے حیران ہو کر کہا۔

"جناب یہ ہیلی کاپٹر انتہائی قیمتی ہے اس لئے ہم اسے ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ ویسے بھی یہ ریڈیو کنٹرولڈ ہے اس لئے اگر وہ واپس نہ آئے تو ہم اس کا انجن کنٹرول کر کے اسے واپس لے آئیں گے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلی کاپٹر میں پیرا شوٹس موجود ہیں۔ اوور"...... شاگل نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"نہیں جناب۔ پیرا شوٹس موجود نہیں ہیں۔ اوور"...... کرنل شیر سنگھ نے کہا۔

"میرا ہیلی کاپٹر سیکشن پہنچ رہا ہے پھر میں خود ہی سب کچھ سنبھال لوں گا۔ اوور اینڈ آل"...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب ہیلی کاپٹر راگو چھاؤنی پر پرواز کر رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد پائلٹ نے اسے ہیلی کاپٹر سیکشن کے خصوصی ہیلی پیڈ پر اتار دیا اور پھر شاگل اچھل کر نیچے اترا۔

"سر کرنل شیر سنگھ ادھر ٹاور پر موجود ہیں سر۔ آئیے سر"۔ ایک فوجی نے آگے بڑھ کر شاگل کو سیلوٹ کرتے ہوئے کہا اور شاگل نے اثبات میں سرہلادیا۔